ماہنامہ
ترجمان اہلسنت
کراچی
ختم نبوت نمبر اگست ستمبر 1972
خلیل احمد رانا صاحب۔ پیشکش محمد احمد ترازی

ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی

اگست، ستمبر ۱۹۷۲ء مطابق رجب، شعبان ۱۳۹۲ھ

جلد ۲ شمارہ ۲، ۳

ختم نبوت نمبر

ایڈیٹر، پبلشر :۔

مولانا جمیل احمد نعیمی

قیمت :۔ فی پرچہ ایک روپیہ پچاس پیسے : سالانہ ۔ ۸ روپے ۔ ششماہی ۴ روپے

پتہ :۔ ۲۷ ۔ محمدی مینشن، مارسٹن روڈ کراچی ــــــ فون :۔ ۷۲۷۲۲

خاکہ

اداریہ

ملک کو بچائیے

آج سے ۲۵ برس قبل پاکستان ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔ قیام پاکستان کسی خارجی لشکر کشی کا نتیجہ تھا اور نہ ہی انگریزوں نے اسے تحفے کے طور پر مسلمانان برصغیر کو ہبہ کیا تھا۔ بلکہ یہ برصغیر کے مسلمانوں کی ایک طویل اور صبر آزما جدوجہد کا رہین منت ہے۔ اس جدوجہد کی بنیاد لسانی، نسلی یا جغرافیائی وحدت پر نہیں تھی بلکہ خالص نظریاتی تھی۔ وہ نظریہ یہ ہے کہ مسلمان اپنا الگ دینی، ملی اور قومی تشخص رکھتے ہیں اور یہ اجتماعی تشخص زبان، رنگ، نسل اور علاقائیت کے تمام امتیازات سے بالاتر ہے اور یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ پاکستان نے کسی قومیت کو جنم نہیں دیا بلکہ اسلامی تصور قومی وملی نے پاکستان کو وجود بخشا ہے۔ لہٰذا پاکستان کی بقا اور اسکی جغرافیائی حدود کے تحفظ کے لئے لازم ہے کہ اس نظریہ کا تحفظ کیا جائے۔ جو قیام پاکستان کا باعث ہے۔ چنانچہ جب تک مسلمانوں نے پاکستان کی نظریاتی حدود کا تحفظ کیا، بھارت اپنی کثیر افرادی اور مادی قوت کے باوجود ہماری جغرافیائی حدود کو توڑنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

اقتصادی بدحالی سے پریشان قوم نے خوش آئند وعدوں پر بھروسہ کرتے ہوئے گزشتہ انتخابات میں ایسے افراد اور ایسی جماعت کو ووٹ دیئے جو پاکستان کی نظریاتی بنیادوں سے بغاوت کا اعلانیہ اظہار کر چکے تھے — یہ افراد قوم کی اکثریتی نمائندگی کی سند لے کر منظر عام پر آئے۔ چنانچہ نظریۂ پاکستان سے عاری افراد کی ہوس اقتدار نے ملک کا بڑا بازو منقطع کر دیا اور بقیہ ملک کا بھی ایک حصہ دشمن کے زیر نگیں آگیا۔ بچے کھچے پاکستان کے تحفظ کی جتنی ضرورت اب ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی۔ اور یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب ہم ملک کے اساسی نظریہ پر پوری طرح کاربند رہ کر قدم آگے بڑھائیں۔ اگر ہم نظریہ پاکستان یعنی اسلام کو باقی ماندہ پاکستان میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر عملی طور پر اختیار کر لیں تو دینی اور دنیوی فلاح و کامرانی ہمارے قدم چومے گی اور کوئی بعید نہیں کہ ہمارے وہ بھائی جو ہم سے روٹھ گئے ہیں، اسلام کی برکت سے دوبارہ ہم سے مل جل کر رہنے کی آرزو کریں۔ لیکن اگر خدانخواستہ ہم نے ملک کے اساسی نظریہ سے بغاوت جاری رکھی تو ایک بنگلہ دیش تو کیا خاکم بدہن ہمیں لسانی، نسلی اور علاقائی مفادات پر مشتمل کئی اور دیشوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور ہم تباہی کی

اس منزل تک پہنچ جائیں گے جہاں سے واپسی ناممکن ہوگی۔ صوبائی اور لسانی عصبیت کے حالیہ افسوسناک مظاہرے ان خدشات کی تائید کرتے ہیں۔

ہمیں ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے کہ وہ کون سا منظم گروہ ہے جو مسلمانان پاکستان کو مختلف تنازعات میں الجھا کر اور مختلف مفادات کا غلام بنا کر ایک دوسرے سے لڑا رہا ہے۔ یہ گروہ لازماً اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ سمجھتا ہے اور اسے مسلمانوں کی وحدت اور نظریہ پاکستان یعنی اسلام پر مضبوطی سے کاربند رہنے سے سخت خطرہ لاحق ہے۔ یہ گروہ بڑا بااثر ہے اور اس کی جڑیں موجودہ حکمران پارٹی اور حکومت کے اعضاء و جوارح میں دور دور تک سرایت کر چکی ہیں اور نہ صرف موجودہ حکومت بلکہ انگریزوں کے زمانے سے لے کر اب تک اس کی وفاداریاں ہر حاکم وقت سے وابستہ رہی ہیں تاکہ اس کے زیر سایہ پھل پھول سکیں۔ ہماری ناقص رائے میں یہ قلیل مگر منظم اور بااثر گروہ "قادیانیوں" کا ہے، ملک کے اندر اور باہر حتیٰ کہ اسرائیل تک میں، جس سے پاکستان کے تعلقات روز اول سے ہی قائم نہیں ہوئے، اس کے زیر زمین اور بر سر زمین اڈے موجود ہیں۔ یہ لوگ اتنے بااثر ہیں کہ پاکستان میں حکومتیں بنانے اور بگاڑنے میں ان کا ہاتھ رہا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ایوب خاں سے لے کر موجودہ صدر تک ہر ذی اقتدار کے اعصاب پر ایم ایم احمد مسلط رہا ہے۔ یہ لوگ اب تک تو خفیہ طور پر اور حکومت کی مشینری میں گھس کر کام کرتے آ رہے تھے مگر ہائے بد قسمتی کہ موجودہ بر سر اقتدار پارٹی کے سوشلزم کے زیر سایہ اس کے پلیٹ فارم سے بہت سے قادیانی اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہو چکے ہیں۔ گویا مسلمانوں نے اپنے ہی ووٹوں کے ذریعہ اپنے دینی اور ملی مفادات کے قاتلوں کے ہاتھ میں تلوار دے دی ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے سوا دیگر تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ظفر اللہ نے جو قائد اعظم کے انتقال کے وقت پاکستان کے وزیر خارجہ تھے قائد اعظم کے جنازے میں شرکت سے انکار کر دیا تھا اور اس کا سبب بتلاتے ہوئے کہا تھا کہ "آپ مجھے مسلمان حکومت کا کافر وزیر خارجہ سمجھ لیں یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر خارجہ"۔

ان لوگوں کا مقصد پاکستان کو بالآخر ایک قادیانی اسٹیٹ بنا کر اپنے قبلہ "قادیان" سے رابطہ قائم کرنا ہے حالیہ شملہ معاہدہ میں پاکستان کا بھارت کی طرف جھکاؤ غالباً ان کے مکروہ عزائم کی پہلی کڑی ہے۔

ہمارے لئے ان سازشی گروہوں سے نجات کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ ہم ملک کے اساسی نظریہ اسلام پر مکمل طور پر کاربند رہ کر پاکستان کو ایک خالص اسلامی مملکت بنائیں۔ اب تک ہم نے اس انتہائی مقصد سے غفلت اور کوتاہی برت کر ناقابل تلافی نقصان اٹھایا ہے۔ جغرافیائی، نسلی اور لسانی فسادات پر مشتمل عصبیتوں کا عفریت ہمارے ملک کے نصف سے زائد حصہ کو ہڑپ کر چکا ہے اور باقی ماندہ حصے کی طرف منہ پھیلائے بیٹھا ہے۔ یہ تمام تر عصبیتیں ہمارے جسد ملی کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی مثال ہمارے دینی اور ملی وجود کے لئے اس غلیظ اور تعفن سے بھرپور تالاب کی سی ہے جہاں سے قادیانیت لادینیت اور سوشلزم وغیرہ کے مہلک جراثیم پیدا ہوئے ہیں اور جو من حیث القوم ہماری بقاء کے لئے

ایک زبردست چیلنج ہیں۔ قادیانیت کے یہ جراثیم حکومتی مشینری کو کام میں لا کر عصبیتوں کے اس غلیظ تالاب کو باقی رکھنے پر مصر ہیں کیونکہ اس سے انکی بقا ہے۔ یہ جانتے ہیں کہ اگر مسلمان ان تمام تعصبات کو ترک کر دیں۔ اور اسلامی اخوت کا عظیم مظاہرہ کر کے قدم آگے بڑھائیں تو پھر ان کے لئے انشاء اللہ اس ملک میں کہیں بھی جائے امان نہیں رہے گی۔ گویا انھیں مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق میں اپنی موت صاف طور پر نظر آ رہی ہے۔

ہم بجا طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ "قادیانیوں کے تسلط سے نجات حاصل کرنا مسلمانان پاکستان کا سب سے اہم مسئلہ ہے۔ مگر بااثر ہاتھ" انتہائی منظم طریقے سے اس بنیادی مسئلہ سے مسلمانوں کی توجہ ہٹانے کے لئے مسلمانوں کو لسانی اور صوبائی تعصبات میں الجھا کر انھیں باہم دست و گریبان کر رہے ہیں۔ اور سندھ کا لسانی تنازعہ کا المیہ اس کی روشن ترین مثال ہے۔ کیونکہ سب لوگ یہ جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ خود برسر اقتدار گروہ نے پیدا کیا ہے اور ایک عام شہری کے لئے یہ بات یقیناً تعجب خیز ہوگی کہ آخر حکومت کو خود اپنے لئے مسائل پیدا کرنے سے کیا دلچسپی ہے۔

لہٰذا ہم تمام مسلمانوں سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ اگر وہ پاکستان کو بچانا چاہتے ہیں تو اس عظیم فتنہ سے اولین فرصت میں نجات حاصل کریں اور اس کا واحد طریقہ ہے عظیم تر اسلامی اتحاد و اخوت کا مظاہرہ۔

بعض اوقات سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے بعض بنیادی مذہبی عقیدہ کو فرقہ پرستی کا نام دے کر ٹالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حالانکہ سب مسلمان جانتے ہیں کہ ختم نبوت پر ایمان مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے اور جو شخص اس بنیادی عقیدہ سے روگردانی کرے وہ اور تو سب ہو سکتا ہے مگر مسلمان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ قادیانی ختم نبوت کے صریح منکر ہیں اس لئے انھیں ایک اسلامی فرقہ قرار دے کر ان کے خلاف تحریک کو فرقہ پرستی کا نام دینا عوام کو گمراہ کرنے کی ایک ناکام اور مذموم سازش ہے۔

چنانچہ ہم نے اس وقت منظم طور پر اس مسئلہ کو اٹھانے کا فیصلہ اس لئے کیا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا مستقل آئین مرتب کیا جا رہا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس آئین میں اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کا مکمل آئینی اور قانونی تحفظ کیا جائے۔ اور مرتدین پر شرعی سزا نافذ کی جائے۔ آئندہ تبدیلی مذہب پر پابندی لگائی جائے۔

ہم اس مرحلہ پر آئین مرتب کرنے والی کمیٹی کے ارکان اور تمام ممبران قومی اسمبلی کو ان کا فرض یاد دلانا چاہتے ہیں اور واضح طور پر یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر انھوں نے اسلام کے بنیادی عقائد کو ملک کے مستقل آئین میں مکمل آئینی اور قانونی تحفظ فراہم نہ کیا تو وہ مسلمانوں کے غیظ و غضب سے بچ نہ سکیں گے۔ اس سلسلے میں سب سے بڑی ذمہ داری ملک کی برسر اقتدار پارٹی پر عائد ہوتی ہے۔ اور وہی عوام کے سامنے

براہ راست جواب دہ ہوگی ۔کیونکہ اس نے مسلمانوں سے اسلامی آئین کا وعدہ کر رکھا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم جمعیۃ علمائے پاکستان کے پارلیمانی لیڈر مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر علماء سے جو آئین کے مرتب کرنے والی کمیٹی میں شامل ہیں یا قومی اسمبلی کے ممبر ہیں اپیل کرتے ہیں کہ اسلامی آئین کی راہ میں جو رکاوٹیں پیدا کی جارہی ہیں اور جو سازشیں کی جارہی ہیں وہ ان سے بروقت مسلمانوں کو مطلع کرتے رہیں ۔ اور ہمیں امید ہے کہ وہ ضرور ایسا کریں گے ۔

ہمارے ان خدشات کو کہ موجودہ حکومت کے انتظامی اور سیاسی اعضاء و جوارح میں بعض ربوہ کے عناصر موجود ہیں ، ہفت روزہ چٹان لاہور ۳۱ جولائی ۷۲ء کے اس انکشاف سے بھی تقویت ملتی ہے کہ :

" مسٹر کوثر نیازی مسلمانوں کے نمائندہ نہیں احمدیوں کے نمائندہ ہیں ۔ وہ جس علاقہ سے منتخب کرائے گئے وہ مرزائی طاقت و رسوخ کا حلقہ ہے ۔ وہ صدر کی کابینہ میں قادیانی امت کے کرنل لارنس ہیں ۔ وہ ہرایت کابینہ کی اطلاعات میرزا ناصر احمد " خلیفہ ثالث (قادیانیوں کے) تک پہنچاتے اور ان کی ہدایات کا نقشہ نہایت ہوشیاری سے وزارت و حکومت میں پیش کرتے ہیں ۔ وہ بات کی تاریکیوں میں قادیانیت کے ہائی کمانڈ اور ان کے پوپ سے ملاقات کرتے ہیں ۔ ہمارے پاس اطلاعات موجود ہیں کہ بعض اخبارات پر جو وار ہو رہے ہیں ان کی ذہنی فضا تیار کرنے میں قادیانی امت کا ہاتھ تھا ۔ اور بعض چیزیں کوثر نیازی نے احمدیوں کے دستر خوانوں سے چنی ہیں "

اسی مضمون میں آگے چل کر لکھتے ہیں :-

" جناب کوثر نیازی کو ہم پر مسلط کرنا ایسا ہی ہے جیسا ہم ان کے لئے (یعنی مسٹر بھٹو کے لئے) تجویز کریں کہ وہ صدارت کی کرسی میرزا ناصر کے لئے خالی کر دیں ، یہ مذاق ہوگا اگرچہ پچھلے کئی ماہ سے میرزائی اس مذاق کو عام کر رہے ہیں اور ان کے پیرو ہوٹلوں ، ریستورانوں ، محفلوں اور کلبوں میں یہ بات کرتے ہوئے ذرہ برابر نہیں ہچکچاتے کہ پاکستان کا آئندہ صدر میرزا ناصر ہوگا "

اسی شمارہ میں پاک چین دوستی کی انجمن کے صدر جناب ممتاز احمد خان کا ایک انٹرویو شائع ہوا ہے ۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے جناب ممتاز احمد خان فرماتے ہیں ۔

افسوس ہے کہ ہمارے رہنماؤں نے اس مشورہ کو بھی قابل اعتناء
جانا اور ہمارے منصوبہ ساز امریکی مفادات کی دیکھ بھال کرتے رہے
ان خدمات کے صلے میں مسٹر شعیب پاکستان کو مقروض کرنے کے
بعد عالمی بنک چلے گئے۔ اب عوامی دور کے مشیر ایم ایم احمد نے والل
اسٹریٹ کے یہودیوں کی جو خدمت انجام دی ہے اس میں وہ مسٹر
شعیب سے بھی کئی قدم آگے نکل گئے ہیں۔ اس کا صلہ انہیں یہ ملا ہے
کہ وہ بھی پانچ ہزار ڈالر ماہانہ تنخواہ پر عالمی بنک میں جا رہے ہیں لیکن
ہماری آئندہ نسلوں کا مستقبل تباہ کر گئے ہیں۔[1]"

ہم نے یہ ختم نبوت نمبر مرتب کر کے تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں بارگاہ رسالت میں اپنی ناچیز خدمات کا ایک حقیر نذرانہ پیش کیا ہے۔ اور ہم آئندہ بھی اس سلسلے میں اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لا کر مقدور بھر جدوجہد کرتے رہیں گے۔ ہم نے سردست اپنے وسائل سے زائد پیش کرنے کی سعی کی ہے لیکن اس کے باوجود اس موضوع پر بہت سے اہم مضامین صفحات کی تنگ دامانی اور وسائل کی قلت کی وجہ سے شامل اشاعت نہیں کئے جا سکے۔ مگر ہم یقین دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ آئندہ اشاعتوں میں بھی یہ مبارک وسعود سلسلہ جاری رہے گا۔

اس موقع پر ہم ملک بھر کے ان تمام اخبارات و جرائد سے جن کو چلانے والے حضرات اس مقدس مشن میں ہمارے ہم خیال ہیں اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس تحریک کو آگے بڑھانے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں بالخصوص مذہبی رسائل سے ہمیں بھرپور تعاون کی توقع ہے۔

---

[1] اگر متعلقہ افراد اس کی تردید کرنا چاہیں تو ترجمان کے صفحات حاضر ہیں۔ ورنہ عوام ان انکشافات کو درست تسلیم کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔

یہ شمارہ اگست و ستمبر کا مشترکہ شمارہ ہے۔ ترجمان کا
آئندہ شمارہ اکتوبر میں شائع ہوگا۔ قارئین کرام و
ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔ ناگزیر وجوہات کی بناء پر
ادارہ شمارہ ھذا کی اشاعت میں تاخیر پر معذرت خواہ ہے

سندھ کی افسوسناک صورتحال

صوبہ سندھ گزشتہ دنوں آگ اور خون کی لپیٹ میں رہا۔ بھائی نے بھائی کے خون میں ہاتھ رنگنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ یہاں پر ان چند دنوں میں انسانی خون اتنا ارزاں ہوا جتنا گزشتہ برسوں میں بھی مجموعی طور پر بھی نہ ہوا ہوگا۔ اس تمام المیہ کی ذمہ داری براہ راست حکومت سندھ پر عائد ہوتی ہے۔

کیونکہ اس نے نتائج و عواقب کی پرواہ کئے بغیر آن واحد میں متنازعہ لسانی بل پاس کر کے وہ سب کچھ کر ڈالا جو انتہا پسند افراد شاید برسوں میں بھی نہ کر سکتے۔ پھر صوبائی حکمرانوں کے بیانات نے جلتی پر تیل کا کام دیا اور ایسی آگ جلی جس نے بہت کچھ بھسم کر ڈالا۔

صدر بھٹو نے تاخیر سے مداخلت کی۔ تاہم مصالحت کی صورت نکالی گئی اور نتیجۃً صوبائی گورنر کو لسانی بل کے دونوں کی جانبدارانہ حیثیت کو کم کرنے کے لئے ایک آرڈیننس جاری کرنا پڑا۔ مگر ہمیں حیرت ہو رہی ہے کہ صدر محترم اور صوبائی گورنر و وزیر اعلیٰ بدستور لسانی بل کو غیر متنازعہ، غیر متعصبانہ اور غیر منصفانہ ثابت کرنے کے لئے پر زور بیان صرف کر رہے ہیں۔ ایک عام آدمی یہ سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ اگر لسانی بل کی وہی تشریح و توضیح درست ہے جو ارباب اقتدار کر رہے ہیں تو پھر ایک آرڈیننس جاری کرنے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی قول و فعل کا تضاد فہم سے بالاتر ہے۔

مزید براں یہ کہ اندرون سندھ کی صورت حال کو ابتدا میں غلط طور پر پیش کیا گیا۔ اور دعویٰ کیا جاتا رہا کہ غیر سندھی آبادی ہر جگہ محفوظ و مامون ہے۔ مگر اب کہا جا رہا ہے کہ جو لوگ گھر بار، کاروبار اور جائداد چھوڑ کر چلے گئے ہیں واپس آجائیں۔ گویا ہو بہو مشرقی پاکستان کی صورت حال کا اعادہ کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ انصاف پسند حکمران طبقے کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ معاشرے کے ہر طبقے اور مکتب فکر کے افراد کی جان و مال، عزت و آبرو اور دیگر حقوق کا تحفظ کرے۔ ورنہ غیر عادل حکمرانوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کفر کی حکومت تو چل سکتی ہے مگر ظلم کی حکومت تادیر نہیں چل سکتی۔ انصاف کے تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر کاروبار حکومت چلانے والوں کی عمر اقتدار کبھی طویل نہیں ہو سکتی۔

حال ہی میں لسانی تنازعہ کے پس منظر میں صوبائی حکومت نے بڑے پیمانے پر گرفتاریوں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اندھا دھند گرفتاریوں سے مسائل کی سنگینی کو کم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی عوام کی توجہ حقیقی مسائل سے ہٹائی جا سکتی ہے۔ بھیڑ بکرے کی تمیز کئے بغیر گرفتاریوں کا یہ طویل قانون و انصاف کا منہ چڑا رہا ہے۔ اور اس امر کی واضح دلیل ہے کہ حکومت

حقائق کا سامنا کرنے کی تاب نہیں لا سکتی۔ جن افراد کو اب تک گرفتار کیا گیا ہے اگر وہ سب کے سب مجرم نہیں تو ان پر کھلی عدالت میں تمام ملکی قوانین کے تحت مقدمہ چلایا جائے اور سنگین سزائیں دی جائیں۔ ورنہ بتایا جائے کہ آخر یہ عدالتیں اور قانون کے تحت انصاف مہیا کرنے والے ادارے کس مصرف کے لئے ہیں۔ اس سلسلہ میں حکومت کی پوزیشن اور بھی کمزور ہو جاتی ہے جب اس حقیقت کو سامنے رکھا جائے کہ ماضی قریب میں سیاسی رہنماؤں اور اخبارات وغیرہ کے خلاف حکومت کے اقدامات کو ملک کی عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ غیر قانونی قرار دے چکی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا جو لوگ کھلے بندوں تشدد کا پرچار کر رہے تھے اور ایک طبقے کو دوسرے کے خلاف طاقت استعمال کرنے کی ترغیب دے رہے تھے ان پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلا کر قرار واقعی سزا دی جاتی۔ مگر چونکہ انتہا پسند مجرموں کو قانون کی گرفت سے محفوظ رکھنے کے لئے نظر بندی کا سہارا لے لیا گیا۔

اور محض توازن برقرار رکھنے کیلئے دوسرے بے شمار لوگوں کو پس دیوار زنداں دھکیل دیا گیا۔ ہم حکومت کے اس غیر قانونی اقدام کی شدید مذمت کرتے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ صوبہ سندھ میں صدر مملکت نے جن "انتظامی تبدیلیوں" کا وعدہ کیا تھا اسے عملی جامہ پہنایا جائے۔ اور سول انتظامیہ اور کابینہ وغیرہ کو صوبے کے تمام طبقوں کی خواہشات کا آئینہ دار اور مفادات کا محافظ بنایا جائے۔ جب تک ایسا نہیں کیا جائے گا عوام کے خدشات دور نہیں ہونگے اور وہ بدستور یاس و قنوطیت اور عدم اطمینان، عدم تحفظ کی کیفیت سے دوچار رہیں گے۔ کیونکہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ جن لوگوں کے ہاتھ ان کے خون سے رنگین ہیں وہ بدستور حکومت میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ مثبت اقدامات کے بغیر محض کھوکھلے نعروں اور دلفریب اعلانات کے ذریعے اور اب عوام کو مزید بیوقوف بنانے کی ناکام سعی کرنا مزید تباہی اور انتشار کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔

آخر میں ہم ملک بھر کے مسلمان بھائیوں سے بالعموم اور صوبہ سندھ کے تمام طبقوں سے تعلق رکھنے والے بھائیوں سے بالخصوص اسلامی جذبۂ اخوت کے تحت دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف صف آرا نہ ہوں بلکہ حقیقی اسلامی اخوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کی مشکلات کو کم کرنے کی مقدور کوشش کریں۔ اور سب مل کر ان برائیوں کے خلاف محاذ آرائی کریں۔ جو ہماری تباہی کی ذمہ دار ہیں، مثلاً شراب نوشی، رشوت، اسمگلنگ، احکام کی اقربا پروری اور دیگر تمام جرائم جو اسلام میں ممنوع و حرام ہونے کے باوجود برسر عام کئے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو ان بااثر عناصر کی بھی سرکوبی کرنی چاہیئے جو اپنے ظلم و استحصال کو جاری رکھنے کے لئے بھائی کو بھائی سے لڑا رہے ہیں تاکہ عوام کی توجہ ان کے حقیقی مسائل سے ہٹ جائے۔ یہ لوگ غریب عوام کی خواہشات اور مفادات کے کھنڈرات پر اپنی نامسعود قیادت کا تاج محل تعمیر کرنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں امید ہے کہ وہ اس میں ناکام رہیں گے کیونکہ بہت جلد عوام بیدار ہو جائیں گے اور یہ سمجھ لیں گے کہ ان کے دشمن اردو یا سندھی بولنے والے غریب عوام نہیں بلکہ وہ مفاد پرست ہیں جو زبان جیسے جذباتی مسئلے کا سہارا لے کر اپنی عمر اقتدار کو طول دینا چاہتے ہیں۔

احادیث کی روشنی میں

علامہ عبد المصطفیٰ صاحب ازہری شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ

کراچی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
خاتم الانبیاء و المرسلین و آلہ
وصحبہ و بارک وسلم

اللہ کے نبی آخر الزماں سید دو عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر امت کا اجماع ہے اور نصوص قرآنیہ اور احادیث کریمہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ حدیثیں اتنی ہیں کہ ان سب کو ایک جگہ جمع کرنا بہت مشکل ہے میں صرف صحاح کی حدیثیں یہاں بیان کروں گا۔ اور ان حدیثوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو اس عظیم فتنے سے اور اس کے شر و رسے بچائے گا یہ حدیثیں مختلف پہلو سے اس بات پر روشنی ڈالتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جناب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنایا اور بتایا۔ لفظ ختم نبوت سے چند حدیثیں وارد ہیں:۔

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شفاعت میں منقول ہے کہ جب لوگ تمام انبیاء کے پاس سے ٹھوکریں کھاتے پریشان حال آپ کے پاس آئیں گے تو یہ کہیں گے کہ:۔

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ الخ

آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام ذنوب کو معاف کر دیا ہے۔

(بخاری شریف ص ۶۸۵/۲، ترمذی شریف ص ۳۵۱)

یعنی ہم سب انبیاء کے پاس ہو کر آگئے ہیں، کہیں ہماری شنوائی نہیں ہوئی۔ اور آپ آخری نبی ہیں اگر یہاں بھی دستگیری نہ ہو تو پھر کہاں ہوگی۔

(۲) — حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے اور انبیاء پر چھ فضیلتیں دی گئی ہیں۔ (۱) مجھے جوامع کلم دیئے گئے۔ (۲) میری مدد رعب سے کی گئی (۳) میرے لئے غنیمت حلال کی گئی۔ (۴) ساری زمین میرے لئے مسجد بنادی گئی۔ (۵) ساری مخلوق کیطرف مجھے رسول بنایا گیا۔ (۶) اور ختم بی النبیون مجھ سے انبیاء کو ختم کیا گیا

— (مسلم ج۔ اول ص ۱۹۹ ترمذی شریف ص ۲۳۲ باب ماجاء فی الغنیمۃ۔)

(۳) — عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عنہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں اور بیشک آدم ابھی اپنی مٹی میں (زمین پر) پڑے تھے۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳

(۴) — جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " میں قائد مرسلین ہوں اور فخر نہیں میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں "

— (دارمی ج۔ اول ص ۳۱ مطبوعہ مصر مشکوٰۃ ص ۵۱۳)۔

(۵) — حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

" آپ کے دونوں شانوں کے درمیان خاتم نبوت تھی

وَہُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ اور خود آپ خاتم النبیین تھے "

شمائل ص ۵۶)

ختم نبوت کے الفاظ کے ساتھ ایسی حدیثیں بھی وارد ہیں جن میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انبیاء کرام کو ایک عمارت سے تشبیہ دی اور خود کو اینٹ سے تشبیہ دی

اور عمارت کی تکمیل اپنی ذات سے بتائی۔

(۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ " نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور تمام انبیاء کی مثال اس شخص کی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اسے کامل بنایا اور حسین بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ تو لوگ اس میں داخل ہوتے اور تعجب کرتے اور کہتے کہ۔ لولا موضع اللبنۃ۔ " بخاری شریف ص ۵۰۱

مسلم شریف میں اس کے بعد یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَۃِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْاَنْبِیَآءَ

" میں اینٹ کی جگہ ہوں، میں آیا اور میں نے انبیاء کو ختم کیا " (مسلم شریف ص ۲۴۸)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میری اور ان انبیاء کی مثال جو مجھ سے قبل تھے اس شخص کی ہے جس نے گھر بنائے اور اچھے اور خوبصورت اور کامل گھر بنائے مگر ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ آکر اس گھر کا پھیرا لگاتے اور ان کو یہ عمارت بہت پسند آتی اور کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہ رکھی کہ تمہاری بنیاد پوری ہو جاتی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں وہی اینٹ ہوں " مسلم شریف ص ۲۴۸ " بخاری شریف ص ۵۰۱

بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین

" میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں "

اور یہی الفاظ مسلم میں بروایت یحییٰ بن ایوب، قتیبہ، ابن حجر بھی واقع ہوئے ہیں۔

ختم نبوت کے لئے اور حضور کے آخری نبی ہونے کے لئے اور آپ کے بعد اس سلسلے کو ختم کرنے کے لئے بہت سے صحابہ نے لفظ " لانبی بعدی " آیا ہے لا کا لفظ عربی زبان

یہ جنس کی نفی کے لئے آتا ہے۔ یعنی آپ کے بعد کسی
قسم کا کوئی نبی نہیں۔ نہ ظلی نہ بروزی نہ بالذات نہ بالتبع نہ
بالاصل نہ بالفرع، غرض نبوت کے انقطاع محض اور بالکل
ختم کرنے پر یہ لفظ دلالت کرتا ہے۔ یہ وہی لفظ جو
لا الٰہ الا اللہ میں ہے اور جس نے الوہیت اور معبودیت
کی تمام انواع واقسام واصناف کو ختم کر دیا جس طرح اللہ
کے سوا کسی کیلئے کسی قسم کی الوہیت ماننا شرک ہے
اسی طرح ختمی مرتبت کے بعد کسی کے لئے کسی قسم کی نبوت
ماننا کفر و ضلالت اور ارتداد محض ہے۔ اب وہ حدیثیں
ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) ابو حازم کہتے ہیں کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے پاس پانچ سال رہا۔ میں نے آپ سے
سنا فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
کرتے ہوئے کہ بنی اسرائیل کی سیاست کا کام انبیاء کرتے
جب کوئی نبی وفات پاتا تھا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہوتا۔
"انہ لا نبی بعدی" ـــــ "اور میرے بعد کوئی
نبی نہیں" اور خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ الخ
بخاری شریف جلد اول ص ۴۹۱۔

مسلم شریف جلد دوم ص ۱۲۶

(۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک
کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ ہی میں
چھوڑ دیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض
کی حضور آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ جاتے ہیں
تو آپ نے فرمایا کہ:
"کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے بمنزلہ
ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ

لا نبی بعدی ۔ (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے)"
مسلم شریف اور ترمذی شریف کی ایک روایت میں یوں بھی
آیا ہے کہ
"لا نبوۃ بعدی"
(میرے بعد کوئی نبوت نہیں)
مسلم ص ۲۷۸/۲ ، ترمذی شریف ص ۵۳۳
بخاری شریف میں یوں آیا ہے۔
"لیس نبی بعدی"
بخاری شریف ج ۔ دوم ص ۶۳۳

(۳) ـــــ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی
ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو
موسیٰ سے۔
"الا انہ لا نبی بعدی"
ترمذی شریف ص ۵۳۵

(۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
مروی ہے کہ: "ان الرسالۃ والنبوۃ انقطعت"
رسالت اور نبوت ختم ہو گئی،
لہٰذا اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔ ترمذی شریف
ص ۳۳۱۔

ختم نبوت کے سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی
واضح کر دیا کہ "لوگ میرے بعد دعوائے نبوت و رسالت
کریں گے، لیکن وہ سب جھوٹے ہوں گے"۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
حدیث نبوی " لا تقوم الساعۃ حتی یبعث
دجالون کذابون قریباً من ثلاثین

كلهم يزعم انه رسول الله"

(بخاری جلد اول صفحہ ۵۰۹، صفحہ ۱۰۵۴، مسلم صفحہ ۳۹۵، ترمذی صفحہ ۲۲۲ حدیث نمبر ۲۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں تیس کے لفظ کی بھی قید نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ان بين يدى الساعة كذابين فاحذروهم"

قیامت کے قبل بہت سے جھوٹے ہوں گے ان سے بچنا۔

(مسلم صفحہ ۲، صفحہ ۳۹۷ ج دوم)

حدیث نمبر ۳: حضرت ثوبان کی حدیث میں انہیں سے کذابین کے بیان کے بعد فرمایا۔

كلهم يزعم انه نبى وانا خاتم النبيين لا نبى بعدى:

"یہ سب جھوٹ بکیں گے کہ وہ نبی ہیں۔ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں"

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ تیس کی تعداد پوری ہو گئی لہٰذا ہمارے حضرت اس میں داخل نہیں لیکن اگر یہ تعداد انہیں معنی پر جو حضور نے مراد لئے تھے پوری ہو گئی تو اب جو بھی دعوائے نبوت کرے اسے جھوٹا نہیں کہا جاسکتا حالانکہ کوئی عاقل بھی ایسی بات نہیں کر سکتا۔ مقصد یہ تھا کہ بڑے بڑے دجال تیس کے قریب ہونگے جن کے فتنوں سے لوگوں پر بہت برا اثر پڑیگا رہا ہر مدعی نبوت اور کذاب کے بارے میں اس حدیث ثلاثون میں ذکر نہیں ان کا ذکر حدیث سمرہ میں ہے کہ بہت سے کذاب ہونگے سب سے بچتے رہنا۔ ختم نبوت کے معنی آخری نبی کے ہیں اس معنی کی تصریح خود حدیث شریف میں ہے

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں دوسری مسجدوں سے ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے مگر مسجد حرام اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد آخری مسجد ہے۔ دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے یعنی نہ اب کوئی نیا نبی آئے نہ اب کوئی نئی مسجد نبوی بنیگی۔

ختم نبوت کے معنی نبوت کے چلے جانے کے ہیں اس کے حدیثوں میں اس لفظ کی بھی تصریح ہے

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے:

لم يبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤيا الصالحة -

نہیں باقی نبوت سے مگر بشارتیں تو لوگوں نے کہا بشرات کیا ہیں آپ نے فرمایا اچھے خواب بخاری شریف صفحہ ۱۰۳۵ ج ۲ اور اس کے بارے میں دوسری حدیث میں فرمایا گیا۔

(۱) ——— (انس بن مالک) الرؤيا الحسنة من الرجل الصالح جزء من ستة واربعين جزءا من النبوة -

بخاری شریف ۱۰۳۳، ۱۰۳۶ مسلم شریف صفحہ ۲۴۲ ج ۲

(۲) ——— (ابوہریرہ) رؤيا المومن جزء من ستة واربعين جزءا من النبوة وكان من النبوة فانه لا يكذب "

مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے
اور جو نبوت سے ہے وہ جھوٹ نہیں ہو سکتا
بخاری شریف ص ۱۰۳۹، مسلم ص ۲۳۲، ۲۲۱ ج ۲، ترمذی
ص ۴۳ ۔

(۳) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ کھولا اور لوگ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صف باندھے ہوئے تھے۔ پھر فرمایا

"ایہا الناس انہ لم یبق من
مبشرات النبوۃ الا الرؤیا
الصالحۃ یراہا المسلم او تری لہ"
لوگو نبوت کی بشارتوں سے صرف سچے خواب
رہ گئے ہیں جسے مسلمان دیکھے یا مسلمان کے
لئے دکھایا جائے۔ (مسلم شریف ص ۱۹۱ ج ۱ اول)

(۴) حضرت ابن عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

"جزء من سبعین جزءًا من النبوۃ"
"نبوت کا سترواں جزء ہے"
مسلم شریف ص ۲۴۳ ج ۲

(۵) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ "رؤیا المومن جزء من
ستۃ واربعین جزءًا من النبوۃ"
مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزء ہے
ترمذی شریف ص ۴۳

اور امام ترمذی نے فرمایا کہ اس باب میں ابوہریرہ، ابی اور انس اور ابوسعید اور عبداللہ بن عمرو اور عوف بن مالک اور ابن عمر سے حدیثیں مروی ہیں۔

یہ تمام حدیثیں ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں لیکن تعجب ان لوگوں پر ہے جو ان حدیثوں سے ہی نبوت کے جاری ہونے پر استدلال کرتے ہیں سمجھتے ہیں کہ چونکہ خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ یا سترواں حصہ ہے اس لئے نبوت جاری ہے اس لئے کہ اس کا ایک حصہ جاری ہے استغفر اللہ۔ کتنی بے عقل کی بات ہے یہ، بلکہ اس احمق کی بات ہے جو اپنی ماں کے پاس آکر کہنے لگا اماں جان! مجھے راستے میں ایک گھوڑا مل گیا، ماں نے کہا بیٹا دیکھے بولا اماں جان مجھے راستے میں ایک نعل مل گئی تو اب گھوڑا مل گیا ہے صرف نعل اور ایک گھوڑے کا فرق ہے جس طرح ایک نعل گھوڑا نہیں اسی طرح ایک جزء نبوت نہیں نبوت نام ہے ۴۶ اجزاء کے مکمل ہونے کا جس طرح اگر کسی شخص کے پاس صرف دروازہ یا اینٹ یا چند بریل سیمنٹ یا کچھ لوہا ہو تو وہ مکان والا ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی سچے خواب تو ہر مسلمان کو نظر آ سکتے ہیں تو کیا ہر مسلمان نبی ہے؟ اور اگر اسکا کوئی دعویٰ بھی کر دے تو پھر اسے اپنی دماغی کنٹرول کے بارہ کروڑ انبیا زمین پر چلتے پھرتے نظر آئیں گے (استغفر اللہ)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کیلئے حدیثوں میں دو لفظوں سے بیان کیا گیا ہے۔ ایک لفظ عاقب ہے جس کے معنی سب کے پیچھے آنے والا سب سے آخر میں آنے والا اور یہی معنی ختم نبوت کے ہیں۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں آخر میں فرمایا وانا العاقب اور میں سب سے پیچھے آنے والا ہوں۔
بخاری شریف ج۔ اول ص ۵۰۱، شمائل ترمذی ص ۵۹۶

مخالف حضرات اجراء نبوت کے لئے چند ایسی حدیثیں پیش کرتے ہیں جو نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی

ہے اور نہ انکی تصحیح ہوتی ہے اور وہ حدیثیں خود قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ اور کوئی حدیث ضعیف یا قول صحابی اگر صحیح بھی ہو اور وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو تو ضرور لائق استدلال نہیں ہو سکتا اور خود وہ صحابہ بھی اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں سمجھتے تھے کہ حضور کے بعد واقعی کوئی نیا نبی آسکتا ہے بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ پرانے نبی کے آنے پر نص کریں اور یہ بتائیں کہ وہ لوگ اگر حضور کے زمانے میں تشریف لائیں تو ان کے تشریف لانے سے ختم نبوت کا دروازہ نہیں کھل سکتا مثلاً حضرت ام المومنین کا یہ کہنا کہ

"قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ"

" درمنثور $\frac{۲۰۴}{۵۰۲}$ "

اولاً تو یہ روایت صحیح نہیں اور اگر یہ روایت حدیث صحیح کے خلاف ہے اور اس کا مطلب صرف وہ ہے جو اس حدیث کے متصل تفسیر درمنثور جلد (۵) صفحہ ۲۰۴ میں ہے۔

قال رجل عند المغیرۃ بن شعبۃ صلی اللہ علی محمد خاتم النبیین لا نبی بعدہ فقال المغیرۃ حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسی علیہ السلام خارج فان ھو خرج فقد کان قبلہ و بعدہ ۔

"ایک شخص نے مغیرہ بن شعبہ کے پاس کہا کہ اللہ صلاۃ بھیجے محمد پر جو خاتم النبیین ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں تو مغیرہ نے کہا کہ خاتم الانبیاء کہہ۔ بنا کافی ہے اس لئے کہ ہم بیان کئے جاتے تھے کہ عیسیٰ نکلنے والے ہیں اگر وہ نکلے تو حضور کے قبل اور حضور کے بعد ہوئے"

مقصد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا تشریف لانا ختم نبوت کے منافی نہیں اس لئے کہ وہ پہلے بھی رسول رہ چکے ہیں ہاں اگر کوئی نیا نبی آتا تو یہ ختم نبوت کے منافی ہوتا۔ یہ گویا حضرت مغیرہ کا خیال تھا۔ اور اگر لفظ خاتم النبیین کہہ دیا جائے تو لا نبی بعدہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ خیال خود احادیث صحیحہ کے خلاف ہے جن کو ہم نے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور جو قول بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے خلاف ہے وہ باطل اور غلط ہے خواہ کہنے والا کوئی ہو اور کسی رتبہ کا۔ اس لئے حضور کے قول کے مقابل ہر قول غلط ہو گا۔ اور پھر بھی ان حضرات کا یہ مطلب نہ تھا کہ آپ کے بعد نبوت جدید جاری ہے۔ بلکہ سابق انبیاء کے آنے کی اطلاع اور تنبیہ تھی اور بس۔ اس کے آگے جو کچھ مرزائی اضافہ کرتے ہیں اس کا اس حدیث میں ثبوت نہیں اور اگر بالفرض یہ تفسیر ان کی صحیح بھی ہو تو ان احادیث صحیحہ کے بالکل خلاف ہے جو پہلے گذر چکیں۔ لا نبی بعدی۔ لا نبی بعدی۔ لیس بعدی نبی دور کیوں جائیے اس حدیث کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ "وخاتم النبیین۔ ختم بہ النبیین قبلہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کو ختم کر دیا۔ لہٰذا فلا یکون نبی بعدہ صفحہ ۲۵۲ تفسیر ابن عباس بر حاشیہ تفسیر درمنثور۔

ایک حدیث جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ لما مات ابراھیم ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال ان لہ مرضعا فی الجنۃ ولو عاش لکان صدیقا نبیا ۔"

باقی صفحہ ۱۱۳ پر

(۱)
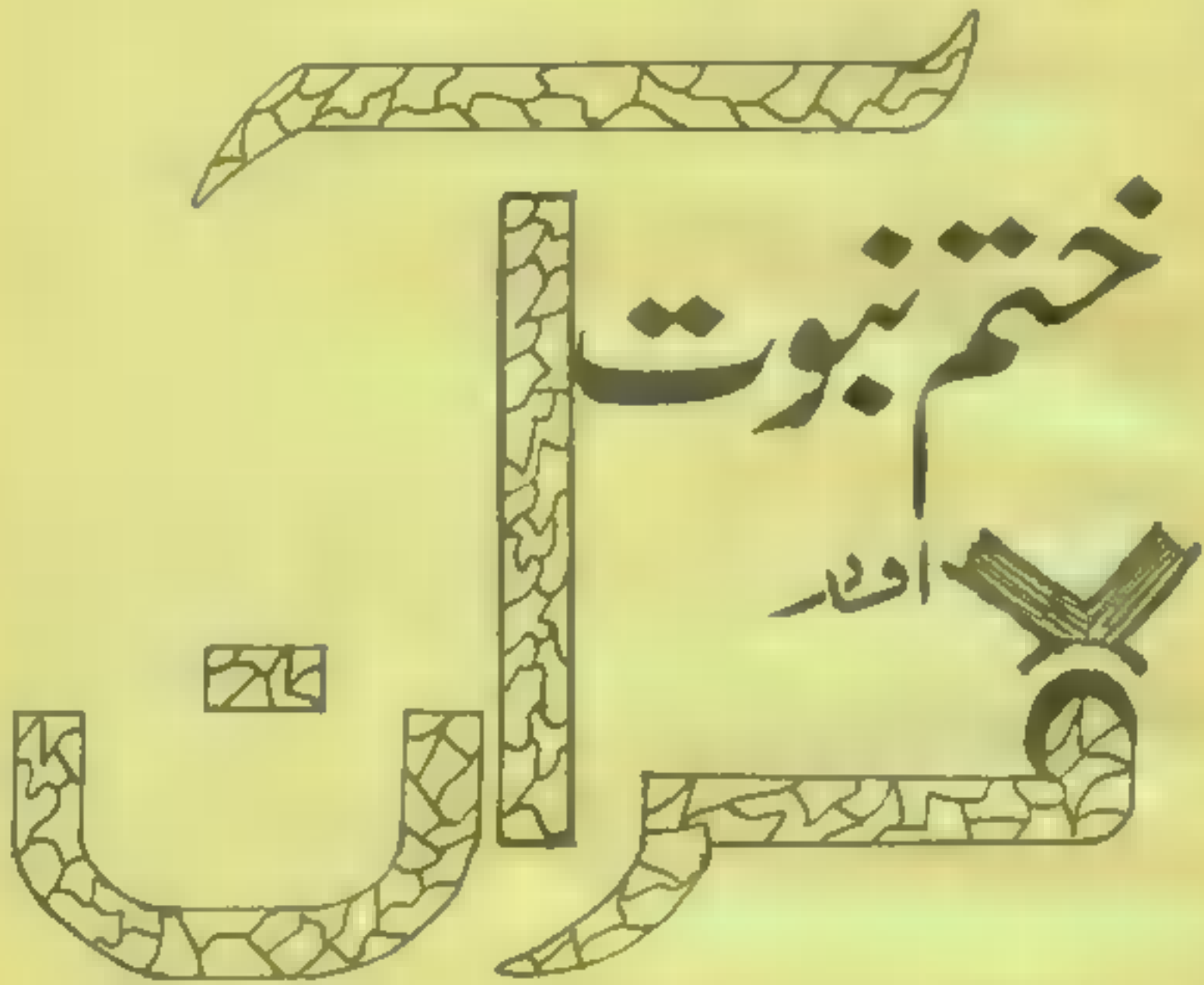
مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝

نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ اور لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں میں آخری ہیں اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ اعزاز عطا فرمایا گیا جو کسی نبی اور رسول کو نہیں ملا تھا اور یہ اعزاز "ختم نبوت" ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر کمال کو اس وصف ختم نبوت کے پس منظر میں دیکھا جائے تو ہر وصف اپنے کمال پر نظر آئے گا اور اگر معاذ اللہ اسی وصف کو الگ کر دیا جائے تو آپ کے اوصاف کی کمالی حیثیت ختم ہو کر رہ جائے گی۔

دو قرأتیں

قرآن لفظ اور معنی کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور چونکہ ایک ہی لفظ کئی طرح پڑھا جا سکتا ہے اس لئے قرآنی الفاظ کے پڑھنے کا صحیح معیار یہ ہے کہ زبان رسالت سے اس لفظ کو کس انداز سے ادا ہوتا ہوا سنا گیا ہے۔ اسی فن کا نام علم قرأت ہے جو صحابہؓ سے ہم تک پہنچا ہے زیر بحث لفظ کو دو طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمایا ہے۔

۱۔ خاتَم، یعنی تاء کے فتح سے۔

۲۔ خاتِم، یعنی تاء کے کسرہ سے۔

خاتم تاء کے فتح کے ساتھ صرف دو قاریوں کی روایت ہے اور ان کے علاوہ تمام قاریوں نے خاتِم بکسر تاء پڑھا ہے اور اسی کو مختار کہا ہے۔

(ابن جریر ص۱۱ ج ۲۲)

اصل بات یہ ہے کہ عام طور پر ایک لفظ کو ایک سے زائد طریقوں سے پڑھنے کی اجازت اسی وقت دی جاتی تھی جبکہ معنی ایک ہوں چنانچہ اس لفظ کا بھی یہی معاملہ ہے خواہ آپ اسکو خاتَم پڑھیں یا خاتِم پڑھیں معنی ایک ہی ہیں۔ یعنی "آخری نبی"

تفسیراتِ احمدیہ میں ہے:-

والمآل علی کل توجیہ ھو المعنی الآخر ولذالک فسر صاحب المدارک قراءۃ عاصم بالآخر وصاحب البیضاوی کل القرأتین بالآخر۔

"اور نتیجہ ہر صورت آخر کے معنی کی صورت میں نکلتا ہے اسی لئے صاحب مدارک نے عاصم کی قرأت (جو فتح سے ہے) کے معنی آخر کئے اور بیضاوی نے دونوں قرأتوں کے معنی آخر کے لئے۔

شریعت اسلامیہ کے اصول میں اصل اول قرآن ہے، ہم نے اس مضمون میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کو قرآنی تصریحات سے پیش کیا ہے۔ خاتم النبین کی آیت کو بنیاد بنا کر دوسری آیت کو بطور تائید پیش کیا ہے۔ اگرچہ ان میں سے ہر ایک آیت مستقلاً دلیل ہے آیت کی لغوی تحقیق مسودہ سے نکال دی گئی ہے کیونکہ مضمون بہت طویل ہو گیا تھا۔ اگرچہ تمام عربی لغات میں ختم کے وہی معنی ہیں جو شروع سے امت مسلمہ کا عقیدہ رہے ہیں۔

مگر دنیا کا کوئی معقول انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ لغتیں کسی متکلم کی مراد بھی متعین کیا کرتی ہیں بس کلام الہی کی مراد کتب لغت سے متعین نہیں کی جائے گی ہاں صرف اتنا بتلانے کے لئے لغوی تحقیق پیش کرنے میں حرج نہیں کہ مراد الہی مخالف لغت عرب نہیں ہے۔

مراد الہی کے معین کرنے کے دو ذرائع ہیں۔

۱۔ خود قرآن۔

۲۔ وہ کہ جس کے قلب پاک پر قرآن نازل ہوا اور جسکو اللہ تعالیٰ نے معلم القرآن ہونے کی سند عطا فرمائی۔

اب ہم پہلے ذریعہ سے مراد الہی کا تعین پیش کرتے ہیں۔

آیت کی تفسیر بالقرآن

قرآن کریم کی متعدد آیات بڑی صراحت سے اس آیت کے معنی کو بیان کرتی ہیں۔ چند آیات یہ ہیں۔

آیت نمبر ۱

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ ۔

(مائدہ پ ۶)

آج میں نے تمھارے لئے تمھارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے دو چیزوں کے مکمل فرمانے کا اعلان فرمایا ہے۔ پہلی چیز دین ہے۔ دوسری چیز "نعمت" ہے جسکی تفسیر ذاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا نبوت یا وحی سے کی گئی ہے۔ پس اب اسلام کے بعد کوئی نیا دین الہٰی قیامت تک نہ ہوگا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔ کیونکہ ایسا کرنا کلام الہٰی پر اعتبار نہ کرنے کے مترادف ہے جو صراحتاً کفر ہے۔

قادیانیوں کا ایک مغالطہ اور اسکا جواب

ایک مناظرہ میں قادیانی مناظر نے مجھ سے کہا۔

"بتایئے نبوت نعمت ہے یا زحمت؟ میں نے کہا نعمت۔ کہنے لگا بنی اسرائیل پر اللہ کی رحمت مسلسل برستی رہی ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور اسی طرح پے در پے نبی آتے رہے مگر آپ اپنے آپ کو ختم نبوت کے عقیدہ کی وجہ سے خدا کی نعمت سے محروم کر رہے ہیں۔

میں نے جواب دیا "بنی اسرائیل پر اللہ نے دینی نعمت کو مکمل نہیں فرمایا تھا، بااقساط نازل ہوتی رہی مگر اللہ نے ہم پر اپنی نعمت کو مکمل فرما دیا اور اپنی نعمت کاملہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو عطا فرما دی اب اگر اس کے بعد بھی ہم اپنی طرف سے نبی بنانے لگیں تو یہ قہر خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ تو گویا ہم نعمت خداوندی سے محرومی کا شکار نہیں بلکہ نعمت کاملہ سے مستفید ہونے کے باعث مسرور و شادماں ہیں

قل بفضل اللہ وبرحمتہ فلیفرحوا الخ۔

آیت نمبر ۲

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ۔

"اور یاد کیجئے اس واقعہ کو جبکہ اللہ نے (تمام) نبیوں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب و حکمت دوں پھر آئے تمھارے پاس ایک رسول جو تصدیق کرنے والا ہو اس چیز کی جو تمھارے پاس ہے تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے اور ضرور اسکی مدد کرو گے۔"

تقریر مدعا یہ ہے کہ اس آیت میں خطاب ہر نبی کو ہے کیونکہ اگر بعض کو ہو اور بعض کو نہ ہو تو ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی پھر اس عقلی دلیل سے قطع نظر قواعد نحو کے مطابق بھی یہی معنی ہیں کیونکہ جمع جب محلی باللام ہو جائے تو مفید عموم ہو جاتی ہے۔ پھر تمام مفسرین سے بھی یہی منقول ہے لہٰذا تین دلائل سے اس کے مخاطب تمام نبی ہیں۔ اب آیئے لفظ "ثم" پر عربی زبان میں لفظ ثم "تراخی فی الزمان مع المہلۃ" کے لئے آتا ہے پس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ وہ رسول جسکی تائید و

نصرت کا عہد تمام انبیاء سے لیا جا رہا ہے۔ وہ تمام کے بعد آئے گا اور جتنے سچے نبی ہوں گے وہ اس سے پہلے ہو چکے ہوں گے اب اگر اس کے بعد کوئی نبی بننے کا دعویٰ کرے گا تو وہ جھوٹا ہوگا۔ کیونکہ سچے نبی کے لئے اس آیت کے نص سے ضروری ہے کہ اسکی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے قبل ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی یہی شکل ہے کیونکہ انکی نبوت دنیا جانتی ہے کہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہے اور ان کا حضور کے بعد آنا یہ آیت کے منافی نہیں بلکہ درحقیقت یہ اس آیت کی تصدیق ہے کہ ایک نبی جو اپنی نبوت کا اعلان دنیا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کر چکا ہے قرب قیامت میں وعدہ الٰہی کی تصدیق کے لئے نازل ہوگا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے گا اور انکی تائید و نصرت کرے گا

یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح شب معراج میں تمام رسل کرام و انبیاء عظام علیہم السلام اسی دنیا میں اپنے اجسام حقیقیہ کے ساتھ تشریف لائے اور حضور پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کی اور عہد الٰہی کا ایفاء کیا ان ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیاء علیہ السلام کی تشریف سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں فرق نہ آیا تو صرف ایک عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کیوں فرق آنے لگا ہے؟ کیونکہ سب کے سب نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان سے قبل اپنی نبوتوں کا اعلان کر چکے تھے پس لفظ "ثُمَّ" نے بتا دیا کہ تمام نبیوں کے بعد صرف ایک ہی ہوگا۔ اور ایک سے زائد نہ ہوگا اور یہی ختم نبوت ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

اگر یہاں یہ شبہ وارد کیا جائے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام نبیوں کے بعد رسول تو فقط ایک ہی ہوگا مگر مرزا صاحب رسول نہیں بلکہ نبی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو رسول اور نبی میں فرق نہیں اگر ہے تو محض اعتباری۔ ورنہ درحقیقت دونوں "موحیٰ من اللہ" ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ مرزا صاحب نے صرف نبوت کا نہیں بلکہ رسالت کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ جو انکی کتابوں میں جا بجا موجود ہے۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء)

۲۔ حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول، مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ (براہین احمدیہ ص۴۹۸ - اربعین ص۲ ۴۳ و نزول مسیح ص۹۹ و حقیقۃ الوحی ص۱۵۲ و ص۱۵۰ و انجام آتھم ص۲۳ و حقیقۃ النبی مرزا محمود۔ ص۲۵۹ و ص۲۱۴)

آیت نمبر ۳

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔

فرما دیجئے، لوگو! بلاشبہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

آیت نمبر ۴

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ

نَذِیْرًا ط

مبارک ہے وہ جس نے قرآن کو اپنے بندے پر نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہان کے لئے خدا کا ڈر سنانے والا ہو

آیت نمبر ۵

وَاَرْسَلْنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا۔

(نساء پ۵)

اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

آیت نمبر ۶

وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ۔

(الانعام پ۷)

اور میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی ہے۔ تاکہ میں اس سے تم کو ڈراؤں اور ان کو بھی جن تک یہ پہنچے۔

آیت نمبر ۷

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

(انبیاء پ۱۷)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔

آیت نمبر ۸

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا۔

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کے لئے بشارت دیتا اور ڈر سناتا ہوا۔

یہ آیات اور اس قسم کی تمام آیات جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا عام ہونا اور قیامت تک نافذ رہنا معلوم ہوتا ہے بڑی صراحت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ کیونکہ آپ کی رسالت کا عام ہونا اور اس کا قیامت تک جاری رہنا آپ کی خصوصیات میں سے ہے اب اگر آپ کے بعد بھی نبی بنائے جاتے رہے تو آپ کی یہ خصوصیت جو نصوص قرآنیہ سے ظاہر ہے معاذ اللہ باطل ہو جاتی ہے۔

آیت نمبر ۹

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۔ (واقعہ پ۲۷)

اہل جنت گزشتہ لوگوں کی بڑی جماعت ہیں اور آخری لوگوں میں سے تھوڑے ہیں۔

آیت نمبر ۱۰

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۔ (واقعہ پ۲۷)

دائیں بازو والے (جنتی) پہلوں میں سے بہت ہیں اور آخری امت میں سے بھی بہت ہیں۔

تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں ہے کہ پہلی آیت میں بتایا گیا تھا

کہ امم سابقہ میں سے بہت لوگ جنت میں جائیں گے اور آخری امت میں سے کم جائیں گے تو یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم پر شاق گذری چنانچہ انکی تسلی کے لئے دوسری آیت نازل ہوئی جس میں آخری امت کے اہل جنت کو امم سابقہ کے جنتیوں کے برابر قرار دیا گیا (ابن کثیر بروایت مرفوعہ عن عبداللہ بن مسعود ص۹ ج ۲۷)

خلاصہ یہ کہ یہ امت آخری امت ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کے رسول آخری رسول ہیں، مرزائی اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور اس طرح اس آخری امت کے بعد ایک امت اور تجویز کرتے ہیں۔ قرآن کی رو سے اس نئی امت کا کوئی جواز نہیں۔

آیت نمبر ۱۱

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا۔ (فتح ۳۰)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو وہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جنکے نیچے نہریں جاری ہیں اور جو اعراض کرے گا تو اسے وہ دردناک عذاب دے گا۔

یہ آیت اور اس مضمون کی سیکڑوں آیات قرآن عزیز میں موجود ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ آخرت کی کامیابیاں اور جنت کا حصول صرف دو شرطوں سے مشروط ہے ایک اللہ کی اطاعت اور دوسرے اس کے رسول کی اطاعت۔ اب سوال یہ ہے۔

امت مرزائیہ کو چیلنج

کہ اگر مرزا غلام احمد اور اس جیسے دوسرے جھوٹے نبی ماننا لازم ہوتا تو اللہ فرماتا کہ جو اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بعد میں نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی اطاعت کرے گا وہ مستحق جنت ٹھہرے گا مگر یہاں کوئی ایسی شرط نہیں لگائی گئی ہے۔ اب ہم تمام امت مرزائیہ سے دریافت کرتے ہیں کہ بتاؤ جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کرے وہ نجات یافتہ ہے یا نہیں؟ اگر کہو نہیں تو خدا کو جھٹلا رہے ہو پس ایسے لوگ خدا ہی کو جھٹلا دیں ان سے ہمارا کیا واسطہ؟ اور کہو کہ وہ نجات یافتہ ہیں تو پھر تم ان نجات یافتہ مسلمانوں کو کیوں بہکاتے ہو؟

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ایک مرزائی مناظر اس کا یہ جواب تیار کرکے لائے تھے کہ مفتی صاحب اگر ہم آپکی بات مان لیں تو لازم آئے گا کہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا کافی ہے اور آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک کسی نبی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں۔

میں نے جواب دیا کہ جناب سمجھ نہ سکے درحقیقت آدم سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام نبیوں پر ایمان لانا یہ بھی اطاعت رسول کے ضمن میں آگیا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سب پر ایمان لائے تھے اور ہمیں ان پر ایمان لانے کا حکم دیا تھا۔

چنانچہ پہلے ہی پارے میں ہے۔

آیت نمبر ۱۲

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ
وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ۔

(متقی وہ ہیں) جو ایمان لائے اس پر (کتابوں پر) جو آپ پر نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلوں پر نازل کیا گیا۔

اگر ذرا بھی انصاف کا جذبہ ہو تو یہی آیت تمام جھوٹی نبوتوں کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ کیونکہ اس آیت میں متقی اور پرہیزگار ان لوگوں کو بتایا گیا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ کتاب پر اور آپ سے پہلے نازل شدہ کتابوں پر ایمان لے آئیں۔ یہ نہیں کہا گیا کہ جو آپ کے بعد نازل ہونے والی کتابوں پر بھی ایمان لائیں۔ اگر بعد میں بھی کسی چیز پر ایمان لانا ضروری ہوتا تو "ومن بعدک" کا لفظ بھی فرمایا جاتا۔ مگر ایسا نہ ہوا کیونکہ وحی الٰہی منقطع ہو چکی ہے۔ اس مضمون کی متعدد آیات قرآن میں موجود ہیں اور وہ تمام آیات جن میں نزول کتب یا بعثت انبیاء کا ذکر موجود ہے وہ بھی اسی حقیقت کو آشکار کرتی ہیں، مثلاً یہ آیات :-

آیت نمبر ۱۳

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ
وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ
مِنْ قَبْلُ۔ (نساء)

اے مومنو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی۔ اور اس کتاب پر جو پہلے نازل ہوئی۔

اس آیت میں بھی نہ تو مرزا صاحب کا ذکر ہے اور نہ ان کی وحی کا۔

آیت نمبر ۱۴

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ
رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ
وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا
نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ الآیہ
(بقرہ)

اس میں بھی ایمان کامل کے لئے صرف اتنا کافی بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے لوگوں پر نازل شدہ کلام الٰہی پر ایمان رکھا جائے اور ان میں تفریق روا نہ رکھی جائے کہ بعض پر ایمان ہو اور بعض پر نہیں۔ اگر کسی کو بعد میں نبوت ملنی تھی اور اس پر کلام الٰہی نازل ہونا تھا تو اس کا ذکر بھی یہاں ضرور ہوتا۔

آیت نمبر ۱۵

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا
لِّمَا مَعَکُمْ (بقرہ)

اور ایمان لاؤ اس چیز پر جو اس نے نازل کی در آنحالیکہ وہ تصدیق کرتی ہے ان کتب کی جو تمہارے پاس ہیں۔

اس میں بھی کتب سابقہ کا ذکر ہے بعد میں کسی چیز کے نزول کا اتہ پتہ نہیں ہے اور نہ اس پر ایمان کا حکم ہے۔

آیت نمبر ۱۶

قُلْ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔

(آل عمران)

فرما دیجئے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل کیا گیا اور نازل کیا گیا ابراہیم، اسماعیل اسحاق، یعقوب اور انکی اولاد پر اور جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا اور سب نبیوں کو دیا گیا ان کے رب کی جانب سے ہم ان میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں۔

اس آیت میں اجمال اور تفصیل دونوں ہی طریقوں پر واضح کر دیا گیا ہے کہ کون سے نبیوں پر اور کونسی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے چنانچہ یہ دو لفظ قابل توجہ ہیں۔

(۱) "وَمَا أُوْتِيَ" جو کچھ بھی دیئے گئے۔ یعنی خواہ کتب ہوں یا صحائف مگر شرط یہ ہے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبیوں کو دیئے جا چکے ہوں کیونکہ ماضی کے صیغہ کا یہی مفہوم ہے۔

(۲) "النَّبِيُّوْنَ" یہاں الف لام استغراق کا ہے اور چونکہ یہ اوتی کا نائب فاعل ہے اس لئے معنی یہ ہوئے کہ ان تمام چیزوں پر ایمان لازم ہے جو تمام نبیوں کو دی جا چکی ہیں، یعنی جو کچھ دیا جانا تھا وہ دیا جا چکا ہے اور جنکو دیا جانا تھا وہ بھی اس دنیا میں آچکا ہے اور اب کسی کے لئے کوئی موقع نہیں، اگر اس قسم کا کوئی امکان ہوتا تو آیت میں اس قسم کا جملہ ضروری تھا کہ۔

"وَمَا سَيُؤْتٰى مِنْ بَعْدِهِمْ"

یعنی اور اس پر بھی جو بعد والوں کو دیا جائیگا۔

آیت نمبر ۱۷

كَذٰلِكَ يُوْحِيْ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(شوریٰ)

اسی طرح وحی فرماتا ہے آپکی طرف اور انکی طرف جو آپ سے پہلے ہو گذرے اللہ غالب، حکمت والا۔

اگر آپ کے بعد کوئی نبی بنایا جاتا اور اسکی طرف وحی کی جاتی تو اس آیت میں اس کا بھی ذکر ہوتا یعنی۔ من قبلک کے ساتھ ومن بعدک کا لفظ بھی ہوتا لیکن ایسا نہیں ہے۔

یہ چند آیات وہ ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کو بیان کرتی ہیں اسی مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں جنھیں جگہ کی قلت کے باعث چھوڑا جاتا ہے۔ اب ان چند آیات کا ذکر کیا جاتا ہے جنکو منکرین ختم نبوت مسلمانوں کے دلوں میں شک و شبہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔

آیت نمبر ۱

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰٓئِكَ

مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۔

(النساء)

اور جو لوگ بھی اطاعت کریں گے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ (روز قیامت) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوں کے ساتھ اور یہ سب اچھے رفیق ہیں ۔

مرزائی کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر انسان نبی بن سکتا ہے، استدلال اس طرح ہے کہ ہم نمازوں میں دعا کرتے ہیں "صراط الذین انعمت علیہم" اے اللہ ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جن پر تو نے انعام کیا۔ پھر قرآن کی اس آیت میں اللہ نے خود ہی بتا دیا کہ انعام یافتہ لوگ چار قسم کے ہیں ۔

اب یہ تو ممکن نہیں کہ اللہ کسی بھی بندے کی دعا کو قبول نہ کرے لہٰذا کسی کی دعا اس طرح قبول ہوتی ہے کہ اسے صالح بنا دیا جاتا ہے کسی کی اس طرح کہ اسے شہید بنا دیا جاتا ہے اور کسی کی اس طرح کہ اسے صدیق بنا دیا جاتا ہے اور کسی کی اس طرح کہ اسے (معاذ اللہ) نبی بنا دیا جاتا ہے اور مذکورہ آیت میں "فاولٰئک مع الذین" کا یہی مفہوم ہے ۔

اس شبہ کے دو جواب ہیں ۔

(۱) یہ تقریر درحقیقت قرآن میں ایسی تحریف ہے جس سے یہودی بھی شرما جائیں گے ۔ اس آیت میں یہ کہاں کہا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے نبی بن جائیں گے اس میں تو لفظ "مع" ہے جس کا ترجمہ ساتھ ہے پھر اس کی

مزید تاکید آیت کے آخری جملہ سے ہے کہ "حسن اولٰئک رفیقا" اور یہ سب اچھے رفیق ہیں ۔ تو آیت کا صریح مفہوم یہ ہے کہ خدا کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والوں کو چاروں منعم علیہم یا ان میں سے بعض کی رفاقت و معیت حاصل ہو جائے گی اور یقیناً یہ بڑا اعزاز ہے ۔

۔۔ ایک قادیانی مناظر نے مجھ سے کہا کہ مفتی صاحب اگر آپ کی تقریر درست تسلیم کر لی جائے تو معنی یہ نکلیں گے کہ جس طرح اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا تو اسی طرح صدیق شہید اور صالح بھی نہیں بن سکتا ہے ، بس صرف رفاقت کا اور معیت کا مستحق ہو سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ معنی کوئی بھی قبول نہیں کرے گا ۔

میں نے کہا : درحقیقت اس آیت میں صرف رفاقت و معیت ہی کا ذکر ہے ۔ صدیق شہید اور صالح بننے کا ذکر نہیں اب رہی یہ بات کہ کوئی شخص اطاعت خدا اور رسول کی بدولت صدیق شہید اور صالح بن سکتا ہے یا نہیں تو اس کے لئے قرآن میں بہت آیات موجود ہیں جو ہم آپ کی خدمت میں پیش کر سکتے ہیں اب آپ کے ذمہ یہ ہے کہ آپ قرآن کی کوئی ایسی آیت پیش فرمائیں جس میں کہا ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص دعا کرنے یا خدا اور رسول کی اطاعت کرنے سے نبوت و رسالت حاصل کر سکتا ہے ۔

(۲) اگر کسی کی راہ پر چلنے سے راہ چلنے والا لازمی طور

پر وہی بن جاتا ہے جسکی راہ پر وہ چل رہا ہے ۔ تب تو بڑی خرابیاں آئیں گی ۔

۱۱۔ آپ لوگ مرزا غلام احمد کی راہ پر اتنے عرصے چل رہے ہیں تو آپ مرزا جی کیوں نہیں بنے؟ خود انکے بیٹے اور خلیفے بھی مرزا جی نہ بنے ۔

۱۲۔ اور مرزا جی بننے کی ضرورت ہی کیا تھی آخر آپ لوگ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے راستے پر چل رہے ہیں (صراط اللہ العزیز الحمید) تو خدا ہی کیوں نہیں بن بیٹھتے ہیں ۔

۱۳۔ کیا کوئی عقلمند آپ کی اس منطق کو مان لے گا کہ انسان وزیر، سفیر یا بادشاہ کی راہ پر چل کر وزیر، سفیر یا بادشاہ بن جائے گا ۔

آیت نمبر ۲

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۔

(ترجمہ)

وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں سے ایک رسول انہیں میں سے مبعوث کیا جو ان پر اسکی آیتوں کی تلاوت کرتا ، انکا تزکیہ کرتا اور انکو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اگرچہ وہ اس سے پہلے بلا شبہ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے اور انہی میں سے دوسروں کے لئے جو ابھی تک ان سے ملے نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے ۔

مرزائی کہتے ہیں کہ "وآخرین لما یلحقوا بہم" الخ کے معنی یہ ہیں کہ اور دوسرے نبی بھی آئیں گے جو ابھی ان سے نہیں ملے ۔

یہ ایک ایسی لغو بات ہے جسے عربی سے واقف پہلی ہی نظر میں بھانپ لیتا ہے تاہم چند اشارات پیش کرتا ہوں ۔

(۱) اگر آخرین سے بجائے لوگوں کے معنی نبی لے جائیں تب بھی حضور کے بعد نبی بنانے کا کوئی اشارہ نہ ہوگا کیونکہ لفظ "بَعَثَ" ماضی ہے اور بقول مرزائیوں کے اس کا عطف رسولًا پر ہوگا اس طرح یہ بَعَثَ کا مفعول ہوگا۔

(۲) منہم کی ضمیر امیین کی طرف لوٹتی ہے، یعنی اصل عرب تو بقول مرزائیوں کے اگر آخرین سے مراد نبی ہوں تب ان نبیوں کو اہل عرب سے ہونا پڑے گا ۔ اور اس طرح مرزا صاحب کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑیگا کیونکہ وہ منہم نہیں ہیں ۔

(۳) آخرین ، جمع ہے تو کیا چودہ سو سال میں صرف ایک ہی آیا ۔

غرضکہ یہ تاویل خرافات کا پلندہ ہے اور تحریف معنوی کا شاہکار ہے ۔

آئیے اب اس کے معنی اسی کی زبان سے سنیں، جس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔

سہیل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی پشت در پشت ایسے مرد اور ایسی عورتیں ہوں گی جو جنت میں بے حساب داخل ہونگی پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وآخرین منہم لما یلحقوا بہم یعنی

امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی ماندہ افراد قیامت تک ۔" ابن کثیر ص ۲۲۹

گویا اس آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے عموم کا بیان ہے جس کا دائرہ آپ کے زمانہ اقدس کے لوگوں اور بعد کے لوگوں تک وسیع ہے۔

آیت نمبر ۳

اللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ط (پ ۱۷ ع ۱۷، حج)

اور اللہ چن لیتا ہے فرشتوں سے پیغام پہنچانے والوں کو اور لوگوں سے۔

مرزائی کہتے ہیں کہ اس میں یصطفی فعل مضارع ہے جو حال و استقبال دونوں پر دلالت کرتا ہے پس ثابت ہوا کہ آئندہ بھی فعل اصطفاء جاری رہے گا یعنی اللہ چنتا رہے گا۔ اس کے دو جواب ہیں۔

۱۔ تحقیقی جواب تو یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ مشرکین یہود اور نصاریٰ کے اس اعتراض کا جواب دے رہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر نبی بن سکتے ہیں۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ اللہ کی مرضی ہے کہ وہ انسانوں اور فرشتوں میں سے بعض کو اس شرف و کرامت کیلئے چن لیتا ہے اگر تم خدا کے اختیار و اقتدار کو تسلیم کرتے ہو تو اس کے اس فیصلے کو بھی تسلیم کرو۔ اب رہی یہ بات کہ مستقبل کے معنی یہاں کیوں نہیں لئے جاتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ختم نبوت کے سلسلے میں جتنی آیات صریحہ نازل ہوئی ہیں وہ ایسا کرنے سے مانع ہیں اور اگر آپ ایسا نہ کریں تو معاذ اللہ قرآن میں تضاد ہوگا جو محال ہے۔

(۲) دوسرا جواب الزامی ہے اور وہ یہ کہ ہم تمام دنیا کے مرزائیوں سے دریافت کرتے ہیں، تم بھی مانتے ہو کہ تشریعی[1] نبوت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے اور آپ کے بعد کسی تشریعی نبی کا آنا ممکن نہیں ہے مگر آیت مذکورہ میں اگر تمہارے جاہلانہ والے معنی لئے تو شرعی نبوت اور تمہاری نبوت کی جتنی قسمیں بنائی ہیں، سب کا جاری رہنا ثابت ہو جائے گا جو تمہارے مدعا کے بھی خلاف ہے۔ اب بولو کہ جواب کیا ہے؟ جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا ہے۔ ظاہر ہے کہ تم جواب میں خاتم النبین والی آیت کو پیش کرو گے بلکہ پیش کرتے چلے آئے ہو اور اس آیت سے تشریعی نبوت کے ختم ہونے پر استدلال کرتے ہوئے کہو گے کہ اس آیت کی بناء پر یصطفی میں استقبال کے معنی تشریعی نبوت کے حق میں نہیں لئے جائیں گے۔ بس بعینہٖ ہمارا یہی جواب ہے کیونکہ جو نبوت خدا کی طرف سے دی جاتی تھی وہ تو تشریعی ہی تھی۔ ظلی، بروزی، حقیقی مجازی وغیرہ کا ذکر قرآن و حدیث میں کہیں نہیں ہے۔

---

[1] مرزا صاحب نے فرمایا "کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا" (تجلیات الٰہیہ طبع اول ص ۲۵ ج ۱) اگرچہ خود مرزا صاحب نے تشریعی نبوت کا دعویٰ داغ دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں "یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا ۔ ۔ ۔ ۔ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی" دار بعین) حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کا کلام تضاد بیانیوں اور تاویل در تاویل کا مجموعہ ہے

اگر ہے تو دکھاؤ آج تک دنیائے قادیانیت ومرزائیت اس اعتراض کا جواب نہیں دے سکی ہے اور انشاء اللہ العزیز کبھی نہ دے سکے گی ولو کان بعضھم بعض ظہیرا۔

آیت نمبر ۴

اللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ

(الانعام   )

اور اللہ ہی جانتا ہے اس جگہ کو جہاں وہ رسالت کرتا ہے۔

اس آیت سے بھی مرزائی وہی استدلال کرتے ہیں جو گذرا کہ "یَجْعَلُ" فعل مضارع ہے جو حال واستقبال دونوں کے لئے آتا ہے اور اس کا جواب وہی ہے جو میں عرض کر چکا ہوں۔

آیت نمبر ۵

یَا بَنِیْ آدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیَاتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔

(الاعراف   )

اے بنی آدم! اگر تمھارے پاس تمھیں میں سے رسول آئیں جو تم پر میری آیتوں کی تلاوت کریں تو جو پرہیزگاری اختیار کرے گا اور اصلاح کرے گا تو اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

مرزائی اس آیت پر بڑی اچھل کود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر تم آدم کی اولاد ہو تو امیں تمھیں مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ تم میں رسول آتے رہیں گے ہاں اگر تم اپنے آپ کو زمرۂ آدمیت سے خارج مان لو تو یہ خطاب بھی تمھاری طرف سے پھر جائے گا۔

جو لوگ علوم قرآنی سے باخبر ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ قرآن میں جب خصوصی طور پر امت محمدیہ کو خطاب ہوتا ہے تو اس کے دو طریقے ہیں۔

۱:- یَا اَیُّهَا النَّاس

۲:- اور یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ،

اگر صرف یہودی مخاطب ہوں تو ان کے لئے۔ یا بنی اسرائیل ہے اور اگر تمام انسانیت جو آدم سے لے کر قیامت تک ہے مخاطب ہو تو اس کے لئے ــ یا بنی آدم! کا خطاب ہے اور آیت مذکورہ میں بھی یہی انداز تخاطب ہے۔

اس تشریح سے معلوم ہوا کہ یہ آیت حرف بحرف صحیح ہو چکی ہے اور اس کا مصداق دنیا میں آ چکا ہے کیونکہ آدم، نوح، موسیٰ، یعقوب، یوسف اور عیسیٰ علیہم وعلی جمیع الانبیاء صلوات اللہ وتسلیماتہ کی امتیں اس آیت کا مخاطب ہیں اور اگر ختم نبوت والی آیات نہ ہوتیں تو اس کا دائرہ کار آگے تک بڑھ جاتا۔

خوب یاد رکھنا چاہیے کہ فعل مضارع بیشک استقبال کے لئے آتا ہے مگر آج تک کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ استقبال مؤبد کے لئے آتا ہے اور یہ کہ اس کے آگے کوئی حد قائم نہیں ہو سکتی ہے، علاوہ اس تحقیقی جواب کے مرزائی صاحبان سے ہم پھر آپ سے سابق سوال کا اعادہ کرتے ہیں اور وہ یہ کہ اگر آیت جریان نبوت پر دال ہے تو مطلق نبوت جاری ہو جائے گی پھر تشریعی

نبوت کو کیسے بند کریں گے؟ جس طرح آپ تشریعی نبوت کو بند کریں گے اسی طرح ہم آپکی بنائی ہوئی نبوت کو بھی بند کر کے دکھادیں گے۔

ایک مغالطہ اور اس کا جواب

قادیانی کہتے ہیں کہ ہر امت اس خوش عقیدگی میں مبتلا رہی ہے کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا مگر باوجود انکی خوش اعتقادی کے نبی آجاتے رہے اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ اس خوش فہمی کی تردید فرمائی ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے یوسف علیہ السلام کی قوم کے بارے میں۔

آیت نمبر ۶

حَتّٰۤی اِذَا هَلَکَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا۔

(مومن ۳۴)

یہاں تک کہ جب وہ وفات پا گئے تو تم نے کہا کہ ان کے بعد اللہ ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا۔

مگر ان کے بعد رسول اور نبی آتے رہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر امت مسلمہ کا عقیدہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت ایسا ہی بے بنیاد تھا جیسا کہ قوم یوسف کا تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے قوم یوسف کی تردید کی اسی طرح امت محمدیہ کی تردید فرما دیتا مگر ایسا نہ ہوا۔ بلکہ معاملہ برعکس ہوا اور وہ اس طرح کہ وہاں قوم یوسف نے یوسف کو آخری نبی کہا اور یہاں خود اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی کہا۔ تو اے مرزائی صاحبان کیا آپ خدا کے بارے میں بھی یہی کہیں گے کہ خدا خوش عقیدگی میں مبتلا ہے؟ معاذ اللہ۔ خدارا بندوں کے کلام اور خدا کے کلام میں فرق کیجئے۔ میں نے جب ایک مرزائی مناظر صاحب کو اس طرح سمجھایا تو بوکھلا گئے پھر سوچ کر کہنے لگے کہ خود اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ آپ کے بارے میں ایسا ہی عقیدہ رکھتی ہے جیسے پہلی امت کے لوگ اپنے نبیوں کے بارے میں رکھتے تھے چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا۔

(الجن ۷)

اور بیشک ان لوگوں نے بھی تمہاری طرح گمان کیا کہ اللہ ہرگز کسی کو نہ بھیجے گا۔

مرزائی کہتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مسلمانوں سے فرمایا کہ ختم نبوت کا عقیدہ رکھنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ یہ عقیدہ اس طرح ہے جس طرح پہلی امتوں نے رکھا تھا۔ مگر ہم نے ان کے عقیدے کے برعکس رسول بھیجے۔

جواب میں مجھے اتنا عرض کرنا ہے کہ اس آیت کی یہ تقریر قادیانیوں کی طرف سے قرآن میں تحریف معنوی کرنے کی کھلی جسارت ہے۔ آیت میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ اس سے بالکل مختلف ہے جو قادیانی کہتے ہیں۔ یہ آیت سورہ جن کی ساتویں آیت ہے۔ پچھلی آیات میں بتایا گیا ہے کہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی قوم کو وہ ایمان افروز گفتگو سنا دیجئے جو جنات نے قرآن سننے کے بعد اپنی قوم سے کی تاکہ قوم کی ہدایت کا موجب بنے چنانچہ یہ آیت جنات کی گفتگو کا ایک حصہ ہے۔ جنوں نے اپنی قوم سے کہا کہ: پہلے

لوگوں کو تمہاری طرح یہ خیال تھا کہ ان کے رسول کے بعد کوئی رسول نہ آئے گا۔ اب تم بھی یہ خیال کرتے ہو اور اسی خیال کی بنیاد پر تم نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہو حالانکہ یہ غلط ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت حق ہے چونکہ اس کے دلائل و شواہد ہم نے دیکھ لئے۔ پھر تفصیل سے نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دلائل بیان کئے گئے ہیں۔

پس یہ آیت تو صرف ان لوگوں کے عقیدے کی تردید کرتی ہے جو حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبیوں کو آخری نبی سمجھتے رہے تھے اور۔ لن یبعث اللہ احداً کا مقصد صاف واضح ہے کہ غیر خاتم کو خاتم ماننا اسی طرح کفر ہے جس طرح خاتم کو غیر خاتم ماننا کفر ہے اور بعض تفاسیر میں۔ لن یبعث اللہ احداً کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ مرنے کے بعد کسی کو دوبارہ زندگی نہیں ملے گی" یہ خیال غلط ہے، یہ تفسیر بھی قرآن کے عین مطابق ہے۔

یہ چند آیات کی تشریح ہے انکے علاوہ بعض آیات جو صراحتاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نازل ہوئیں مرزا صاحب نے انکو اپنے حق میں کہدیا ہے۔ ان کا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ یا انھوں نے اپنے کو احمد اور محمد کہدیا۔ یا اللہ کہدیا۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جو سوائے مالی خولیا کے مریض کے کسی اور سے متصور نہیں لہٰذا ان کا جواب بے سود ہے۔

نوٹ :۔ کاغذ کی قلت کے پیش نظر مضمون میں اختصار سے کام لیا گیا ہے اگر کوئی صاحب خیر طباعت و اشاعت کا ذمہ لیں تو فقیر اس مضمون کو مبسوط طریقہ سے لکھدے تاکہ کتاب اللہ سے جھوٹی نبوت کا فیصلہ ہو جائے۔
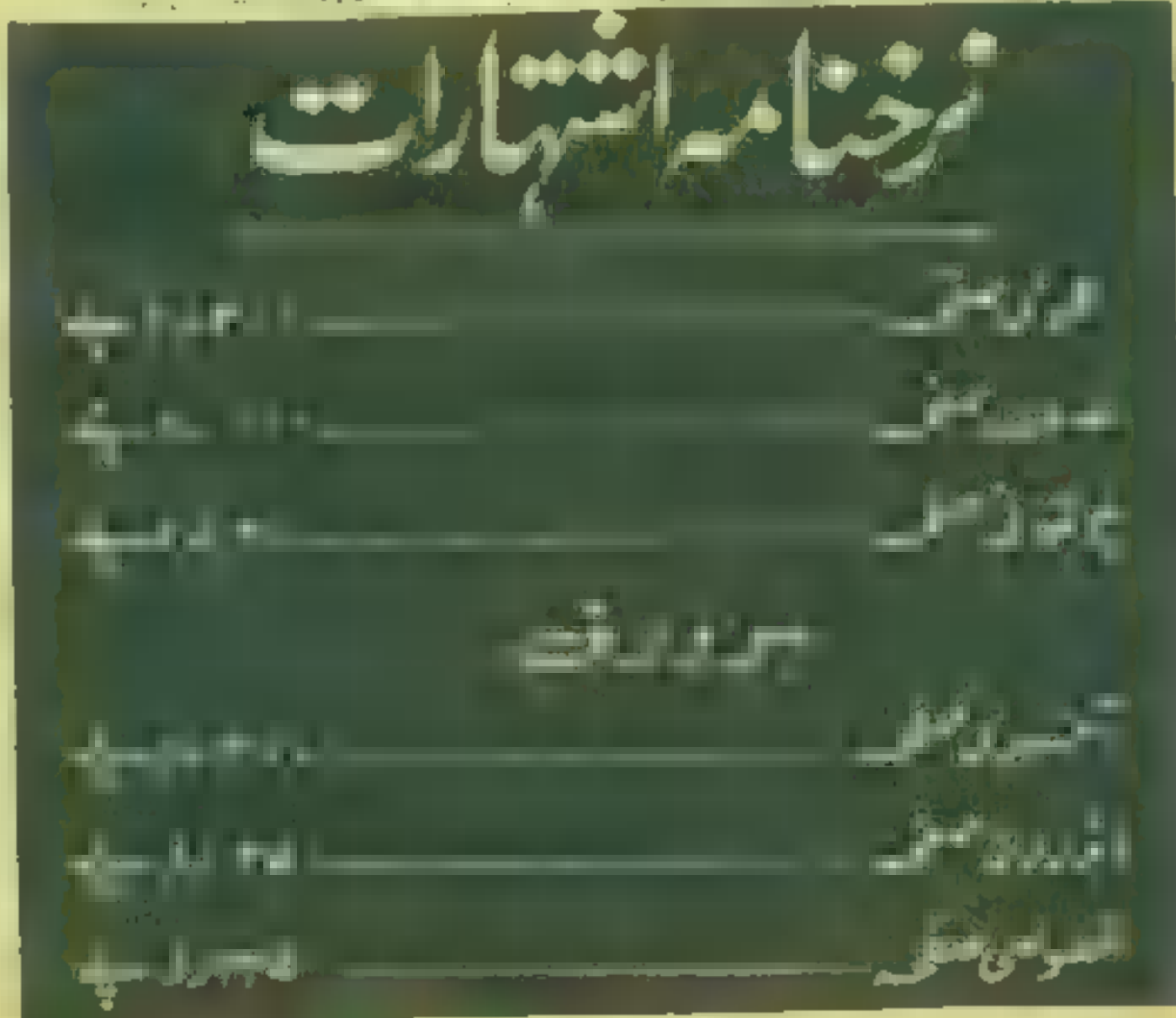
حیات مسیح علیہ السلام

خطیب پاکستان علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی
صدر مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان

★

ویسے تو اختلاف آراء و مذہب سے کوئی بھی دور خالی نہیں گزرا۔ لیکن موجودہ دور اس لحاظ سے زیادہ نازک انتہائی خطرناک اور تباہ کن ہے۔ اس لئے کہ خود مسلمانوں میں بد قسمتی سے ایسے فرقے و افراد پیدا ہوگئے ہیں جنہوں نے اسلام کے حصار محکم کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے میں اپنی تمام قوتیں صرف کردی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ گذشتہ ادوار میں بھی اسلام اور مسلمانوں کو جتنا نقصان ان مارہائے آستین سے پہنچا اتنا نقصان کفار و مشرکین سے نہیں پہنچا۔

یہ مارہائے آستین مصلحین کا لباس پہن کر نمودار ہوتے ہیں۔ ان کا ظاہر بڑا دلفریب اور باطن سراسر مکر و فریب ہوتا ہے۔ یہ گندم نما جو فروش یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے ملت کی اصلاح میں کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ حالانکہ ملت کی تباہی و بربادی کا سبب یہی مفسدین اور منافقین ہی ہوتے ہیں۔

لیکن موجودہ دور میں ان مفسدین نے اپنی خواہشات نفسانی اور اغراض ملعونہ کی تکمیل کے لئے جس طرح قرآن و حدیث اور شریعت و سنت کو تختہ مشق بنایا ہے اسکی مثال نہیں ملتی۔

مگر الحمدللہ دین و ملت کے محافظ اللہ کی رحمت سے ایسے ایسے مخلص اور پاکباز بندے پیدا ہوتے رہے جو ان عیار و مکار لوگوں کی عیاریوں، مکاریوں کا پردہ چاک کر کے ملت کو آگاہ کرتے رہے اور ان شاء اللہ کرتے رہیں گے۔ علمائے کرام کے اس مسلسل جہاد اور پیہم کوشش کے باوجود بھی بعض فرقے جسم ملت پر ناسور

کی طرح ملت کے لئے انتہائی کرب و اذیت کا باعث بنے ہوئے ہیں۔

انگریز نے مرزائے قادیان کی جھوٹی نبوت کی تخلیق اور پھر اپنے زیر سایہ اسکی پرورش کرکے ملت اسلامیہ پر جو کاری ضرب لگائی ہے وہ سخت تباہ کن ثابت ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ مرزا صاحب قادیانی کے عقائد باطلہ میں سے ایک عقیدہ باطلہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور جس عیسیٰ ابن مریم کے آنے کی احادیث نے خبر دی ہے وہ موعودہ میں ہی ہوں اور مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ عیسیٰ ابن مریم آسمان پر زندہ اٹھا لئے گئے ہیں اور قرب قیامت نازل ہوں گے بالکل غلط ہے۔ جو ایسا عقیدہ رکھتے ہیں گمراہ ہیں بے دین ہیں (معاذ اللہ) اس لئے بندہ نہایت اختصار کے ساتھ مسئلہ حیات مسیح ہدیۂ ناظرین کر رہا ہے۔

(وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم)

مسئلہ حیات مسیح

مسئلہ حیات مسیح بیان کرنے سے پہلے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ اس مسئلہ کو مسئلہ ختم نبوت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اگر بفرض محال حیات مسیح ثابت نہ ہو سکے تو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرنا آیات قرآنی اور احادیث نبوی کا صریح انکار اور کفر ہے۔

رہا مسئلہ حیات مسیح تو یہ مسئلہ قرآن کریم احادیث نبویہ اور اجماع امت سے ایسا واضح طور پر ثابت ہے کہ اہل اسلام میں سے آج تک کسی نے اس سے اختلاف تک نہیں کیا۔ البتہ چند فلاسفہ اور ملحد لوگوں نے اس کا ضرور انکار کیا لیکن علماء امت نے برابر ان کا رد کیا اور دلائل قطعیہ سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور قرب قیامت نزول فرمائیں گے۔ چند دلائل ملاحظہ ہوں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کے ملعون و مغضوب ہونے کے جو وجوہ اور اسباب ذکر فرمائے انمیں فرمایا۔

وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۝ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا۔

(النساء آیت ۱۵۷)

اور بسبب ان کے کفر کے اور مریم (صدیقہ) پر عظیم بہتان لگانے کے اور ان کے اس قول کے سبب کہ ہم نے مسیح ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے حالانکہ نہ انھوں نے اسکو قتل کیا اور نہ انھوں نے اسکو سولی دیا۔ بلکہ انکے لئے اسکی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا۔ اور بے شک وہ لوگ جنھوں نے اختلاف کیا اس (عیسیٰ) کے بارے میں وہ بھی شک و شبہ میں ہیں ان کے پاس اس کا کوئی صحیح علم نہیں بجز گمان کی پیروی کے اور انھوں نے یقیناً اس (عیسیٰ) کو قتل نہیں کیا بلکہ اسکو اللہ نے اپنی طرف لیعنی

آسمان پر اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت میں چند باتیں نہایت قابل غور ہیں۔ اولاً یہود پر لعنت کے اسباب سے ایک سبب ان کا یہ قول ہے کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا۔ لہٰذا جو یہ کہے کہ مسیح ابن مریم مقتول اور مصلوب ہوئے وہ ملعون ہے۔ ثانیاً ان کا یہ قول کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا محض قول ہی قول اور صرف زبانی دعویٰ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ انھوں نے قتل کیا نہ صلیب دیا دونوں کی الگ الگ مستقل نفی فرمائی تاکہ واضح ہو جائے کہ ہلاکت کی کوئی صورت پیش نہیں آئی۔ ثالثاً فرمایا کہ ان کے لئے ایک کو عیسیٰ کا شبیہ اور ہمشکل بنا دیا گیا تاکہ اسکو عیسیٰ سمجھ کر قتل کریں اور ہمیشہ کے لئے اشتباہ میں پڑے رہیں چنانچہ جب یہودیوں نے حضرت مسیح کے قتل کا ارادہ کیا تو پہلے ایک شخص ان کے گھر میں داخل ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح کو آسمان پر اٹھالیا اور اس شخص کی صورت آپ کی صورت کے مشابہ کر دی۔ جب دوسرے لوگ گھر میں گھسے تو انھوں نے اس شخص کو مسیح سمجھ کر قتل کر دیا۔ جب مقتول کو اچھی طرح دیکھا تو کہنے لگے اس کا چہرہ تو مسیح کے چہرے سے مشابہ ہے اور باقی بدن ہمارے ساتھی کا معلوم ہوتا ہے۔ بعض نے کہا کہ اگر یہ مقتول مسیح ہے تو ہمارا آدمی کہاں گیا اور اگر یہ مقتول ہمارا آدمی ہے تو مسیح کہاں ہے؟ غرض کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ صحیح علم کسی کو بھی نہیں۔ چنانچہ یہود و نصاریٰ کے تمام فرقے غلط فہمیوں اور اشتباہ کا شکار ہیں اور صرف جھوٹے گمان کی اتباع کر رہے ہیں۔ رابعاً حضرت مسیح کے متعلق تمام پھیلے ہوئے نظریات کا بطلان کر کے فرمایا کہ جس عیسیٰ کو انھوں نے قتل نہیں کیا اور سولی نہیں دی اسی کو اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا کیونکہ یہ امر بالکل واضح ہے کہ بَلْ رَّفَعَهُ کی ضمیر اسی طرف راجع ہے جس طرف قَتَلُوْهُ اور صَلَبُوْهُ کی ضمیریں راجع ہیں اور ظاہر ہے کہ قتل اور صلیب جسم ہی کا ممکن ہے روح کا قطعاً ناممکن تو معنی یہ ہوئے کہ جس کا جسم کو انھوں نے قتل نہیں کیا اور سولی نہیں دی اسی جسم کو اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ خامساً یہود کا قول کہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا جسم کے قتل سے متعلق تھا نہ کہ روح کے؟ اور اسی جسم کے قتل کی اللہ تعالےٰ نے تردید فرمائی کہ تم غلط کہتے ہو کہ تم نے اس کے جسم کو قتل کیا یا صلیب پر چڑھایا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے اس کے جسم کو صحیح و سالم آسمان پر اٹھالیا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے جسمانی قتل و صلیب کی نفی فرمائی اور جسمانی رفع کا اثبات فرمایا۔ سادساً کلمہ "بَلْ" کے ماقبل اور مابعد میں منافات اور تضاد کا ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ فرمایا وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ۔ دیکھئے ماقبل ولدیت اور مابعد عبودیت ہے اور دونوں میں منافات ہے دونوں جمع نہیں ہو سکتے اور زیر بحث آیت میں کلمہ بَلْ کے ماقبل قتل اور صلیب ہے اور مابعد رفع الی اللہ ہے تو اگر رفع الی اللہ سے روحانی رفع یعنی موت ہو تو ان دونوں میں منافات اور تضاد نہیں یہ دونوں جمع ہو سکتے ہیں دیکھئے شہداء کا جسم قتل ہو جاتا ہے اور روح آسمان پر اٹھالی جاتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ میں رفع جسمانی مراد ہو جو کہ قتل اور صلیب کے منافی ہے۔ سابعاً۔ اگر اس آیت میں رفع روحانی یعنی موت مراد ہو تو ماننا پڑے گا کہ وہ رفع یہود کے قتل اور صلیب سے پہلے واقع ہوا جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ۔ اور فرمایا وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ بَلْ جَآءَهُمْ

بِالْحَقِّ - ان آیتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق لے کر آنا ان کے شاعر اور مجنون کہنے سے پہلے واقع ہوا۔ اسی طرح رفع روحانی یعنی موت کو ان کے قتل اور صلیب سے پہلے ماننا پڑے گا حالانکہ مرزا صاحب قادیانی اسکے قائل نہیں وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام یہود سے نجات پاکر فلسطین سے کشمیر گئے وہاں عرصۂ دراز تک یعنی ستاسی سال زندہ رہے پھر وفات پائی اور سری نگر کے محلہ خان یار میں مدفون ہوئے وہیں آپ کا مزار ہے (معاذ اللہ) ثامناً یہ کہ رفع روحانی یعنی موت مراد لینے سے وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا کے ساتھ مناسبت نہیں رہتی کیونکہ عَزِيزًا حَكِيمًا ایسے ہی موقع پر فرمایا جاتا ہے جہاں کہ کوئی عجیب وغریب اور خارق عادت امر پیش آیا ہو چونکہ رفع جسمانی عجیب وغریب امر تھا لہٰذا عَزِيزًا حَكِيمًا فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا۔ وہ اللہ غالب و قادر اور حکیم ہے کسی کو زندہ آسمان پر اٹھا لینا اس کے لئے کوئی محال اور مشکل امر نہیں بلکہ وہ اس پر قادر ہے اور وہ حکیم بھی ہے اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ لہٰذا حضرت مسیح کو زندہ آسمان پر اٹھانا مصلحت وحکمت پر مبنی ہے۔ تاسعاً۔ یہ کہنا کہ آسمان پر جانے کی کوئی تصریح نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (آل عمران)

اور یہودیوں نے (مسیح کو قتل کرنے کی) خفیہ سازش کی اور اللہ نے بھی (مسیح کو بچانے کی) خفیہ تدبیر کی اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔ جبکہ فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ بے شک میں تجھے پورا پورا لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف (یعنی آسمان پر) اٹھانے والا ہوں اور تجھے پاک کرنے والا ہوں ان لوگوں (کی تہمتوں) سے جنھوں نے (تیرا) انکار کیا۔ اور جنھوں نے تیری پیروی کی انکو قیامت تک (تیرے) منکروں پر غالب کرنے والا ہوں۔ پھر تم سب کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے پس (اس وقت) میں فیصلہ کروں گا تمھارے درمیان (ان امور کا) جن میں تم اختلاف کرتے رہتے تھے۔

اور جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری والدہ کو اللہ کے سوا دو معبود بنا لو؟ اس کے جواب میں عیسیٰ علیہ السلام جو کچھ کہیں گے اس میں یہ بھی کہیں گے۔

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِىْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ كُنْتَ

میں نے انھیں کچھ نہیں کہا مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا۔ کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا بھی اور تمھارا بھی پروردگار ہے اور میں ان پر مطلع تھا جب تک میں ان میں رہا پھر جب

اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ شَهِيْدًا۔ (المائدہ ۱۱۷)

تونے مجھے اٹھالیا تو توہی ان پر نگراں تھا اور تو ہر چیز کا مشاہدہ کرنے والا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا۔

اور کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں ہوگا مگر وہ ضرور بضرور ایمان لائے گا۔ عیسیٰ (علیہ السلام) پر انکی موت سے پہلے اور وہ (عیسیٰ علیہ السلام) ان پر قیامت کے دن گواہ ہوں گے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں جمہور مفسرین فرماتے ہیں کہ بہ اور موتہ کی دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں جیسا کہ سیاق وسباق سے بھی واضح ہے۔ اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، اور ائمہ عظام رضی اللہ عنہم سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتی لا یقبله احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا وما فیها ثم یقول ابوھریرۃ واقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن به ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا۔

(بخاری شریف ص۴۹۰ مسلم شریف ص۸۷)

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہونگے اس حال میں کہ وہ حاکم عادل ہوں گے۔ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے جنگ کو ختم کردیں گے اور اسقدر مال بہا دیں گے کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔ اور ایک سجدہ دنیا وما فیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر ابوہریرہ نے فرمایا اگر چاہو تو اسکی تصدیق کے لئے یہ آیت پڑھو۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الآیہ

مرزا صاحب قادیانی اور ان کے متبعین کہتے ہیں وَاقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں بلکہ ابوہریرہ کا استنباط ہے جو حجت نہیں۔ یعنی یہ حدیث مرفوع نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ۔ امام ابن سیرین جلیل القدر تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کل حدیث ابی ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (شرح معانی الآثار ص۱۱) کہ ابوہریرہ کی تمام حدیثیں مرفوع ہیں بظاہر وہ موقوف ہوں۔ لیکن ہم ثابت کرتے ہیں کہ یہ روایت مرفوع ہے ملاحظہ ہو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یوشک ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا یقتل الدجال ویقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی

عنقریب تم میں سے ابن مریم نازل ہوں گے اس حال میں کہ وہ حاکم عادل ہوں گے۔ دجال کو اور خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور جزیہ ختم کردیں

یکون السجدۃ واحدۃ للّٰہ رب العلمین واقرأوا ان شئتم وان من اھل الکتاب الالیؤمنن بہ قبل موتہ موت عیسیٰ ابن مریم (درمنثور صـ۲۴۲)

گے اور مال کو بہا دیں گے۔ یہاں تک کہ سجدہ صرف اللّٰہ رب العالمین کے لئے ہی ہوگا اور اگر چاہو تو ــ والتصدیق کے لئے یہ آیت پڑھو۔ وان اھل الکتاب الالیؤمنن بہ قبل موتہ موت عیسیٰ بن مریم۔

دیکھئے یہ روایت مرفوع ہے اور حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اور اس ارشاد گرامی میں ہے۔ قبل موتہ موت عیسیٰ ابن مریم۔

اور حضرت قتادہ و حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی فرماتے ہیں کہ قبلَ موتِہٖ سے مراد موت عیسیٰ ابن مریم ہے۔ ملاحظہ ہو۔ وان من اھل الکتاب الالیؤمنن بہ قبل موتہ قال موت عیسیٰ بن مریم۔ (ابن جریر صـ۱۴/۶ درمنثور صـ۲۴۱/۲)

حضرت حسن بصری رضی اللّٰہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں قبل موتہ قال قبل موت عیسیٰ واللّٰہ انہ الآن لحی عند اللّٰہ ولکن اذا نزل آمنوا بہ اجمعون (ابن جریر صـ۱۳/۶ درمنثور صـ۲۴۱/۲) کہ قبل موتہ سے مراد موت عیسیٰ ہے اور خدا کی قسم وہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت اللّٰہ کے پاس یقیناً زندہ ہیں۔ اور جب نازل ہوں گے سب اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔

ان آیتوں میں چند باتیں نہایت قابل غور ہیں۔ اولاً۔ یہودیوں کی خفیہ سازش اور اللّٰہ تعالےٰ کی خفیہ تدبیر کیا تھی۔ تو اس سلسلے میں تمام مفسرین فرماتے ہیں کہ یہودیوں کی خفیہ سازش و تدبیر حضرت عیسیٰ کو قتل کرنے اور صلیب دینے کی تھی اور اللّٰہ تعالےٰ کی خفیہ تدبیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچانے اور زندہ آسمان پر اٹھانے کی تھی۔ تو یہودیوں کی سازش ناکام ہوئی اور اللّٰہ تعالےٰ کی تدبیر غالب و کامیاب ہوئی اس لئے کہ اللّٰہ سب سے بہتر تدبیر فرمانے والے ہیں۔ ہو نہیں سکتا کہ کسی کی تدبیر اللّٰہ کی تدبیر پر غالب آجائے۔ ثانیاً۔ اگر اس آیت میں توفّی سے مراد موت لی جائے تو یہ یہودیوں کی تدبیر کی کامیابی ہوگی کیونکہ انکی تمنا و آرزو یہی تھی کہ عیسیٰ کو ختم کر دو تو اللّٰہ نے ان کو موت دے کر یہودیوں کی تمنا و آرزو کے مطابق کر دیا۔ پھر تو اللّٰہ تعالےٰ کی تدبیر کو ناکام ماننا پڑے گا (معاذ اللّٰہ) ثالثاً۔ اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ انکی قوم نے آپس میں علیحدہ طور پر یہ طے کیا کہ رات کے وقت صالح علیہ السلام اور ان کے اہل کو قتل کر دیں اور بعد میں ان کے وارثوں سے کہدیں گے کہ ہم تو اس موقع پر موجود ہی نہ تھے۔ اللّٰہ تعالےٰ فرماتا ہے اس طرح:۔

وَمَكَرُوا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اِنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ٥ (النمل ۵۰)

انھوں نے (صالح علیہ السلام کے قتل کی خفیہ سازشیں کیں اور ہم نے بھی (ان کے بچانے کی) خفیہ تدبیر کی کہ انکو خبر بھی نہ ہوئی تو دیکھ لو ان کے مکر کا کیا انجام ہوا بیشک ہم نے ان کو اور انکی ساری قوم کو

ہلاک کر دیا۔

دیکھئے اس آیت میں بھی وَمَکَرُوْ کے بعد وَمَکَرْنَا ہے۔ قوم ثمود نے صالح علیہ السلام کے قتل کی تدبیر کی تو اللہ نے ان کے بچانے کی۔ آخر اللہ کی تدبیر غالب ہوئی۔ صالح علیہ السلام زندہ وسلامت رہے اور قوم تباہ و برباد ہو گئی۔ ایسا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں فرمایا:

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ (الانفال ۳۰)	اور اے محبوب) یاد کرو جب کفار تمہارے متعلق سازشیں کر رہے تھے کہ تمہیں قید کر دیں یا تمہیں قتل کر دیں یا تمہیں جلاوطن کر دیں وہ بھی خفیہ سازشیں کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر فرما رہا تھا۔ اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔

دیکھئے اس آیت میں بھی وَيَمْكُرُونَ کے بعد وَيَمْكُرُ اللَّهُ ہے۔ کفار مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل وغیرہ کی خفیہ سازشیں کیں تو اللہ تعالٰی نے بھی آپ کی حفاظت کی خفیہ تدبیر فرمائی۔ آخر اللہ تعالٰی کی تدبیر غالب ہوئی کہ آپ کو صحیح سلامت مدینہ منورہ پہنچا دیا اور کفار کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔

اسی طرح اللہ تعالٰی نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ کہ یہود نے ان کے قتل کی سازشیں کیں اور اللہ تعالٰی نے انکی حفاظت کی تدبیر کی کہ دشمنوں سے بچا کر آسمان کی طرف ہجرت کرا دی۔

فائدہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اس لئے کہ آپ کے اجزائے جسمیہ مدینہ منورہ کی مبارک زمین سے لئے گئے تھے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ہجرت آسمان پر ہوئی اس لئے کہ ان کے اجزائے جسمیہ آسمان سے جبریل امین لے کر آئے تھے اور جہاں سے کسی کے اجزائے جسمیہ آتے ہیں وہیں اسکی ہجرت ہوتی ہے اور ہجرت کے بعد واپسی ضرور ہوتی ہے۔ دیکھئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے کچھ عرصہ بعد مکہ فتح کرنے کے لئے تشریف لائے اور اہل مکہ آپ پر ایمان لائے۔ اسی طرح عیسٰی علیہ السلام بھی فتح اسلام کے لئے ضرور تشریف لائیں گے اور اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے۔

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہو گیا کہ۔ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کا مطلب موت کے بعد روحانی طور پر اپنی طرف اٹھانا نہیں ہے بلکہ پورا پورا یعنی بمع جسم و روح زندہ اپنی طرف یعنی آسمان پر اٹھانا ہے۔

رابعاً۔ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ اور فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کا معنی کیا ہے؟ مُتَوَفِّي اور تَوَفَّيْتَ کا مصدر تَوَفِّي ہے اور تَوَفِّي وفا سے مشتق ہے وفا کے اصلی اور حقیقی معنی ہیں اخذ الشیئ وافیا یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا کہ کچھ باقی نہ رہے

قرآن کریم کی دو آیات ملاحظہ ہوں۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ (آل عمران ۱۸۵)

ہر نفس موت کو چکھنے والا ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ تم قیامت کے دن پورا پورا اجر دیئے جاؤ گے۔

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (آل عمران ۱۶۱)

پھر پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

فائدہ: کچھ تھوڑا بہت اجر تو دنیا میں بھی مل جاتا ہے اس لئے فرمایا کہ پورا پورا اجر قیامت کے دن ملے گا۔

دیکھئے ان آیات میں توفّی کے معنی استیفاء اور اتمام کے ہی ہیں اور حقیقی معنی یہی ہیں توفّی بمعنی موت یہ مجازی معنی ہیں یعنی مرنے والے پر توفّی کا اطلاق اس لئے ہوتا ہے کہ اس کی مدت حیات پوری ہو جاتی ہے اور اتمام عمر کے لئے موت لازم ہے لیکن توفّی عین موت نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ۔ یہاں تک کہ موت ان کی عمر تمام کر دے۔ توفّی کی حقیقت موت نہیں اس سلسلے میں بھی دو آیات قرآنی ملاحظہ ہوں۔ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ (الانعام ۶۰) اور وہی ہے جو تم کو رات کو پورا پورا لے لیتا ہے اور جانتا ہے جو تم نے دن میں کمایا۔ اس آیت میں توفّی کا اطلاق نیند پر ہوا ہے۔ چونکہ نیند کے وقت عقل و ادراک اور تمیز و ہوش کو پورا پورا لے لیا جاتا ہے اس لئے توفّی کا اطلاق ہوا ——— اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا (الزمر۔ ۴۲) اللہ ہی قبض کرتا ہے نفسوں کو جب ان کے مرنے کا وقت ہوتا ہے اور جو نہیں مرے انکو قبض کرتا ہے انکی نیند کے وقت۔

اس آیت میں کسقدر صاف تصریح ہے کہ موت کے وقت توفّی ہوتی ہے مگر توفّی غیر موت نہیں اور موت کے ساتھ اس کو جمع اس لئے کیا گیا کہ اس کے وقت روح پوری پوری لے لی جاتی ہے۔ حاصل یہ کہ توفّی کے معنی وہی استیفاء اور اخذ الشیء وافیا یعنی شیئی کو پورا پورا لے لینا کے ہیں۔ توفّی میں کوئی تغیر و تبدل نہیں صرف توفّی کے متعلق میں تبدیلی ہوتی ہے کسی جگہ توفّی کا متعلق اجر و ثواب ہے تو وہ پورا پورا دیا جائے گا۔ کسی جگہ نیند ہے تو اسمیں عقل و ادراک اور تمیز و ہوش کو پورا پورا لے لیا جاتا ہے۔ اور کسی جگہ موت ہے تو اس میں روح کو پورا پورا لے لیا جاتا ہے آیات زیر بحث میں توفّی کا متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور عیسیٰ صرف روح کا نہیں بلکہ روح مع الجسم کا نام ہے اور مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ میں خطاب جسم مع الروح کو ہے لہٰذا انی متوفیک و رافعک الی کا معنی یہ ہوا کہ بے شک میں تجھے پورا پورا اس طرح لے لوں گا کہ تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا اسی حقیقت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن فلما توفیتنی کے الفاظ میں ظاہر فرمائیں گے کہ جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو پھر تو ہی ان پر نگران تھا۔ مذکورہ بالا بیان کی تصدیق و تائید میں اکابر مفسرین کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

۱۱۔ (ابن جریر ص ۱۸۳/۳) وقال بعضهم هی وفاة نوم وکان معنی الکلام علی منہ عیسیٰ انی منیمک ورافعک فی نومک وقال آخرون معنی ذالک انی قابضک من الارض فرافعک الی قالوا ومعنی الوفا القبض کما یقال توفیت من فلان مالی علیہ بمعنی قبضتہ واستوفیتہ قالوا فمعنی قولہ انی متوفیک ورافعک ای قابضک من الارض حیا الی جواری وآخذک الی ما عندی بغیر موت۔

اور بعض فرماتے ہیں کہ وفات نیند ہے ان کے طریق پر کلام کا معنی یہ ہوگا کہ بیشک میں تجھے سلاؤں گا اور نیند کی حالت میں تجھے اٹھاؤں گا اور دوسرے سب یہ فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ بیشک میں تجھے زمین سے پورا پورا لے لوں گا اور اپنی طرف اٹھا لوں گا اس لئے کہ وفا کا معنی قبض کرنا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ میں نے فلاں سے اپنا سارا مال لے لیا ہے یعنی قبضے میں کر لیا ہے۔ لہٰذا ارشاد ربانی انی متوفیک ورافعک کا معنی یہ ہے کہ میں تجھے زمین سے بغیر موت کے زندہ اپنی جوار میں لے لوں گا۔

۱۲۔ (ابن جریر ص ۱۸۳/۳) عن الحسن فی قول اللہ عزوجل یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی قال رفعہ اللہ الیہ فہو عندہ فی السماء۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس قول انی متوفیک کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ نے انکو اپنی طرف اٹھا لیا ہے تو وہ اللہ کے پاس آسمان میں ہیں۔

۱۳۔ (تفسیر بیضاوی ص ۱۱۹/۲، (۲) ارشاد الساری شرح بخاری ص ۱۰۹/۲) فلما توفیتنی بالرفع الی السماء لقولہ تعالیٰ انی متوفیک ورافعک والتوفی اخذ الشیئی وافیا والموت نوع منہ۔

فلما توفیتنی کا معنی ہے آسمان پر اٹھانا جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے انی متوفیک ورافعک اور توفی کا معنی ہے شیئی کو پورا پورا لے لینا اور موت اسکی ایک نوع ہے۔

۱۴۔ (تفسیر کبیر ص ۳۹۲/۳) فلما توفیتنی والمراد منہ وفاة الرفع الی السماء من قولہ انی متوفیک ورافعک الی۔

فلما توفیتنی کا مطلب ہے آسمان کی طرف اٹھانا جیسا کہ اس کا ارشاد ہے انی متوفیک ورافعک الی۔

۵۔ (تفسیر خازن صـ۹۴) فلما توفیتنی یعنی فلما رفعتنی الی السماء فالمراد بہ وفات الرفع لا الموت۔

فلما توفیتنی کے معنی ہیں۔ پس جب تو نے مجھے آسمان کی طرف اٹھایا۔ اس سے مراد اٹھانا ہے موت نہیں۔

۶۔ (جامع البیان صـ۱۱۱) فلما توفیتنی بالرفع الی السماء والتوفی اخذ الشیٔ وافیا۔

فلما توفیتنی جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا۔ کیونکہ توفی کا معنی ہے شیٔ کو پورا پورا لے لینا۔

۷۔ (ابو السعود صـ۳۳۳ برحاشیہ کبیر) فلما توفیتنی بالرفع الی السماء کما فی قولہ تعالیٰ انی متوفیک ورافعک الی فان التوفی اخذ الشیٔ وافیا والموت نوع منہ۔

فلما توفیتنی (جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان انی متوفیک ورافعک الی میں ہے پس بے شک توفی کا معنی شیٔ کو پورا پورا لے لینا ہے۔ اور موت اسکی ایک نوع ہے۔

۸۔ (تفسیر جلالین صـ۲۹۰) فلما توفیتنی (قبضتنی بالرفع الی السماء والتوفی اخذ الشیٔ وافیا۔

فلما توفیتنی یعنی جب تو نے مجھے لے کر آسمان پر اٹھالیا۔ اور توفی شیٔ کو پورا پورا لے لینا۔

۱۰۔ (تفسیر صاوی صـ۲۹۸ برحاشیہ جلالین) فلما توفیتنی یستعمل التوفی فی اخذ الشیٔ وافیا ای کاملا والموت نوع منہ قال اللہ تعالیٰ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا ولیس المراد الموت بل المراد الرفع کما قال المفسر۔

فلما توفیتنی (توفی کا استعمال وہاں ہوتا ہے۔ جہاں شیٔ کو پورا پورا کامل طور پر لے لیا جاتا ہے۔ اور موت اسکی ایک نوع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ قبض کرتا ہے نفسوں کو انکی موت کے وقت اور جو نہیں مرے انکو قبض کرتا ہے انکی نیند کے وقت اور یہاں مراد موت نہیں بلکہ آسمان پر اٹھانا مراد ہے۔ جیسا کہ مفسرین نے فرمایا ہے۔

(تلک عشرۃ کاملہ)

الحمدللہ دونوں آیتوں سے بھی یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھالیا ہے۔

چنانچہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

ان المراد بقوله وکھلاً ان یکون کھلا بعد ان ینزل من السماء فی آخر الزمان و یکلم الناس ویقتل الدجال قال الحسین بن الفضل وفی ھذه الآیۃ نص فی انہ علیہ السلام سینزل الی الارض۔ (تفسیر کبیر ۲/۳)

اللہ تعالیٰ کے فرمان وکہلاً کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد کہول ہوں گے۔ اس وقت آپ لوگوں سے کلام کریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ حضرت حسین بن فضل فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس بارے میں صریح نص ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے۔

ایسا ہی تفسیر بیضاوی جامع البیان۔ خازن۔ معالم التنزیل اور مظہری وغیرہ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنكَ (مائدہ)

عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے اللہ ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار تاکہ وہ ہمارے لئے اولین اور ہمارے آخرین کے لئے عید ہو اور وہ تیری طرف سے ایک نشانی ہو۔

اس آیت میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اولین اور اپنے آخرین کا ذکر فرمایا۔ یعنی آپ کی زندگی کے دو دور ہیں۔ دور اول کے ماننے والے اولین اور دور ثانی کے ماننے والے آخرین ہوں گے جیسا کہ گزشتہ آیات میں بھی وضاحت کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا۔ (زخرف)

اور بیشک وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامت ہیں۔ پس تم اس میں ہرگز شبہ نہ کرو۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرات صحابہ اور تابعین کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وانه لعلم للساعة قال نزول عیسیٰ ابن مریم (ابن جریر ۲۵/۴۹۔ درمنثور ۶/۲۰)

کہ بیشک قیامت کی نشانی عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وانه لعلم للساعة قال خروج عیسیٰ

کہ قیامت کی نشانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

یمکث فی الارض اربعین سنۃ (در منثور ص۶۱) ہے۔ وہ چالیس سال زمین میں رہیں گے۔

حضرت قتادہ، حضرت مجاہد ۔ حضرت حسن بصری ۔ حضرت ضحاک ۔ حضرت ابو مالک ۔ حضرت ابن زید ۔ رضی اللہ عنہم اور بعد کے جمہور مفسرین فرماتے ہیں ۔ وانہ لعلم للساعۃ قالوا نزول عیسیٰ بن مریم (ابن جریر ص۵۴ در منثور ص۲۰)

علامہ امام ابن کثیر اس آیت کے تحت فرماتے ہیں ۔

(وانہ لعلم للساعۃ) ای آیۃ للساعۃ خروج عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قبل یوم القیامۃ وھکذا روی عن ابی ھریرۃ و ابن عباس وابی العالیۃ وابی مالک وعکرمۃ والحسن وقتادہ والضحاک وغیرھم وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ اخبر بنزول عیسیٰ علیہ السلام قبل یوم القیامۃ اماما عادلا وحکما مقسطا (تفسیر ابن کثیر ص۱۳۲)

کہ قیامت کی علامت ونشانی عیسیٰ علیہ السلام کا اس سے پہلے نازل ہونا ہے ۔ ایسا ہی حضرت ابو ہریرہ، ابن عباس ۔ ابو العالیہ ۔ ابو مالک، عکرمہ حسن، قتادہ، ضحاک رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ سے مروی ہے ۔ اور بے شک اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث آئی ہیں جن میں آپ نے قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خبر دی ہے کہ وہ امام عادل اور انصاف کرنے والے حاکم ہو کر نزول فرمائیں گے ۔

● ——— آیات تفسیر میں صرف اکابر صحابہ اور تابعین کرام کے اقوال پیش کئے ۔ اگر بعد کے تمام مفسرین کے اقوال پیش کرتا تو مضمون بہت طویل ہو جاتا ۔

الحمد للہ قرآن کریم کی پانچ آیات اور انکی تفاسیر سے یہ مسئلہ واضح طور پر ثابت ہو گیا ۔ اور جہاں تک احادیث مبارکہ کا تعلق ہے وہ اس بارے میں اتنی زیادہ ہیں کہ اس مختصر مضمون میں ان کے ذکر کی گنجائش نہیں ۔ ناظرین حضرات اس سے اندازہ لگالیں کہ اکابر محدثین کرام نے اپنی اپنی معتبر اور معتمد کتب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی احادیث کے باب باندھے ہیں ۔ ان احادیث کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو زرد چادروں میں ملبوس دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے اس حال میں دمشق کی مسجد کے سفید شرقی مینار پر اتریں گے ان کے بالوں سے قطرات ٹپکتے ہوں گے ۔ ان کا قد میانہ، رنگ سرخ وسپید بال کچھ گھنگریالے اور کندھوں پر پڑے ہوں گے جب نازل ہوں گے عمر ۳۳ سال ہو گی ۔ چالیس برس زندہ رہیں گے ۔ نکاح بھی کریں گے اولاد بھی ہو گی ۔ دجال اور خنزیر کو قتل کریں گے صلیب کو توڑیں گے ۔ جزیہ ختم کر دیں گے اسلام کے سوا سب دین مٹ جائیں گے ۔ اسوقت لوگوں کے درمیان کینہ بغض اور حسد وغیرہ نہ ہو گا ۔ شیر اونٹ کے ساتھ، چیتا گائے کے ساتھ بھیڑیا بکری کے ساتھ چریں گے اور بچے سانپ کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ انھیں

نقصان نہ دے گا۔ مال کی اسقدر کثرت ہو گی کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ انکی وفات کے بعد مسلمان انکی نماز جنازہ پڑھیں گے اور مدینہ منورہ میں حجرہ مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوں گے۔

اجماع امت

عقائد کے امام حضرت امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ واجمعت الامۃ علی ان اللہ عز وجل رفع عیسیٰ الی السماء۔ کہ ساری امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ بیشک اللہ عزوجل نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا ہے (کتاب الابانۃ عن اصول الدیانۃ ص۳۴)

علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ فقد اجمعت الامۃ علی نزولہ ولم یخالف فیہ احد من اہل الشریعۃ (شرح عقیدہ سفارینیہ ص۹۰) پس تحقیق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر تمام امت کا اجماع ہو چکا ہے اور اس مسئلے میں اہل شریعت میں سے ایک فرد بھی مخالف نہیں۔

امام ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ واجمعت الامۃ علی ما تضمنہ الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ فی السماء حی وانہ ینزل فی آخر الزمان (تفسیر بحر المحیط ص۴۷۳)

حدیث متواتر کے موجب تمام امت کا اسپر اجماع ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ موجود ہیں اور آخر زمانہ میں نازل ہوں گے۔

اسی طرح تفسیر جامع البیان ص۴۳ پر ہے۔ والاجماع علی انہ حی فی السماء وینزل ویقتل الدجال ویؤید الدین۔ علماء امت کا اس پر اجماع ہے کہ بیشک وہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں اور دین اسلام کی تائید کریں گے۔

امام الائمہ سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ وخروج الدجال ویاجوج ماجوج وطلوع الشمس من مغربہا ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامۃ علی ما وردت بہ الاخبار الصحیحۃ حق کائن (فقہ اکبر ص)۔

خروج دجال اور یاجوج وماجوج اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہونا اور وہ تمام علاماتِ قیامت جو صحیح احادیث میں وارد ہوئی ہیں حق ہیں ہونے والی ہیں۔ تقریباً یہی عبارت شرح عقائد نسفی میں ہے۔

الحمد للہ ثابت ہو گیا کہ مسئلہ حیات مسیح امت کا اجماعی مسئلہ ہے اس پر تمام اہل ایمان اور اہل حق کا اتفاق ہے۔

ایک نظر ادھر بھی

مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ وہ عیسیٰ ابن مریم جس نے نازل ہونا تھا وہ میں ہی ہوں۔ لوگو نے کہا آپ عیسیٰ ابن مریم کیسے ہیں۔ آپ کا نام غلام احمد اور آپکی والدہ کا نام تو چراغ بی بی ہے؟ کہنے لگے اللہ نے مجھے مریم بنا دیا چنانچہ دو سال تک میں صفت مریمیت میں پرورش پائی۔ پھر جب میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا یہ حمل تقریباً دس مہینے رہا پھر درد زہ ہوئی۔ پھر میں مریم سے عیسیٰ بن گیا اس طرح میں عیسیٰ ابن مریم ہوں یعنی میں ولد میں۔

لوگوں نے کہا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب ابن مریم آسمان سے اتریں گے ان پر دو زرد رنگ کی چادریں ہونگی مرزا صاحب نے فرمایا۔ ان زرد رنگ کی چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں جو مجھ کو لگی ہوئیں ہیں۔ ایک ذیابیطس پیشاب میں شکر آنا چنانچہ مجھ کو بعض مرتبہ ایک دن میں سو سو مرتبہ پیشاب آتا ہے۔ دوسری مرگی و مراق چنانچہ مرزا صاحب کو دورہ پڑتا تو گر پڑتے اور ہاتھ پاؤں کانپتے۔

لوگوں نے کہا عیسیٰ ابن مریم دجال کو قتل کریں گے آپ کے زمانے میں کون سا دجال ہے جس کو آپ نے قتل کیا ہے؟ کہنے لگے دجال سے مراد پادریوں کا گروہ ہے میں نے انکو شکست دیدی ہے۔

لوگوں نے کہا دجال کا گدھا بھی ہوگا۔ اگر عیسائی پادری دجال ہیں تو ان کا گدھا کون سا ہے؟ مرزا صاحب نے فرمایا دجال کا گدھا ریل گاڑی ہے۔ لوگوں نے کہا عیسیٰ ابن مریم حضور کے روضے میں دفن ہوں گے آپ کو تو حج و زیارت بھی نصیب نہیں ہوئی۔ فرمایا میں روحانی طور پر حضور کے روضے میں دفن ہوں گا ۔

خسرو کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

الحمدللہ! قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور قرب قیامت تشریف لائیں گے۔

اعتراضات وجوابات

اعتراض ۱:- ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ نے انی متوفیک کا معنی ممیتک کیا ہے۔ (دیکھو بخاری شریف و ابن جریر و در منثور)

جواب نمبر ۱- یہ روایت ضعیف ہے اس روایت کے راوی علی بن طلحہ ہیں اور انھوں نے ابن عباس سے تفسیر نہیں سنی اور وہ ضعیف ہیں چنانچہ تہذیب التہذیب ص۳۳۹ میں ہے قال دحیم لم یسمع التفسیر من ابن عباس

وقال یعقوب بن سفیان ضعیف الحدیث منکر لیس محمود المذھب۔ وعن احمد له اشیاء منکرات ؛ دحیم نے کہا علی بن طلحہ نے ابن عباس سے تفسیر سنی ہی نہیں۔ یعقوب بن سفیان فرماتے کہ حدیث میں ضعیف ہے منکر ہے اور اس کا مذہب پسندیدہ نہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں اس میں بہت سی برائیاں ہیں۔ کس قدر افسوس ہے کہ وہ روایت جو ضعیف اور غیر معتبر ہے وہ مرزائیوں کے نزدیک حجت ہے اور قرآن کریم، صحیح تفاسیر و احادیث اور اجماع امت ناقابل قبول ہے۔

جواب نمبر۲:۔ اگر ابن عباس سے متوفیک کا معنی ممیتک مروی ہے تو ان سے تقدیم و تاخیر بھی تو مروی ہے ملاحظہ ہو۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ) مقدم و موخر (تفسیر ابن عباس بر حاشیہ در منثور ص۲۷) فرماتے ہیں انی متوفیک ورافعک میں تقدیم و تاخیر ہے۔ یعنی متوفیک بعد میں ہے اور ورافعک پہلے ہے۔ اسکی تائید و تصدیق ان کے خاص شاگرد رشید حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:۔ عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ انی متوفیک ورافعک یعنی رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان (در منثور ص۳۶) کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کے ارشاد انی متوفیک ورافعک کی تفسیر میں فرمایا کہ رفع پہلے ہے وفات بعد میں آخر زمانے میں ہوگی۔ یہ کسقدر ظلم ہے کہ ابن عباس کا نصف قول لے لیا جائے اور نصف چھوڑ دیا جائے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

اعتراض نمبر۳:۔ وما محمد الا رسول قد خلت قبلہ الرسل (آل عمران-۱۴۴)
اور نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مگر رسول بیشک آپ سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ سے پہلے تمام رسول گذر چکے ہیں یعنی وفات پا چکے ہیں۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام بھی وفات پا چکے ہیں۔

جواب:۔ لفظ "خلت" خُلُوٌّ یا خَلَاءٌ سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں علیحدہ ہوجانا نہ کہ مرجانا اسی لئے تنہائی کو خلوت کہتے اور مقام تنہائی کو بیت الخلاء۔ اس لفظ کا استعمال زندوں پر بھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیَاطِیْنِھِمْ اور جب وہ اپنے شیطانوں کے پاس علیحدہ ہوتے ہیں۔ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْکُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ اور جب وہ علیحدہ ہوتے ہیں تو تمہیں غصے سے اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں۔ ان دونوں آیتوں میں زندوں پر خلوا کا استعمال ہوا ہے ثابت ہوا کہ خلت کا استعمال زندوں پر بھی ہوتا ہے۔ سبحان اللہ یہ اعجاز قرآنی ہے کہ ایسا لفظ فرمایا جو دونوں پر مستعمل ہے لہٰذا معنی یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام رسول تشریف لے جا چکے ہیں خواہ وفات پا کر یا آسمان پر جا کر۔ اگر خلت کا معنی صرف مرجانا ہی کیا جائے تو پھر بیت الخلاء نام غالباً قادیانیوں کے ہاں مردہ خانہ ہوگا۔ باقی آئندہ!

(جامی)

مرزائی ترانہ

نہ حماقت کا مرقع ہوں نہ سودائی ہوں! مختصر یہ ہے کہ بے وقت کی شہنائی ہوں!

کام ہے تفرقہ اندازی مذہب میرا ملک و ملت کیلئے باعثِ رسوائی ہوں

مسلکِ ختم نبوت کا نہیں میں قائل پیروِ خاصِ غلام احمدِ مرزائی ہوں

میرا مذہب نہیں دیتا مجھے تعلیم جہاد مفت میں جان گنواؤں کوئی سودائی ہوں

میرا قرآں بھی الگ میری حدیثیں بھی الگ نہ مسلماں نہ یہودی ہوں نہ عیسائی ہوں

کوئی مکّے سے غرض ہے نہ مدینہ سے مجھے شاہدِ مکر و ریا مرکزِ ہرجائی ہوں

تاجِ شاہی سے غنیمت ہے قدیمی مجھکو بتِ افرنگ کا دیرینہ تمنائی ہوں

ظفر اللہ نے اغیار پہ دی ہے مجھ کو مظہرِ شوکتِ اسکندر و کسرائی ہوں

کیا عجب ہے کہ نظر آؤں میں یزداں کا حریف پیشِ آئینہ ابھی محوِ خود آرائی ہوں

اہلِ ایماں کو بلاتا ہوں جہنم کی طرف

میں!! کہ ابلیسِ معظم کا بڑا بھائی ہوں

مرزائی آپ کو کیا کہتے ہیں

اب تک ایسے سادہ لوح مسلمان پائے جاتے ہیں جو مرزائیوں کو مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ سمجھتے ہیں حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ ذرا غور سے سنئے! مرزائی آپ کو کیا کہتے ہیں۔

دنیا بھر کے مسلمان جہنمی ہیں

مجھے خدا کا الہام ہوا ہے جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول (غلام احمد) کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔

(اشتہار معیار الاخیار از مرزا غلام احمد ص۸)

مرزا کو نہ ماننے والے مسلمان نہیں

خدا تعالےٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ (مرزا کا خط بنام عبدالحکیم خان)

دنیا بھر کے مسلمان پکے کافر ہیں

ہر شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا۔ یا محمد

کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (کلمۃ الفصل صفحہ ۱۱۵)

غیر احمدیوں کے پیچھے نماز جائز نہیں

ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔
(انوار خلافت صفحہ ۹۰)

غیر احمدیوں سے دینی اور دنیاوی تعلقات ممنوع ہیں

دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی - دوسرے دنیوی - دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ ناطہ ہے سو یہ دونوں تعلقات ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو انکی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔
(کلمۃ الفصل صفحہ ۱۶۹)

قائداعظم کا جنازہ اور ظفر اللہ

بابائے قوم قائداعظم کا جنازہ رکھا گیا۔ مگر چودھری ظفر اللہ جو اس وقت وزیر خارجہ تھا اور قادیانی تھا۔ مسلمانوں کی صفوں سے الگ ہو کر عیسائیوں میں جا بیٹھا اور نماز نہ پڑھی۔ بعد میں ایک عالم نے اس سے دریافت کیا کہ آپ نے نماز جنازہ کیوں نہ پڑھی؟ کہنے لگا۔

"مولانا آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان ملازم یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم سمجھیں"

پس!

- کیا اب بھی آپ مرزائیوں کو مسلمان سمجھتے رہیں گے اور ان سے تعلقات برقرار رکھیں گے۔
- کیا اب بھی آپ قادیانیوں سے قوم و ملت اسلام کی بہبود کی آس لگائے بیٹھے رہیں گے۔
- کیا اب بھی آپ قادیانیوں کے ساتھ رواداری برتیں گے جو بابائے قوم اور ملک کے نمک خوار ہونے کے باوجود یہ برتاؤ روا رکھیں۔؟

(ادارہ)

مرزا غلام احمد

اقبال کی نظر میں

پروفیسر محمد مسعود احمد ایم۔اے۔ پی۔ایچ۔ڈی

ختم نبوت نمبر اگست ستمبر 1972

بشکریہ جناب خلیل احمد رانا صاحب۔ پیشکش محمد احمد ترازی

فکر انسانی مختلف مراحل سے گزرتی ہے اور اس میں بہت سے نشیب و فراز آتے ہیں۔ خود بانی فرقہ احمدیہ کی فکر بھی اس کلیے سے مستثنیٰ نہیں سمجھی جا سکتی۔ اقبال کے افکار و خیالات میں بھی نشیب و فراز آئے[1]۔ لیکن آخری ایام میں ان کے خیالات میں پختگی پیدا ہو گئی تھی۔ مگر اقبال کے تجزیہ کے وقت دورِ آخر کے ان خیالات کو پیش نظر رکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ خیالات کسی شخصیت کو سمجھنے اور پرکھنے میں فیصلہ کن حیثیت رکھتے ہیں۔

جو شخص حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل دین سمجھتا ہو وہ کسی اور کی طرف نظر بھر کے کیسے دیکھ سکتا ہے۔

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

حقیقت یہ ہے کہ چودہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی اسی طرح ہمارے سامنے ہے جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے سامنے تھی۔ ایسی جامع اور کامل شخصیت کے بعد پھر کسی نبی کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے — جو آسمانی صحیفے اور کتابیں جو قرآن کریم سے پہلے نازل کئے گئے یا تو نابود ہو چکے یا ان میں اس حد تک ترمیم و تحریف کر دی گئی کہ انکی اصلیت معدوم ہو کر رہ گئی۔ لیکن قرآن حکیم زندہ و پائندہ ہے۔ دنیا کی کسی کتاب کو یہ زندگی نہ ملی۔ قرآن کریم کا یہ اہتمام حفاظت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت پر حجت قاطع ہے۔ ایسی جامع سیرت کے بعد کسی سیرت کی ضرورت نہیں اور ایسی ہی کتاب کے بعد کسی کتاب کی ضرورت نہیں۔ لیکن وہ نفوس قدسیہ اور وہ کتب دینیہ دل لگانے کے قابل ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفیض ہو گئے۔

ڈاکٹر اقبال نے اپنے متعدد بیانات میں فرقہ احمدیہ کے خلاف اظہار خیال فرمایا ہے۔ بعض بیانات میں انھوں نے حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا کہ فرقہ احمدیہ کے خلاف کاروائی کرے اور ان کو غیر مسلم قرار دے۔ چنانچہ ۱۹۳۵ء میں احمدیوں کے خلاف اقبال کا ایک بیان شائع ہوا جو بعد میں ISLAM AND QADIANISM یعنی اسلام اور قادیانیت کے عنوان سے کتابچہ کی صورت میں شائع ہوا۔ غالباً اسی کتابچہ کے جواب میں احمدیوں کے لاہوری گروپ کے امام مولانا محمد علی نے ایک کتابچہ شائع کیا۔ اس کا عنوان تھا۔

SIR MOHAMMAD IQBAL,S STATEMANT REGARDING THE QADIANI

---

[1] احمدی حضرات نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ڈاکٹر اقبال احمدیت سے متاثر تھے۔ اس سلسلے میں وہ ابتدائی دور کی بعض باتیں بیان کرتے ہیں چنانچہ عبد المالک خاں نے اپنی تالیف "احمدیت اقبال کی نظر میں" میں یہ سعی کی ہے۔ یہ تالیف نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف، ربوہ نے شائع کی ہے — (مسعود)

"قادیانیوں کے متعلق سر محمد اقبال کا بیان" ـــــ یہ کتابچہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے شائع ہوا۔

۱۹۳۵ء میں اخبار اسٹیٹسمین میں بھی احمدیوں کے متعلق اقبال اور نہرو کے درمیان خط و کتابت شائع ہوئی اسی زمانے میں کلکتہ کے ماڈرن ریویو میں نہرو کے تین مضامین شائع ہوئے۔ ان مضامین کا رد عمل یہ ہوا کہ مختلف مکاتب فکر کے مسلمانوں نے اقبال سے بعض سوالات کئے اور بعض باتوں کی وضاحت چاہی۔ چنانچہ اقبال نے انگریزی میں ایک مضمون لکھا۔ جس کا عنوان تھا۔۔

ISLAM AND AHMADISM

"اسلام اور احمدیت"

اس مضمون کو تین حصوں پر تقسیم کیا۔ پہلے دو حصوں میں فرقہ احمدیہ اور اس کے پیروؤں کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے اور تیسرے حصہ میں جواہر لال نہرو کے بیان کا تجزیہ کیا ہے۔

اقبال کا یہ مضمون جناب خواجہ عبدالوحید صاحب[1] (مقیم کراچی) نے ٹائپ کیا تھا۔ جب اقبال کے سامنے یہ ٹائپ شدہ مسودہ پیش کیا تو انھوں نے خواجہ صاحب کے قلم سے ہر صفحہ پر کاٹ چھانٹ کی۔ پھر آخر میں انجمن خدام الدین لاہور کو طباعت کی تحریری اجازت دیتے ہوئے مع سنہ و تاریخ اپنے دستخط ثبت کر دیئے ـــ یہ مسودہ عرصۂ دراز تک خواجہ عبدالوحید کے پاس محفوظ رہا اور اب قومی عجائب گھر کراچی میں موجود ہے۔

بیس پچیس سال بعد رسالہ الفضل (ربوہ) میں یہ دعوی کیا گیا کہ اسلام کا مضمون "اسلام اور احمدیت"

---

[1] لاہور کے ایک محلہ میں (اندرون بھاٹی گیٹ) "ولی لاج" کے نام سے ایک مکان تھا جو خواجہ کریم بخش (والد بزرگوار خواجہ عبدالوحید) اور ان کے دو بھائیوں کی مشترکہ ملکیت تھا۔ اس مکان میں اہل علم کی محفل جما کرتی تھی۔ ۱۹۰۵ء میں ڈاکٹر اقبال بھی ان محفلوں میں شامل ہونے لگے۔ حکیم احمد شجاع نے لکھا ہے کہ خواجہ کریم بخش اور ان کے دو بھائیوں امیر بخش و رحیم بخش کو جب تک اقبال اپنا کلام نہیں سنا لیا کرتے تھے۔ مجلس میں نہیں پڑھتے تھے۔ یہ بزرگ بڑے سخن سنج و سخن شناس تھے۔ اس مکان میں آمد و رفت کا یہ سلسلہ ۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۵ء تک دس سال رہا اس طویل عرصہ میں خواجہ عبدالوحید کو اقبال کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اس لئے انکی شخصیت اقبالیات کے سلسلے میں اہمیت کی حامل ہے۔

(مسعود)

(اقبال ریویو (کراچی) جنوری ۱۹۶۹ء، میری ذاتی ڈائری - از خواجہ عبدالوحید، ص ۴۵ تا ۴۶
نقوش لاہور ۱۹۶۲ء۔ "لاہور کا چیلسی" از حکیم احمد شجاع، ص ۲۹)

جعلی ہے۔ اس کے جواب میں خواجہ صاحب ممدوح نے اپنے انگریزی اخبار "الاسلام" (کراچی) میں حقائق واضح کئے اور مسودے کے آخری صفحہ کا عکس بھی دیا جس پر اقبال کے دستخط موجود ہیں۔

ڈاکٹر اقبال کا یہ معرکۃ الآراء مضمون انجمن خدام الدین لاہور کے جریدے "اسلام"[1] کے ایک خصوصی شمارے (۲۶ رشوال ۱۳۵۴ھ ۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء جلد اول، شمارہ نمبر ۱۹) میں خواجہ عبدالوحید مدیر اسلام نے ڈاکٹر اقبال کی خصوصی اجازت حاصل کر کے شائع کرایا۔ حسن اتفاق سے ہم کو "اسلام" کا یہ خصوصی شمارہ جواب نایاب ہے خواجہ عبدالوحید کی عنایت سے مل گیا ہے۔ اس کے علاوہ موصوف نے بعض اور چیزیں بھی عنایت کی ہیں جن کے لئے ہم ان کے تہہ دل سے ممنون ہیں۔

پیش نظر مضمون ڈاکٹر اقبال کے اسی مضمون کے پہلے دو حصوں کے مندرجات سے اخذ کر کے مرتب کیا گیا ہے۔ اور جہاں جہاں استفادہ کیا گیا ہے، قوسین میں صفحات کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے۔

اسلام میں تصور ختم نبوت بڑی اہمیت کا حامل ہے، اس کی تمدنی حیثیت پر میں نے کسی مقام پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اس تصور کا سیدھا سا مفہوم یہ ہے:-

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی انسان کے آگے
روحانی طور پر سر تسلیم خم نہ کرنا۔"

(ص ۱۴)

اسلام مکمل اور سرمدی دائمی ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی انسان پر ایسی وحی نازل نہ ہوگی جس سے انکار، الحاد و زندقہ سمجھا جائے۔ جو شخص اس قسم کی وحی کا دعویٰ کرے وہ اسلام کا باغی اور غدار ہے چونکہ قادیانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ فرقہ احمدیہ کے بانی پر اس قسم کی وحی نازل ہوتی تھی اس لئے یہ لوگ انکی دعوت کی اجابت نہ کرنے کی وجہ سے پورے عالم اسلام کو کافر و زندیق سمجھتے ہیں[2]۔ ان حالات میں اگر ہندوستان کے مسلمان

---

[1] انجمن خدام الدین (لاہور) کا یہ ترجمان، رجون ۱۹۳۴ء کو جاری ہوا۔ اور مارچ ۱۹۴۲ء کو بند ہو گیا۔
(اقبال ریویو (کراچی) جنوری ۱۹۶۹ء۔ ص ۲۸)

[2] مولانا محمد علی لاہوری کے جوابی بیان کا خلاصہ یہ ہے:-
سر محمد اقبال کو اچھی طرح معلوم ہے کہ بیس سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا کہ ہم لوگ مسئلہ ختم نبوت کی تشہیر اور اس سے پیدا ہونے والی صورت حال کی وجہ سے قادیانیوں کے ساتھ آمادہ پیکار ہیں ——
مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ چنانچہ ۱۹۰۴ء میں میاں سر فضل حسین اور سر محمد اقبال سے ملاقات کے وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے واضح الفاظ میں یہ کہا تھا کہ وہ ان مسلمانوں کو کافر

قادیانی تحریک کو اسلام کی اجتماعی زندگی کے لئے ہندوستان میں خطرناک سمجھتے ہیں تو ان کا یہ سمجھنا بجا و درست ہے

(ص-۵ و ۱۴)

اسلام میں الحاد و بے دینی کی ایسی صورتیں شاذ و نادر ہی پیش آتی ہیں جو اسلام کی معتقداتی حدود پر اثر انداز

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۳ - نہیں سمجھتے جو ان پر ایمان نہیں لائے - مرزا صاحب کی تحریروں سے یہی اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی دعوت کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے تھے - چنانچہ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ریویو آف ریلیجنز کے صفحہ ۳۰ پر انھوں نے اس امر کا اظہار کیا ہے - احادیث نبوی سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص کلمہ طیبہ پر یقین رکھتا ہے اور قبلے کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتا ہے - مسلمان ہے - مرزا صاحب تمام مسلمانوں کو مسلمان ہی سمجھتے تھے چنانچہ انھوں نے اور ان کے متبعین نے عملی طور پر بھی اس کا مظاہر کیا لیکن قادیانی گروپ کے موجد و پیشوا (غالباً مرزا بشیر الدین محمود) نے یہ سلسلہ ختم کردیا -

بانی فرقہ احمدیہ نے یہ اعلان کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آئے گا نہ نیا نہ پرانا - عقیدہ ختم نبوت کو ایک مستحکم بنیاد پر قائم کیا ہے - مرزا صاحب ختم نبوت کے قائل تھے - جس کا اظہار انھوں نے ان مقامات پر کیا ہے - نشانِ آسمانی ص ۲۸، شہادت القرآن ص ۲۷، اور انجام اتہام ص ۲۷ - ہاں انھوں نے اپنے لئے لفظ نبی کو مجازاً استعمال کیا - مثلاً ان مقامات پر - ازالۂ اوہام ص ۲۴۹، حقیقۃ الوحی ص ۲۰۷ وغیرہ لیکن مجاز و حقیقت میں بڑا فرق ہے - قرآن کریم کا واضح ارشاد موجود ہے کہ پیغام محمدی کے ساتھ ساتھ دین اسلام کو مکمل کردیا گیا ہے - اب کسی نبی کی ضرورت نہیں - بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں -

مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود کی جسمانی بعثت کے مخالف تھے ان کے نزدیک روح مسیح ایک محدث و مجدد کے روپ میں آسکتی ہے - چنانچہ وہ سمجھتے تھے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیرہ سو سال بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے - اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو سال بعد وہ تشریف لائے -

اس میں شک نہیں کہ حدیث و قرآن کی رو سے یہ ثابت ہے کہ سلسلہ وحی بند ہو چکا ہے لیکن اس پیغمبرانہ وحی کا سلسلہ ضرور بند ہو گیا جس کو جبریل علیہ السلام لایا کرتے تھے اور جس کی ایک شرعی حیثیت تھی - لیکن دوسری وحی کا سلسلہ جاری ہے جس پر وہ نازل ہوتی ہے اس کو اسلام میں محدث کہا جاتا ہے اور مجدد بھی جس کا ہر صدی کے شروع میں وعدہ کیا گیا ہے -

(محمد علی لاہوری، "قادیانیوں کے سر محمد اقبال کا بیان" (انگریزی) مطبوعہ لاہور ۱۹۳۵ء - ترجمہ اردو ملخصاً)

نوٹ :- پروفیسر سلیم چشتی نے اپنی تالیف "شناخت مجدد" (مطبوعہ لاہور ۱۹۴۹ء) میں مرزا غلام احمد کی "مجددیت" کا پوست کندہ تجزیہ کیا ہے - محققین کے لئے اس کا مطالعہ بھی ضروری ہے - (مسعود)

ہوتی ہوں۔ اس لئے جب کبھی اس قسم کی باغیانہ صورت سامنے آتی ہے تو خاص طور پر مسلمانوں کے احساسات میں شدت ہو جاتی ہے اور شدید رد عمل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہائیوں کے خلاف ایرانیوں کے احساسات کتنے شدید تھے اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانانِ ہند کے احساسات بھی قادیانیوں کے خلاف بیحد شدید ہیں (ص۔ ۱۱)

الحادِ عظیم کا سوال اس وقت پیدا ہوتا ہے۔ جب ایک مفکر و مصلح کی تعلیمات اسلامی معتقدات پر اثر انداز ہوتی ہیں یا بدقسمتی سے قادیانیت کی تعلیمات کے سلسلے میں یہ سوال سامنے آتا ہے۔ (ص ۱۳)

بانی فرقہ احمدیہ کا اپنی نبوت کے بارے میں پہلا استدلال یہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیضان کسی امتی کو منصب نبوت پر فائز نہ کر سکے تو یہ اس فیضان کے نقص کی دلیل ہے۔ لیکن اگر اس استدلال کو قبول کرتے ہوئے یہ پوچھا جائے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضِ روحانی ایک سے زیادہ امتیوں کو منصب نبوت پر سرفراز کر سکتا ہے تو جواب ملے گا 'نہیں'! ـــ اس کا تو یہی مطلب ہوا نا، کہ

"محمد خاتم النبیین نہیں، میں خاتم النبیین ہوں"

اس طرح یہ مدعی نبوت اپنے اس محسن (صلی اللہ علیہ وسلم) کی 'خاتمیت' کو خاموشی کے ساتھ چرائے جاتا ہے جس کے متعلق اس کا دعویٰ ہے کہ اس کے کرم خاص سے ہی وہ نبی بنا ہے۔ (ص۔ ۱۵)

بانیٔ فرقہ احمدیہ دوسرا استدلال یہ پیش کرتے ہیں کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا 'بروز' ہیں۔ انکی خاتمیت درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت ہے۔ لیکن اس استدلال سے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ سرے سے 'خاتمیت' کے مفہوم و معنی سے ہی بے خبر تھے۔ (ص۔ ۱۶)

تیسرا استدلال ہسپانوی صوفی شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ شیخ عربی کے نزدیک ایک مسلمان امتی پیغمبرانہ شاہدات و تجربات سے گذرے۔ تو یہ خیال میرے نزدیک نفسیاتی طور پر ناپختہ ہے۔ لیکن اگر صحیح تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس سے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ روحانی تجربات میں اس حد تک ترقی و بلندی صوفی کی شخصی کامیابی ہے جس کو حاصل کرنے کے بعد ہرگز ہرگز وہ یہ دعوے نہیں کر سکتا کہ "جو مجھے نہ مانے دائرہٴ اسلام سے خارج اور مردود جہنمی ہے"۔ اس کو یہ بھی حق نہیں کہ امت محمدیہ میں ایک نئی امت کی داغ بیل ڈالے۔ ایک بات تو یہ واضح ہوئی، دوسری بات یہ بھی واضح ہو جاتی ہے کہ شیخ عربی کے نزدیک ایک سے زیادہ امتی پیغمبرانہ روحانی تجربات سے گذر سکتے ہیں۔ اور یہ دونوں باتیں بانی فرقہ احمدیہ کے مسلک کے خلاف ہیں (ص۔ ۱۷)

شیخ عربی کی فتوحات مکیہ کے متعلق حصہ کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ختم نبوت کے اسی شدت کے ساتھ قائل تھے جیسے کوئی صحیح العقیدہ سنی ہو سکتا ہے۔ میرے خیال میں اگر شیخ عربی کو کشف کے ذریعہ یہ معلوم ہو جاتا کہ مشرق کے ایک ملک ہندوستان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش

کی جائے گی تو یقیناً وہ ہندوستانی علماء کو متنبہ فرما دیتے کہ وہ اس قسم کے باغیوں سے مسلمانانِ عالم کو خبردار کریں۔
(صفحہ ۱۸)

بعض لوگ اس اہم معاملے میں رواداری کی بات کرتے ہیں۔ یہ لوگ درحقیقت رواداری کے حقیقی معنی و مفہوم سے ناآشنا ہیں اور اس لفظ کے استعمال میں نہایت ہی غیر محتاط ہیں۔ انکو نہیں معلوم کہ حقیقی اور سچی رواداری ذہنی وسعت اور روحانی بالیدگی سے حاصل ہوتی ہے۔ ویسے کہنے کو رواداروتو فلسفی بھی ہے جو سارے مذاہب عالم کو سچا سمجھتا ہے مورخ بھی روادار ہے جو یکساں طور پر سب کو جھوٹا سمجھتا ہے۔ سیاست دان بھی روادار ہے جو یکساں طور پر سب کو اپنے لئے مفید سمجھتا ہے اور ایک خالی الذہن انسان جو ہر فکر و خیال سے مبرا ہے وہ بھی روادار ہے۔ ہر کسی کے افکار و خیالات کو سن لیتا ہے۔ وہ کمزور انسان بھی روادار ہے جو اپنی بے حد کمزوری کی وجہ سے اس ذات کی جناب میں گستاخیاں بھی برداشت کر لیتا ہے جس سے اس کو کمالِ تعلق خاطر ہے۔ مگر یہ ساری رواداریاں کوئی اخلاقی اہمیت نہیں رکھتیں۔ (صفحہ ۹)

بات یہ ہے کہ برطانوی حکومت کو ہندوستان پر اپنا تسلط جمانا تھا اور اس کے لئے ضروری تھا کہ مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل کیا جائے اور ان کو ایک ایسے سانچے میں ڈھالا جائے جو حکومت برطانیہ کی مطلب برآری میں ممد و معاون ہوں۔ عقائد کو متزلزل کرنے کے لئے ضروری تھا کہ ایک ایسی اساس دریافت کی جائے جس کا تعلق وحی و الہام سے ہو۔ سو یہ اساس بانی فرقہ احمدیہ نے مہیا کر دی۔ احمدی حضرات خود دعویٰ کرتے ہیں کہ حکومت برطانیہ کی انھوں نے یہ سب سے بڑی خدمت کی ہے۔ واقعی بڑی خدمت کی کہ اپنے اکتشافات روحانی کے ذریعہ مسلمانانِ ہند کی نظر میں انگریزوں کی غلامی کو خوش نظر بنایا اور اس طرح مسلمانوں کے لئے مصائب و آلام کی راہ ہموار کی۔ یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کی سیاسی بیداری سے انگریزوں، ہندوستانی قوم پرستوں اور قادیانیوں کو فکر لاحق ہو گئی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اگر مسلمان بیدار ہو گئے تو وہ اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ وہ کبھی بھی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک نئی امت کی تشکیل نہ کر سکیں گے۔ (صفحہ ۳، ۲۲، ۲۴)

ہمارے علماء نے اس تحریک کا مقابلہ کیا۔ مگر میرے نزدیک اس کے لئے مذہبی دلائل و براہین کافی نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ بانی فرقہ احمدیہ کے "اکتشافات روحانی" کا بڑے محتاط طریقہ سے نفسیاتی تجزیہ کیا جائے جس سے بانی کی شخصیت کے بطون کو سمجھنے میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔ اس سلسلے میں مولوی منظور الٰہی کے اس مجموعے کی طرف توجہ دلاؤں گا جس میں انھوں نے بانیٔ تحریک کے "اکتشافات روحانی" کو جمع کیا ہے۔ اس مجموعے میں نفسیاتی تحقیق کے لئے بہت سا مختلف النوع مسالہ مل سکتا ہے مجھے امید ہے کہ جدید نفسیات کا کوئی طالب علم ایک نہ ایک دن ان اکتشافات کا مطالعہ کر کے بانی فرقہ احمدیہ کا نفسیاتی تجزیہ پیش کریگا۔
(صفحہ ۱۹)

بانی تحریک کو سمجھنے کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کم از کم ۱۷۹۹ء سے مسلمانانِ ہند کے افکار و خیالات کے پس منظر میں ان کے اعمال و اقوال کا جائزہ لیا جائے کیونکہ اس سال ٹیپو سلطان شہید ہوئے۔ انکی شہادت گویا ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی امنگوں کی موت تھی۔ اسی سال جنگ (NANARNES) لڑی گئی جس میں ترکی بحری بیڑہ تباہ ہوا۔ اس طرح ۱۷۹۹ء میں ایشیا کے اندر مسلمانوں کا سیاسی انحطاط اپنے شباب پر پہنچ گیا تھا اور ظاہری طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اس سال مسلمانوں کی سیاسی ذلت و خواری نے جدید اسلام اور اس کے مسائل کو جنم دیا اور مسلمانوں کے ذہنوں میں نئے نئے سوالات پیدا ہونے لگے مثلاً ہندوستان میں یہ سوالات سامنے آئے۔

۱۔ کیا اسلام میں تصورِ خلافت کوئی دستوری حیثیت رکھتا ہے؟

۲۔ خلافت ترکیہ سے مسلمانانِ ہند اور مسلمانانِ عالم کہاں تک وابستہ ہیں؟

۳۔ کیا ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟

۴۔ اسلام میں جہاد کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟

۵۔ اس آیت قرآنی میں "منکم" (تم میں سے) سے کیا مراد ہے؟ "اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے اولی الامر ہو"۔

۶۔ مہدی کے متعلق جو احادیث وارد ہوئی ہیں انکی حیثیت کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

ان سوالات نے مسلمانانِ ہند میں جو اختلاف آرا پیدا کیا وہ ہندوستانی تاریخ اسلام کا ایک اہم باب ہے ــــ (ص ۲۰، ۲۱)

اقوام عالم کی تاریخ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ جب کسی قوم میں آثار حیات معدوم ہونے لگتے ہیں تو تنزل و انحطاط بجائے خود سرچشمۂ فکر و خیال بن جاتا ہے اور پھر اس کے شعراء، فلاسفہ، صوفیا، سیاست داں سب ہی ایک ایسی جماعت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جو ہر قبیح چیز کو جمیل بنا کر پیش کرتی ہے اور رفتہ رفتہ شادابیٔ حیات ختم کر دیتی ہے اور قوم کی روحانیت پژمردہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ (ص ۔ ۲۵)

اس لئے میرے خیال میں وہ تمام کردار جنھوں نے احمدیت کے ڈرامے میں حصہ لیا تھا اسی دورِ انحطاط کے معصوم شکار تھے۔ ایران میں بھی سیاسی ڈرامہ کھیلا گیا۔ چنانچہ روس نے "بابیت" کے ساتھ رواداری برتی اور بابیوں کو عشق آباد میں پہلا تبلیغی مرکز قائم کرنے کی دعوت دی۔ اسی طرح انگلستان میں احمدیوں کے ساتھ بھی رواداری برتی گئی اور ان کو ووکنگ میں پہلا تبلیغی مرکز قائم کرنے کی اجازت دی گئی ــ یہ دعوت و اجازت مخلصانہ تھی یا نہیں اس کے متعلق کیا کہا جا سکتا ہے۔ ہاں یہ نظر آتا ہے کہ اس رواداری نے ایشیاء

میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے مختلف مسائل پیدا کر دیئے۔ (ص ۲۶)

بہر کیف زمانہ بدل رہا ہے۔ ہندوستان میں حالات نے نئی کروٹ لی ہے، جمہوریت کی ایک نئی رو جو کہ ہندوستان میں آ رہی ہے یقیناً احمدیوں کا پردۂ فریب چاک کر دے گی۔ اور ان کو یہ یقین ہو جائے گا کہ انکی مذہبی اختراعات بالکل مہمل اور لایعنی تھیں۔ (ص ۲۷)

اوپر جو کچھ عرض کیا گیا وہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کے افکار و خیالات کا خلاصہ تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال عقیدۂ ختم نبوت پر بڑی سختی سے قائم تھے اور اس عقیدے کے منکر کو دائرۂ اسلام سے خارج، باغی اور غدار تصور فرماتے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت جزو ایمان ہے، اس کے لئے جان سپاری اور جاں بازی عین ایمان ہے۔ تحریک ختم نبوت کے زمانے میں سرفروشانِ لاہور نے یہ بھی کر دکھایا ـــــ پہلے عقل، عشق کے تابع تھی اب عشق تابع عقل ہے۔ بلکہ عشق کے چراغ بجھ رہے ہیں۔ کہ خرد کی تجلیوں نے نگاہیں خیرہ کر دیں ـــ پہلے جاگے ہوئے تھے، اب جبھی جاگتے ہیں جب جگائے جاتے ہیں حالانکہ اسلام نام ہے بیداری کا، ہشیاری کا وہ اس رب کریم کا عطا کردہ دین ہے جسکی صفت خاص یہ ہے کہ لا تاخذہٗ سِنۃٌ ولا نوم ـــ پہلے ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے مر مٹنے کا حوصلہ تھا۔ اب وہ جذبہ بھی نہ رہا۔ نوجوانوں کی بات کر رہا ہوں، ادھیڑوں اور بوڑھوں میں تو اب بھی یہ جذبہ موجود ہے۔ رفتہ رفتہ جاگنے والے اونگھنے لگے، اونگھنے والے سونے لگے سونے والے موت کی نیند سو گئے ـــــ اغیار کے فکر و خیال میں ایسے گم ہوئے کہ آج یہ حدیث پاک اپنی پوری معنویت کے ساتھ سامنے آتی ہے من تشبہ بقوم فھو منھم ـــ

ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت تقریروں اور تحریروں سے نہیں ہو سکتی اس کے لئے عزم صمیم کی ضرورت ہے۔ فکر و نظر میں انقلاب کی ضرورت ہے۔ دورِ جدید نے ہم کو جو کچھ دیا ہے نگاہِ مصطفےٰ سے اس کو پرکھنے کی ضرورت ہے اور ہر خس و خاشاک پھینک دینے کی ضرورت ہے ـــ لیکن ہمارا حال اس مجبوط الحواس انسان کی مانند ہے جو کسی کی محبت کا دم بھرتا ہے مگر جو بات کہتا ہے۔ جو کام کرتا ہے اس میں محبت کی ذرہ برابر بو نہیں آتی۔ غرور و سرکشی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

اللہ اللہ یہ وہ ملک ہے جس کے لئے ہم نے پروردگار عالم سے گودیاں پھیلا پھیلا کر دعائیں مانگیں تھیں۔ اور ایک عہد کیا تھا ـــ یاد ہے کیا دعا مانگی تھی۔ کیا عہد کیا تھا؟ ـــــ یہ دعا مانگی تھی کہ خدایا اغیار کی غلامی سے ہم کو نجات دے اور ایک زمین عطا فرما جہاں ہم سکون و چین کی زندگی بسر کر سکیں ـــ اور عہد کیا تھا کہ اس زمین پر ہم تیرا اور تیرے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام روشن کریں گے۔ تیری حکومت قائم کریں گے، تیرے اور صرف تیرے غلام رہیں گے۔ کسی کی غلامی قبول نہ کریں گے۔ صرف تیرا کہا مانیں گے ـــــ

۲۵ سال کا طویل عرصہ گزر چکا لیکن جو کچھ ہو چکا یوں معلوم ہوتا ہے کہ سامنے ہو رہا ہو۔ جامع مسجد دہلی کے مشرقی دروازے کے سامنے ایک جلسہ ہو رہا ہے - قائد اعظم ہاتھ میں قرآن لئے کھڑے ہیں اور زور دے دے کر بار بار یہ فرما رہے ہیں -

"پاکستان میں قرآن کی حکومت ہوگی، قرآن کی حکومت ہوگی"

اللہ اللہ! کانوں نے کیا سنا تھا اور آنکھوں نے کیا دیکھا ـــ نہ معلوم کیا کیا دیکھنا باقی ہے - خدا نہ دکھائے! عطائے نعمت کا یوں شکر ادا کیا کہ ہر وہ کام کیا جس سے منعم ناراض ہو - غضبناک ہو اور قہرناک ہو - حکومت کے معاملات ارباب حکومت جانیں ـــ اپنے گھروں میں ہم نے کیا کچھ کیا - حکومت الٰہی کا آغاز تو گھر ہی سے ہوتا ہے ـــ اپنی ثقافت کو اپنے ہاتھوں سے دفن کیا - اپنے عشق وجنوں کو اپنے ہاتھوں برباد کیا، مذہبی اور قومی غیرت وحمیت کو اپنے ہاتھوں نیست ونابود کیا اور اس طرح اپنی روح کو اپنے ہاتھوں ختم کیا - پھر ایک جسم بے جان رہ گیا ؎

زندگی کیا ہے؟ عناصر کا ظہور ترکیب
موت کیا ہے؟ انھیں اجزا کا پریشاں ہونا

مسلمانوں کی قومی زندگی کے چند عناصر ہیں انھیں کی متوازن ترکیب سے قومی زندگی بنتی ہے - ان عناصر میں دو عنصر سب پر فوقیت رکھتے ہیں - محبت الٰہی اور محبت رسول (علیہ التحیۃ والتسلیم) ـــ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہمیں سب کی پرواہ ہے - نہیں تو محبت کی پرواہ نہیں ہے ـــ ڈوبتے انسان کی طرح ادھر ادھر ہاتھ مارتے ہیں خس وخاشاک کو مشکل کشا سمجھتے ہیں ـــ نا خدا کو بھلا دیا، خدا کو فراموش کر دیا - ہماری نجات ہماری عزت، ہماری عظمت، ہماری شوکت، ہماری ہیبت، خداوند تعالیٰ کی بندگی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہے - پیش نظر مضمون میں ہم نے اسی کی ایک جھلک دکھائی ہے اور اس کے افکار وخیالات پیش کئے ہیں - جس نے کہا تھا ؎

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص قول وعمل عطا فرمائے اور دلوں کو اپنی اور اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی محبت سے معمور فرما دے اور اسی راستے پر چلائے جس راستے پر اس کے محبوب چلے اور کامیاب ہوئے -

عطا اسلاف کا سوز دروں کر
شریک زمرۂ لا یحزنوں کر

آمین!

حکیم الامت علامہ اقبال اور ختم نبوت

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد	بر رسولِ ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفلِ ایام را	او رُسُل را ختم کرد ما اقوام را
خدمتِ ساقی گری با ما گذاشت	داد ما را آخریں جامے کہ داشت
لا نبی بعدی ز احسانِ خداست	پردۂ ناموسِ دینِ مصطفےٰ است
قوم را سرمایۂ قوت ازو	حفظِ سرِ وحدت ملت ازو

ترجمہ

- خدا نے ہم پر شریعت ختم کی اور ہمارے رسول پر رسالت ختم کی۔
- ہمارے دم قدم سے جہان میں رونق ہے۔ آپ نے رسولوں کو ختم کیا اور ہم نے قوموں کو۔
- ساقی گری کی خدمت اس نے ہمارے سپرد کی۔ اور جو آخری جام تھا ہمیں دیدیا۔
- میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا (حدیث) خدا کے احسانات میں سے ایک ہے اور اس سے دین مصطفےٰ کی عزت کا بھرم قائم ہے۔
- اسی سے قوم کو قوت کی دولت ملی، اور ملت کی یگانگت کا راز بھی یہی ہے۔

مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب
خطیب زینت المساجد گوجرانوالہ

ختم نبوت کی نزاکت

محبوب خدا محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے آخری نبی ہونے پر قرآن پاک کی آیات کثیرہ اور بے شمار احادیث نبویہ شاہد و دال ہیں خصوصاً آیۂ کریمہ وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّین ۔ قرآن کی نص قطعی ہے۔ جس میں انکار و شک اور احتمال و توہم کی بالکل گنجائش نہیں ۔ خداوند قدوس نے قرآن پاک میں جہاں دیگر انبیاء علیہ السلام کے بعد نبوت جاری رہنے کی خبر دی جیسا کہ آیات کثیرہ سے ظاہر ہے وہاں اپنے لاڈے حبیب کے متعلق ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرما کر حضور پر باب نبوت مسدود فرما دیا یہی وجہ ہے کہ اس امت میں بڑی بڑی عظیم المرتبت ہستیاں گزریں مگر کوئی بھی منصب نبوت پر فائز نہ ہو سکا۔ اور ہوتا بھی کیسے کہ خود نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کے متعلق فرمایا کہ لو کان بعدی نبیٌ لکان عمر بن الخطاب (مشکوٰۃ) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا ۔ تو حضرت عمر نبی نہیں ہوئے کیونکہ حضور کے بعد نبی ہو سکتا ہی نہیں ۔ بلکہ مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بھی سرور دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا انت منّی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (متفق علیہ) یعنی اے علی تو میری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسیٰ کے لئے ہارون مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں تو مولا علی باوجودیکہ حضور کے بھائی اور نائب ہیں لیکن حضور نے اپنے بعد نبوت کی نفی فرما کر اس وہم نبوت کو دور کر دیا جو کہ حضرت علی کے بمنزلہ ہارون علیہ السلام ہونے سے پیدا ہو سکتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ،

" ولو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیٌ عاش ابنہ' ولٰکن لا نبی بعدی (بخاری شریف جلد ثانی) اور اگر مقدر ہوتا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ و آلہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضور کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے مگر حضور

کے بعد نبی نہیں "

اہل ایمان غور فرمائیں کہ جب سیدنا فاروق اعظم وسیدنا مولیٰ علی اور سیدنا ابراہیم فرزند نبی کریم، نبی نہیں ہوئے اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ وتابعین اور ان کے بعد والے مُسلّم اکابرین امت مثلاً حضرت امام اعظم وحضرت غوث اعظم وغیر ہما رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقام نبوت تک نہیں پہنچ سکے تو بھلا مرزائے قادیان جو کہ اپنی زبانی کرم خاکی اور بشر کی جائے نفرت ہے اور اپنے آدم زاد ہونے کا ہی انکار کرتا ہے اور کبھی اپنا حائضہ وحاملہ ہونا بیان کرتا ہے اور جسے سو سو دفعہ پیشاب آئے اور دن رات پیشاب کرنے میں گزریں جس کی کوئی بات بھی ٹھکانے کی نہ ہو اور اس سے نہ صرف خلاف منصب نبوت بلکہ خلاف انسانیت حرکات سرزد ہوں وہ نبوت کا اہل کیسے ہوسکتا ہے قرآن و احادیث کی روشنی میں امت کا اجماعی واتفاقی مسئلہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کا دعویٰ کرنا تو الگ رہا حضور کے بعد نبوت کی تمنا کرنا بھی کفر ہے۔ ائمہ دین کے صریح ارشادات اس بارے میں موجود ہیں۔ چنانچہ اعلام بقواطع الاسلام میں ہے۔ قال الحلیمی ھالو تمنّٰی فی زمن نبینا او بعدہ ان لوکان نبیا فیکفر فی جمیع ذالک والظاھر انہٗ لا فرق بین تمنی ذالک باللسان او القلب (مختصراً) امام حلیمی نے فرمایا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہو جاتا۔ ان صورتوں میں کافر ہو جائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں کہ وہ تمنا زبان سے ہو یا صرف دل میں۔

سبحان اللہ جب مجرد تمنا پر کافر ہو جاتا ہے۔ تو ادعائے نبوت کس درجہ کا کفر خبیث ہوگا۔ والعیاذ باللہ رب العالمین (جزاہ اللہ عنی وکلا) اور پھر مدعی نبوت پر ایمان لاتا تو علیحدہ رہا۔ حضور کے بعد مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرنا بھی کفر ہے اسی اعلام بقواطع الاسلام میں ہے۔ واضح تکفیر مدعی نبوت ویظھر کفر من طلب منہ معجزۃ لانہ بطلبہ لھا منہ مجوز لصدقہ مع استحالتہ المعلومۃ من الدین بالضرورۃ۔ مدعی نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا بھی کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اس مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالانکہ دین متین سے بالضرورت معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں (جزاہ اللہ عدوۃ) اب خود ہی خیال فرمایئے کہ مسئلہ ختم نبوت کس قدر اہم اور نازک ہے اور مرزا قادیانی کے متعلق یاد رکھیئے کہ وہ صرف ختم نبوت کے انکار ہی کی وجہ سے مرتد نہیں بلکہ اس ذیل کفر کے علاوہ بھی اس کے اور بیسیوں کفریات ہیں لہٰذا مرزا قادیانی اور کسی مدعی نبوت کو نبی ماننا مجدد ماننا اپنا امام وپیشوا جاننا تو در کنار ایسوں کو اذل دون سمجھنا اور ان کے کفر میں شک کرنا بھی اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ علماء عرب وعجم کا ایسے کذاب وگستاخ لوگوں کے لئے صاف ارشاد ہے کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر (حسام الحرمین شریف)

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

خصوصاً آجکل کے انبیاء سے

(والعیاذ باللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ)

خَاتَمَ النَّبِیّنَ ط کے معنی صرف ختم نبوت کے ہیں!

علامہ حافظ محمد ایوب صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اگر قادیانی سچا ہے تو پھر ساری کی ساری چودہ سو سالہ قوم جھوٹی ہے۔ اور جب ساری قوم جھوٹی ہو گئی تو مذہب اسلام، نبی اور معجزات کی نقل سب جھوٹی ہو گئی اور اس صورت میں کسی ظلی اور بروزی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور اگر ساری قوم سچی ہے تو قادیانی جھوٹا ہے!

ثبوت: ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ یا یہ نہیں فرمایا؟ اگر یہ کہتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا اور یہی فرمایا اور یہی حق ہے۔ تو مدعا ثابت ہو گیا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا تو بتاؤ تمام مسلمانوں نے تیرہ سو برس سے اس عقیدہ کو کیوں اپنایا۔ ؟ اور بلا اختلاف اپنایا (یعنی اگر کوئی نبی ہو سکتا تھا تو پھر تمام مسلمانوں نے بلا اختلاف اس غلط عقیدے کو کیوں اپنایا؟) جس وقت یہ عقیدہ پیدا ہوا تھا اسی وقت اس سے اختلاف کیوں نہیں کیا گیا۔ حالانکہ کوئی معمولی سی بھی نئی بات پیدا ہوتی ہے تو اختلاف ہوتا ہے اور گذشتہ ادوار میں ہوتا رہا ہے۔ جیسا کہ اس وقت اختلاف ہوا۔ اسی طرح جب بھی یہ مسئلہ قوم کے سامنے آتا تو اختلاف ہوتا یعنی حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد نبی نہیں ہو گا۔ تو پھر قوم نے یہ کیوں کہا کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہو گا۔ اور جس وقت یہ آواز اٹھی تھی، اس وقت اختلاف کیوں نہیں ہوا؟ ساری قوم نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

حاصل یہ ہے کہ اگر حضور کا یہ فرمان نہیں ہے کہ میرے

بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو پھر متفقہ طور پر اس غلط عقیدہ کو قوم نے کیوں اور کیونکر قبول کیا۔ اور کیوں اس غلط عقیدے پر سب متفق ہو گئے۔ تو اس وقت وہ سب کے سب گمراہ ہو گئے، خیر امت نہیں رہے۔ اور جب سب کے سب کاذب، غلط بیان ہو گئے تو ان کی نقل کی ہوئی کوئی بات بھی معتبر نہیں رہی۔ اور قرآن انہی نے نقل کیا ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کذابین غلط عقیدہ والوں کی نقل پر موقوف ہو کر غیر معتبر ہو گیا اور سارا مذہب ہی ختم ہو گیا۔ اور اصل نبی بھی ختم ہو گیا، ظلی نبی کس گنتی میں رہا۔ حاصل اس بیان کا یہ ہے کہ اگر غلام احمد قادیانی سچا ہے تو تیرہ سو سالہ مسلمان قوم پوری کی پوری جھوٹی ہو گئی اور جب پوری قوم جھوٹی ہو گئی یعنی پوری قوم اس بات پر متفق ہو گئی کہ آگے کوئی نبی نہیں ہوگا تو پھر مذہب اسلام پورا کا پورا ختم ہو گیا کیونکہ پوری قوم جب کذب اور جھوٹ پر متفق ہو جائے تو پھر اس قوم کی شہادت غیر معتبر ہے بلکہ جھوٹی ہے۔ اور پوری قوم نے اسی قرآن کی شہادت دی ہے۔ لہٰذا یہ قرآن متفقہ طور پر کذابین کی نقل ٹھہرا۔ پھر نہ قرآن رہا، نہ نبی، نہ اسلام رہا اور نہ اصلی نبی رہا، نہ ظلی اور ظلی نبی کی ضرورت ہی کیا باقی رہ گئی۔ اور اگر ساری قوم صادق اور سچی ہے، اور یہی بات سچی اور حق ہے کہ ساری قوم متفقہ طور پر ختم نبوت کی قائل ہے تو پھر منکر ختم نبوت اور قادیانی جھوٹا ہے اور یہ بیان قادیانیت کو جڑ سے کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اگر قادیانی سچا ہے تو پھر ساری کی ساری چودہ سو سالہ قوم جھوٹی ہے اور جب ساری قوم جھوٹی ہو گئی تو مذہب اسلام اور دین و معجزات کی نقل سب جھوٹی ہو گئی۔ اور اس صورت میں کسی ظلی اور بروزی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور اگر ساری قوم سچی ہے تو قادیانی جھوٹا ہے اور یہ بیان نہایت واضح ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ خاتم بفتح التاء کے معنی اور خاتم بفتح التاء سے مراد وہی ہوگی جو ان لوگوں نے لی ہے جنہوں نے خاتم بفتح التاء ہم تک پہنچایا ہے۔ جن لوگوں پر اعتماد کر کے لفظ خاتم ہم نے تسلیم کیا ہے انہی پر اعتماد کر کے خاتم کے معنی اور خاتم سے مراد تسلیم کی جائے گی۔ اگر خاتم النبیین کے لفظ کے نقل کرنے والے جھوٹے ہوں گے تو ان کی نقل سے کیونکر خاتم النبیین کا لفظ قبول کیا جائے گا؟ تو جس اعتماد پر خاتم بفتح التاء کا لفظ قبول کیا گیا ہے اسی اعتماد پر خاتم النبیین کے معنی اور مراد بھی تسلیم کی جائیگی۔ اور اگر بے اعتمادی کی بناء پر مراد اور معنی تسلیم نہیں کئے جائیں گے تو اسی بے اعتمادی کی بناء پر لفظ خاتم النبیین بھی تسلیم نہیں کیا جائیگا۔ اور اس وقت قرآن مجروح ہو جائے گا۔ حاصل یہ ہے کہ تم کو کس نے خاتم النبیین کا لفظ بتایا اور کس کے کہنے سے لفظ خاتم النبیین تم نے تسلیم کیا۔ بس اسی کے کہنے سے خاتم النبیین کے معنی بھی یعنی خاتم بکسر التاء تسلیم کئے جائیں گے۔ اگر معنی کے بیان کرنے والے جھوٹے ہیں تو لفظ کے بیان کرنے والے بدرجہ اولیٰ جھوٹے ہیں، کیونکہ وہ الگ نہیں ہیں اور یہ بیان قادیانیت کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیتا ہے۔

مرزائیوں کے دو گروپ

"تحریک احمدیت" کے مصنف مولوی محمد علی (امیر جماعت احمدیہ لاہور) کہتے ہیں۔

مارچ ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ کے دو گروہ ہو گئے فریق اول یعنی اس فریق کا جو مسلمانوں کی تکفیر کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دروازہ نبوت کو کھلا مانتا ہے ہیڈ کوارٹر قادیان رہا اور دوسرے فریق نے اپنا ہیڈ کوارٹر لاہور میں قائم کیا۔ فریق قادیان کی قیادت اس وقت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ میں ہے اور فریق لاہور کی مصنف کتاب ھذا کے ہاتھ میں اور اب یہ دونوں جماعتیں اپنے اپنے طور پر الگ الگ کام کر رہی ہیں اور گو بلحاظ تعداد، کثرت فریق قادیان کو حاصل ہے لیکن اثر و رسوخ کے لحاظ سے عام مسلمانوں میں فریق لاہور غالب ہے۔ (تحریک احمدیت ص۲۰۳)

حقیقت یہ ہے کہ دوسرا گروپ پہلے سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ یہ مسلمانوں کو یہ فریب دیتا ہے کہ ہم مرزا جی کو نبی نہیں مانتے ہیں محض مجدد یا مسیح موعود مانتے ہیں۔ مگر عام مسلمانوں کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مرزائیوں سے ہمارا صرف یہ اختلاف نہیں کہ مرزا جی نبی تھے یا مجدد تھے بلکہ ہمارا اور ان کا اختلاف ایمان و کفر پر ہے ہم انکو مسلمان ہی نہیں سمجھتے اور نہ ان کے مسلمان سمجھنے والوں کو مسلمان سمجھتے ہیں پھر ان باتوں سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ صاحب ہم انہیں نبی نہیں مانتے ہیں بلکہ مجدد مانتے ہیں۔

(ادارہ)

فتنہ قادیانیت
پر
علماءِ اہلسنت کے خیالات

اِنٹرویو

مولانا شاہ احمد نورانی

پارلیمانی لیڈر جمعیت علماء پاکستان

جنرل سکریٹری اپوزیشن پارلیمانی پارٹی

مبلغ اسلام مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی نے ملک میں بڑھتے ہوئے قادیانی اثر و رسوخ پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے اور بعض حیرت انگیز انکشافات کئے ہیں

انٹرویو:۔ محمد حنیف و ربی حبیب، صدر انجمن طلبۂ اسلام، پاکستان۔

تحریر:۔ طارق حسن

سوال:۔ سقوط مشرقی پاکستان میں آپ قادیانیوں کو کس حد تک ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔

جواب:۔ سقوط مشرقی پاکستان کا جہاں تک تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ذمہ دار سو فیصد قادیانی ہیں۔ اس کے دلائل یہ ہیں کہ پاکستان کا جو بھی بجٹ تیار کیا جاتا ہے اور جو بھی پلاننگ ہوتی رہی ہے اس کے چیئرمین ہمیشہ ایم ایم احمد رہے۔ اور مشرقی پاکستانیوں کو ہمیشہ یہ شکایت رہی کہ بجٹ میں ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا۔ مرزائی جان بوجھ کر یہ کوشش کرتے رہے کہ جس قدر ممکن ہو غلط فہمیاں مسلسل بڑھتی چلی جائیں اور جتنی غلط فہمیاں بڑھیں گی اتنی ہی دوریاں بڑھیں گی۔ اس سلسلہ میں مرزا ایم ایم احمد کا کردار بہت ہی گھناؤنا ہے۔ اس شخص نے انتہائی باغیانہ کردار ادا کیا۔ ڈھاکہ میں جانے سے مزید اندازہ ہوا کہ قادیانی واقعی بڑا گھناؤنا کردار ادا کر رہے ہیں

ایم ایم احمد کہتے تھے کہ مشرقی پاکستان ہمارے لئے بوجھ ہے اس کا علیحدہ ہونا ہی ہماری ترقی کا ذریعہ ہوگا!

مثلاً ڈھاکہ میں کہیں بھی کسی سمجھدار شخص سے بات کی جائے تو وہ ہمیشہ مرزا ایم ایم احمد کی شکایت کرتا تھا جن دنوں ۲۲ مارچ کو صدر یحییٰ ڈھاکہ میں موجود تھے انہی زمانے میں ایم ایم احمد بھی وہاں موجود تھے چنانچہ وہاں کے تمام اخبارات نے اس بات پر احتجاج کیا کہ اقتصادی مشیر کا اس موقع پر کیا کام ہے مشرقی پاکستان میں ۱۹۷۰ء میں سیلاب آیا تو اس میں بہت زبردست نقصان ہوا۔ اپیل پر دنیا بھر سے امداد آنا شروع ہوئی۔ پوری امداد کے خرچ کرنے کا انتظام ایم ایم احمد کے سپرد کیا گیا اس سے مشرقی پاکستان کے لوگوں کو بہت نفرت ہوئی اور انہیں اس بات پر سخت افسوس ہوا کہ ایک ایسے شخص کے سپرد امداد کا کام سونپا گیا ہے جو ہمیشہ ان کے ساتھ ناانصافی کرتا رہا ہے۔ بہت سارا امدادی سامان مستحقین کو پہنچ بھی نہ پایا۔ ایم ایم احمد صاحب اس بات کے بہت ماہر ہیں کہ دنیا بھر سے بھیک مانگتے رہیں۔ ملک قرضوں کے نیچے دبا رہے اور قرضہ استعمال بھی نہ ہو۔ پیپلز پارٹی کے مرکزی وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن کا بیان اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ماضی میں اقتصادی منصوبہ بندی بہت ہی غلط ہوتی رہی ہے۔ چودہ سال سے ایم ایم احمد پاکستانی اقتصادیات پر مسلط ہیں اور انکی منصوبہ بندی کو غلط تسلیم بھی کر لیا گیا ہے پھر بھی وہ اپنی جگہ برقرار ہیں۔ ملک تباہ ہوتا ہے ہوتا رہے لیکن ان کو کوئی آنچ نہیں آتی۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کی جڑیں بہت ہی مضبوط ہیں اور یہ اسی قسم کا گھناؤنا کردار ادا کر رہے ہیں جو امریکہ میں بیٹھ کر یہودی ادا کر رہے ہیں انھوں نے بڑی منظم سازش کے تحت پاکستان کے اہم سرکاری عہدوں پر قبضہ کیا جس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ اس عظیم الشان اسلامی مملکت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ کیونکہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم کسی بھی طرح اس ملک کے حکمران تو بن نہیں سکتے۔ یہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور مسلمان ہمیں ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ چنانچہ انھوں نے ملک کا ایک حصہ تو تباہ کرا دیا اگر وہ اس حصہ میں اسی طرح پروان چڑھتے رہے تو وہ اس کے بھی ٹکڑے کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔

سوال :۔ کیا مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جمہوری حکومت کے قیام کے بعد پاکستان میں قادیانیوں کا رہنا مشکل ہو جاتا۔

جواب :۔ مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ مشرقی پاکستان میں ان کے لئے اس طرح پھیلنے اور پھولنے کا موقع میسر نہیں جیسے کہ مغربی پاکستان میں میسر ہے۔ مشرقی پاکستان کے عوام قادیانیوں کے سلسلے میں حد درجہ جذباتی اور ان سے متنفر ہیں جیسا کہ

مرزائی مسلسل یہ کوشش کرتے رہے کہ جس قدر ممکن ہو غلط فہمیاں بڑھتی چلی جائیں

مسلمانوں کو ہونا چاہئے مشرقی پاکستان کے مسلمان کسی طرح بھی مرزائیوں کو قبول نہیں کرسکتے تھے اور سب سے بڑا مقصد تو یہ تھا کہ سب سے بڑی اسلامی مملکت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور مسلمانوں کا شیرازہ بکھیر دیا جائے اور خاص طور پر اس خطے میں سو فیصد مسلمان صحیح العقیدہ مسلمان یعنی اہلسنت وجماعت حنفی مسلمان ہیں اس لئے انھیں لازمی طور پر الگ کردینا چاہیئے۔

سوال:- یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ مشرقی پاکستان کی اکثریت سے متاثر ہوں؟

جواب:- چونکہ مشرقی پاکستانی اکثریت میں تھے اور اگر وہ آجاتے تو ان کو سب سے بڑا خطرہ یہ تھا کہ وہ مغربی پاکستان کے مسلمانوں کے مقابلے میں زیادہ سخت رویہ اختیار کرتے۔ اسکے مشاہدہ کا موقع مجھے شیخ مجیب الرحمٰن سے ملاقات میں ہوا۔ دوران گفتگو شیخ مجیب الرحمٰن نے مجھ سے کہا کہ دیکھئے۔ ایم ایم احمد ڈھاکے میں مارا مارا پھر رہا ہے۔ یہاں پر اس کا کوئی کام نہیں اور کوئی مقصد نہیں۔ وہ مجھ سے ملنا چاہتا تھا لیکن میں نے انکار کر دیا۔ لیکن بعد میں اسکی درخواستوں پر ملاقات ہوگئی۔ ساتھ ہی مجیب الرحمٰن نے کہا کہ یہ قادیانیت اور مرزائیت مغربی پاکستان کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مشرقی پاکستان میں یہ (قادیانی) جانور نہیں تھا۔

سوال:- بعض حلقے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ ایم ایم احمد بہت ہوشیار آدمی ہے اور اس کے بغیر بیرونی ممالک سے تعلقات میں مشکل ہوگی۔

جواب:- اس کے متعلق میں یہی کہوں گا کہ وہ ایک معمولی سی ایس پی افسر ہیں اور یہاں سی ایس پی افسروں میں سے ہے جس نے اعلیٰ نمبروں سے سی ایس پی کا امتحان بھی پاس نہیں کیا۔ اور نہ کبھی اقتصادیات سے ان کا کوئی تعلق رہا ہے۔ بہرحال کیونکہ وہ ایک عرصے سے اس عہدہ سے چپکے چلے آرہے ہیں، اس لئے شاید لوگ سمجھنے لگے ہوں کہ وہ اس میں خاص مہارت رکھتے ہیں حالانکہ اقتصادیات کا ماہر ہونا اور بات ہے اور چندے اور بھیک مانگنا اور بات ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اقتصادیات کا ماہر تو نہیں بھیک مانگنے کا ماہر ضرور ہے۔ اور اس نے قوم کے ساتھ سب سے بڑا ظلم یہ کیا کہ اس نے قوم پر تقریباً دو ارب روپے کے قرضوں کا بوجھ ڈال دیا اور اسے مقروض بنا دیا میرے خیال سے نسلیں گزرتی چلی جائیں گی اور اس کا سود تک ادا نہیں ہوسکے گا۔ جہاں تک اقتصادیات کا تعلق ہے مسٹر ایم ایم احمد نے پوری منصوبہ بندی سے مرزائیت کو اس ملک میں اس طرح مضبوط کیا ہے جس طرح امریکہ میں یہودیوں نے اپنے آپ کو مضبوط کیا ہے۔ امریکہ میں یہودی اس

مرزا ناصر الدین محمود نے اعلان کیا تھا کہ پاکستان اور ہندوستان ایک ہو کر رہیں گے

قدر اثر انداز ہیں کہ تمام بینکوں انشورنس کمپنیوں پر ان کا قبضہ ہے اور امریکہ کا کوئی صدر ان کی حمایت کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور یہ صرف اقتصادی وجہ سے ہے۔ امریکہ کے سب سے بڑے تجارتی مرکز وال اسٹریٹ میں تقریباً ۸۰ فیصد یہودیوں کا قبضہ ہے امریکہ کے تمام بڑے بڑے کارخانوں، اسلحہ سازی کارخانوں، فیکٹریوں۔ جہاز سازی کے کارخانوں غرضیکہ ہر بڑے سرمایہ کاری کے ذریعے پر یہودیوں کا قبضہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ امریکہ کی سینٹ اور صدر انکی حمایت کے بغیر منتخب نہیں ہو سکتے۔ یہی طریقہ مرزا ایم ایم احمد نے اختیار کیا ہے اور یہی پوزیشن حاصل کرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے اور چودھری ظفر اللہ نے یہاں آ کر باقاعدہ مرزائیوں کو لائسنسوں سے نوازا۔ کارخانوں کے پرمٹ دیئے اور اسکی ابتدا شاہنواز لمیٹڈ سے ہوئی۔ ظفر اللہ خاں کی حمایت سے قادیانیوں کا ایک بہت بڑا گروہ حکومت میں داخل ہو گیا تھا۔ ان میں ظفر اللہ سربراہ تھے جو وزیر خارجہ تھے۔ ایم اے فاروقی جو صدر ایوب کے زمانے میں سب ہی کچھ تھے اور ایم ایم احمد۔ چنانچہ جتنی اہم انڈسٹریز تھیں انھوں نے ان کے لائسنس قادیانیوں کو دیئے۔ ورنہ قادیانی کبھی بھی اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل نہ تھے۔ پنجاب میں لفیرا سے سٹیج، فاروق اے سٹیج۔ شاہنواز لمیٹڈ وغیرہ نے زیادہ منافع والی تجارت کے فرائض حاصل کر لئے تاکہ مرزائی اقتصادی طور پر مضبوط ہو جائیں۔ اس سلسلے میں ایک بات یہ بھی عرض کر دوں کہ جہاں انھوں نے پنجاب میں شوگر فیکٹریز، ٹیکسٹائل ملز وغیرہ قائم کئے اور سندھ وغیرہ میں اسی کے ساتھ ساتھ انھوں نے ان سے جتنے بھی فوائد حاصل ہو سکتے تھے وہ حاصل کئے یہاں تک کہ ۱۹۷۱ء میں نوٹوں کی واپسی کا جب اعلان ہوا تو لوگوں کو یہ جان کر شاید حیرت ہوگی لیکن اسے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ واپسی کی تاریخ پر ربوہ سے کوئی شخص بھی نوٹ جمع کرانے نہیں آیا۔ کیونکہ انھیں ایم ایم احمد کے ذریعے تین دن پہلے ہی یہ معلوم ہو گیا تھا کہ نوٹ واپس ہو رہے ہیں چنانچہ کوئی بھی قادیانی خسارے میں نہیں رہا۔ اب وہ حکومت کے بڑے بڑے عہدوں پر رہ کر بڑے عظیم اقتصادی اور سیاسی فوائد حاصل کر رہے ہیں اور پوزیشن یہ ہے کہ وہ اقلیت میں ہیں اور اپنی وہی پوزیشن بنانا چاہتے ہیں جو امریکہ میں یہودیوں نے بنالی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ فتنہ اسی طرح پروان چڑھتا رہا تو آئندہ چل کر یہی ہوگا کہ اس ملک پر مکمل طور پر ان کا قبضہ ہوگا اور ان کی مرضی کے بغیر کوئی حکومت نہیں کر سکے گا اس کا ثبوت ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں مل گیا کہ قادیانیوں نے کھل کر پیپلز پارٹی کی حمایت کی مرزا ناصر الدین محمود نے ربوہ میں اپنے خطبہ میں باقاعدہ اعلان کیا کہ مرزائی پیپلز پارٹی کو سپورٹ کریں۔ چنانچہ مرزائیوں کے بچے

پاکستان میں تل ابیب کا ایجنٹ ربوہ ہے

بچے نے پیپلز پارٹی کے لئے انتخابات میں کام کیا۔ پیپلز پارٹی مرزائیوں کے کندھے پر سوار ہو کر ابھری ہے۔

سوال:۔ کیا یحییٰ خاں کے دور میں آپ نے یحییٰ خاں اور حکومت کو قادیانیوں کے عزائم سے مطلع کیا تھا؟

جواب:۔ سابق صدر یحییٰ سے فروری ۱۹۷۱ء میں میری ملاقات ہوئی تھی۔ کراچی کے ایوانِ صدر میں علامہ عبدالمصطفےٰ الازہری اور جمعیت علماء پاکستان کے دیگر رہنما موجود تھے میں نے اس مسئلے پر تفصیل سے یحییٰ کو ان کے ناپاک عزائم سے مطلع کیا مثلاً یہ کہ میں نے کہا کہ قادیانی اسرائیل کے ایجنٹ اور یہودیوں کے دلال ہیں امریکی اور برطانوی سامراج کے پروردہ ہیں اور پاکستان میں موجود تمام قادیانی سی آئی اے کے ایجنٹ ہیں۔ اس وقت صدر یحییٰ خاں نے کہا کہ ثبوت کے طور پر کوئی بات کہیں تو میں نے کہا کہ حکومت پاکستان کسی بھی پاکستانی مسلمان کو پاکستانی پاسپورٹ پر اسرائیل جانے کی اجازت نہیں دیتی اور پاسپورٹ پر لکھ دیا جاتا ہے کہ اسرائیل کے علاوہ تمام دنیا کے لئے کارآمد ایک تو اسرائیل سے پاکستان نے کبھی کوئی تعلق قائم نہیں کیا اور نہ ہی انشاء اللہ آئندہ کبھی ہوگا لیکن وہاں مرزائیوں اور قادیانیوں کا باقاعدہ مشن کھلا ہوا ہے ربوہ سے ہر سال دوسرے سال مشنریز جاتے رہتے ہیں اور وہاں بیٹھے رہتے ہیں اور یہ بات حیرتناک ہے کہ پاکستانی پاسپورٹ پر اسرائیل چلے جاتے ہیں وہاں بیٹھ کر کام کرتے ہیں۔ ان کا وہاں خرچ کیسے چلتا ہے اور وہ وہاں کیا کر رہے ہیں۔ اور وہ کس مقصد کے لئے جاتے ہیں وہ اسرائیل ـــــ جو اسلام کا نام پسند نہیں کرتے مرزائیوں کو کیسے پروان چڑھنے دیتے ہیں یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مرزائیت یہودیت کی گود میں پروان چڑھ رہی ہے اور پاکستان میں تل ابیب کا ایجنٹ ربوہ ہے۔ اسکی معرفت جو چاہتے ہیں کر واتے ہیں۔

سوال:۔ یہ بات آپ نے عوامی سطح پر بھی تو بتائی تھی۔

جواب:۔ یحییٰ خاں سے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ ان کے ناپاک عزائم اس حد تک ہیں کہ آپ پورے پاکستان کے صدر ہیں اور پورے ملک پر آپکی حکومت ہے لیکن ربوہ پر آپ کی حکومت نہیں۔ یہ پاکستان کے اندر ایک علیحدہ اسٹیٹ ہے۔ انھوں نے کہا وہ کیسے؟ میں نے جواب دیا کہ ربوہ علیحدہ مرزائیوں کا مرکز ہے۔ مرزا ناصر الدین کی وہاں حکومت ہے۔ انکی اپنی پولیس ہے جس کا نام الفرقان فورس ہے۔ ان کا اپنا نظام ہے ہر قسم کی وزارتیں قائم ہیں اور انکی حکومت چل رہی ہے پاکستان کے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی جگہ پاکستان میں جائداد خرید لیں۔ لیکن حیرت ناک بات یہ ہے کہ کوئی پاکستانی ربوہ میں جائداد خریدنے

پیپلز پارٹی مرزائیوں کے کندھوں پر سوار ہو کر ابھری ہے

کا اختیار نہیں رکھتا۔ صرف قادیانی ہی وہاں کی جائیداد خرید سکتے ہیں۔ اور مرزا ناصر الدین بشیر الدین وغیرہ اس جائیداد کو فروخت کرتے ہیں۔ یہ اس بات کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ وہ پاکستان سے باہر ہے اور ایک علیحدہ اسٹیٹ ہے۔ مارچ میں مرزائیت کے خطرناک عزائم سے باخبر ہو کر میں نے اللہ کی مدد اور حمایت سے یہ خیال کیا کہ اس سازش سے پوری قوم کو آگاہ کر دیا جائے چنانچہ ۲۰ مارچ ۱۹۷۱ء کو آرام باغ کے جلسہ عام میں میں نے اعلان کیا کہ اس ملک کو ٹکڑے کرنے کی سازش تیار ہو چکی ہے۔ مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور ایم ایم احمد باقاعدہ یہ کہتے ہیں کہ مشرقی پاکستان ہمارے لئے بوجھ ہے اس کا علیحدہ ہونا ہی ہمارے لئے ترقی کا ذریعہ ہوگا۔ ورنہ ہم اسی طرح تباہ ہوتے رہیں گے وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کے پروپیگنڈے ہو رہے تھے۔ اور مرزائی یہ چاہتے تھے کہ ۷ کروڑ مسلمانوں کی وہ سرزمین جہاں مرزائیت کا کوئی وجود نہیں ہے۔ وہ اس ملک سے علیحدہ ہو جائے تاکہ مرزائی آسانی سے یہاں اپنے آپ کو پروان چڑھا سکیں۔ اسرائیل اور واشنگٹن میں جس طرح یہود مل کر سازشیں بروئے کار لا رہے ہیں۔ اس سے

میں نے پوری قوم کو آگاہ کیا لیکن افسوس کہ ذمہ دار افراد نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔ صدر صاحب نے بھی اسکا کوئی خیال نہیں کیا اور ملک کو ٹکڑے ہونا تھا وہ ہو گیا۔

سوال:۔ آپکی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی تحریک مذہبی تو برائے نام ہے سیاسی زیادہ ہے۔

جواب:۔ مذہب کا تو ان لوگوں نے لبادہ اوڑھ لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بہت ہی خطرناک سیاسی تحریک ہے اور یہ صیہونیت کی ایک ذیلی تنظیم ہے جو مسلمانوں کے اندر رہ کر مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا سامان پیدا کر رہی ہے۔

سوال:۔ ان کا منتہا تو قادیانی اسٹیٹ کی تعمیر ہی سمجھا جا سکتا ہے؟

جواب:۔ یہ ڈبل گیم کھیل رہے ہیں۔ ان کا پہلا مقصد تو یہ ہے کہ حکومت مکمل طور پر ہمارے قبضہ میں آجائے اگر حکومت قبضہ میں نہیں آتی ہے تو یہ ملک ہی ختم ہو جائے۔ اس سلسلے میں ایک بات کی وضاحت کر دوں کہ ربوہ تو بہرحال ان کا مرکز ہے لیکن یہ بات بڑی حیرت ناک ہے اور شاید بعض لوگوں کے علم میں یہ بات نہ ہو کہ قادیان جو مرزائیوں کا اصل مرکز ہے جہاں مرزا غلام احمد نے جھوٹی نبوت کا چرچا کیا تھا اس قادیان میں ہی مرزا غلام احمد کی قبر بھی ہے وہاں پر ۳۱۳ قادیانی بٹھا رکھے ہیں یہ قادیانی درویش کہلاتے ہیں ان ۳۱۳ درویشوں کا خرچ ربوہ سے جاتا ہے اور جب وہاں آدمیوں کی کمی ہو جاتی ہے تو ان کی کمی پوری کرنے کے لئے یہاں سے آدمیوں کو بھیج دیا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مشرقی پنجاب میں تبادلہ

اگرچہ پیپلز پارٹی کے مرکزی وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن نے ایم ایم احمد کی منصوبہ بندی کو غلط قرار دیا ہے پھر بھی وہ حکومت کے اقتصادی مشیر ہیں!

آبادی ہوگیا اور وہاں مسلمانوں کا وجود نہیں ہے مگر قادیانیوں کو ہندوستان میں رہنے کی اجازت دیدی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا ہندوؤں سے بھی رابطہ ہے۔ ہر وہ طاقت جو مسلمانوں کی دشمن ہے اور اسلام کو نیست و نابود کرنا چاہتی ہے وہ مرزائیوں کی دوست ہے اور یہ اس کے ایجنٹ ہیں قادیان اور ربوہ کا براہ راست رابطہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ رابطہ مسلمانوں کے لئے تباہ کن ہے۔

سوال:۔ قادیان کے قادیانیوں نے تو شاید بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا ہے؟

جواب:۔ اخبارات اس کے گواہ ہیں اور تفصیل کے ساتھ یہ واقعات اخبارات میں آئے ہیں کہ قادیان میں رہنے والے قادیانیوں نے باقاعدہ بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا ہے اور انھوں نے بنگلہ دیش کی حمایت کا بھی اعلان کر دیا ہے۔ مرزا ناصر الدین محمود نے باقاعدہ اس بات کا اعلان کیا تھا کہ ہندوستان اور پاکستان ایک ہو کر رہیں گے۔ اور اس کے ساتھی اب بھی اس کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ مرکز ان کا قادیان رہے کیونکہ وہی ان کا قبلہ و کعبہ ہے اور وہ براہ راست اپنے مرکز سے رابطہ قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

سوال:۔ قادیانی حج کرتے ہیں۔؟

جواب:۔ قادیانی حج کے لئے نہیں جاتے لیکن جب سے پاکستان بنا ہے یہ لوگ بھی جانے لگے ہیں اور کیونکہ ان کے پاسپورٹ میں قادیانی نہیں لکھا ہوتا اس لئے سعودی حکومت انھیں نہیں روکتی۔ وہاں پہنچ کر یہ لوگ سازشیں کرتے ہیں اور یہاں یہ کہتے ہیں کہ ہم تبلیغ کی غرض سے گئے تھے اور چونکہ وہاں ان کو تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں ہے اس لئے وہ وہاں صرف جاسوسی کرتے ہیں۔ اور یہودیوں کو وہاں کے حالات سے آگاہ کرتے ہیں۔

سوال:۔ کیا سعودی عرب میں قادیانیت کی تشہیر اور تبلیغ پر بالکل پابندی عائد ہے؟

جواب:۔ جی ہاں وہاں مکمل پابندی ہے اور اگر حکومت کے علم میں یہ بات آجائے کہ فلاں شخص قادیانی ہے تو اسے گرفتار کر لیا جاتا ہے اور وہ وہاں سے بچ کر نہیں جا سکتا۔

اقتصادیات کا ماہر ہونا اور بات ہے، چندے اور بھیک مانگنا اور بات ہے

سوال :- اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اسلام پسند جماعتیں خصوصاً آپکی جماعت مسلمان کی تعریف شامل کرنے اور سرکاری مذہب متعین کرنے پر زور دے رہے ہیں اسکی کیا وجہ ہے؟

جواب :- یہ عام فہم بات ہے کہ دستور میں جو بھی چیزیں رکھی جاتی ہیں ان کے قوانین بنتے ہیں اور ہر چیز کے لئے مکمل تعریف دی جاتی ہے جس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ اسمبل کا کیا مطلب ہے۔ آئین کا کیا مطلب ہے الیکشن کمیشن کا کیا مطلب ہے وغیرہ وغیرہ ان دفعات میں مسلمان کی تعریف نہ آئے تو یہ بڑی عجیب بات ہے جب صدر کی تعریف ہے کہ وہ ملک کا دستوری و آئینی سربراہ ہوگا تمام اختیارات اسکی ذات میں مرکوز ہوں گے وہ ہی پورے پاکستان کی افواج، انتظامیہ کا پوری طرح ذمہ دار ہوگا۔ اسی کے ساتھ ساتھ جب یہ آتا ہے کہ وہ مسلمان ہوگا تو مسلمان کی تعریف بھی آنا چاہیئے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان کی تعریف جب آئے تو اس سے یہ بات واضح ہو جانا چاہیئے کہ ملک کا سربراہ مملکت مسلمان ہوگا اور برائے نام مسلمان کہلا کر، ختم نبوت کا انکار کر کے بھی اپنے آپ کو مسلمان کہلا کر ملک کا سربراہ بنکر کوئی بھی برسراقتدار نہ آسکے اور منکرین ختم نبوت بڑے عہدوں پر فائز نہ ہو سکیں۔

سوال :- بیرونی ممالک میں کبھی قادیانیوں سے آپ کا واسطہ پڑا ہے؟

جواب :- بیرونی ممالک میں متعدد بار قادیانیوں سے واسطہ پڑا ہے۔ نیروبی۔ دارالسلام، ماریشیس اور لاطینی امریکہ میں سرینام۔ برٹش گیانا اور ٹرینی ڈاڈ کے مقامات پر بھی سابقہ پڑا اور مناظرے بھی ہوئے۔ الحمدللہ ان مناظروں میں جو پانچ پانچ اور چھ چھ گھنٹے جاری رہتے تھے مجمع عام میں قادیانیوں کو مکمل شکست دی۔ قادیانیوں کا لندن سے رسالہ نکلتا ہے اسلامک ریویو اس کے ایڈیٹر سے ۱۹۶۹ء میں ٹرینی ڈاڈ میں مناظرہ ہوا جو ڈیڑھ دن گھنٹے چلتا رہا اور بالآخر وہ کتابیں وغیرہ لے کر بھاگ گئے۔ دوسرا مناظرہ جنوبی امریکہ میں سرینام کے مقام پر ہوا۔ قادیانیوں کے مشہور مناظر موجود تھے اور انھوں نے راہ فرار اختیار کی نیروبی میں مرزائی مناظر مبارک احمد کے نام سے تھا۔ مناظرے کی تاریخ مقرر ہوئی۔ لیکن وہ فرار ہوگیا اور اسی طرح بے شمار مناظرے ہوتے رہے اور یہ لوگ میدان چھوڑ کر بھاگتے رہے۔ اسی طرح میں نے عقیدہ ختم نبوت کو ثابت کیا اور ان کے کفر کو باطل کیا۔

سوال :- اس کے نتیجے میں کچھ لوگوں نے توبہ کی یا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

جواب :- الحمدللہ اس کے نتیجے میں اب تک تقریباً ۶۰۰ قادیانیوں نے توبہ کی ہے اور یہ ان مناظروں

مرزائیت یہودیت کی گود میں پروان چڑھ رہی ہے!

اور ان کے راہ فرار اختیار کرنے کے بعد ہوا اور لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ یہ جھوٹے اور فریبی ہیں۔

سوال:۔ تحریری طور پر آپ نے اس سلسلے میں کیا کچھ کام کیا ہے۔

جواب:۔ ——— افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے جذبۂ دینی میں کوئی شبہ نہیں لیکن اس کا عملی مظاہرہ کچھ دیر سے ہوتا ہے۔ تحریری طور پر ختم نبوت پر انگریزی زبان میں میرے پاس کتاب ہے جس میں میں نے ایک سو سے زائد آیات اور تین سو سے زائد احادیث نبوی سے صراحتاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو ثابت کیا ہے لیکن وہ کتاب طبع نہیں ہوسکی اور نہ ابھی اس کے طبع ہونے کی امید ہے اس لئے کہ وہ ضخیم بھی ہے اور اس کی طباعت کے اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں پہلے اس کی طباعت پر تقریباً ۲۵۰۰۰ روپے کے خرچے کا اندازہ تھا۔ اب کاغذ کی گرانی کے سبب اس کے اخراجات میں مزید اضافہ ہوگیا ہے اس لئے فی الحال اس کی طباعت ممکن نہیں۔ اور دوسری کتابیں نے اس سلسلے میں لکھی تھی جسکو مرزائی اپنے عقیدے کی بنیاد بناتے ہیں ——

"حیاتِ مسیح علیہ السلام" اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو ثابت کیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ مرزا غلام احمد کا دعویٰ کہ میں مسیح ہوں جھوٹ پر مبنی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ابھی نہیں ہوا ہے۔ باہر کی دنیا کیونکہ مرزائیوں کے حالات سے بہت ہی کم باخبر ہے اور ان کو دھوکہ دینے کا موقع بآسانی مل جاتا ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ انگریزی اور فرانسیسی وغیرہ میں لٹریچر زیادہ سے زیادہ شائع کیا جائے اور تقسیم کیا جائے۔ اگر صاحب خیر مسلمان اس طرف توجہ فرمائیں اور ان کتابوں کی طباعت کا انتظام کروا دیں اور انھیں مفت تقسیم کرا دیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ان کا کوئی معاوضہ لوں کوئی بھی انھیں شائع کرا کے کسی بھی قیمت پر فروخت کر سکتا ہے۔ میرا مقصد مسلمانوں کو قادیانیت اور مرزائیت کے خطرناک عزائم سے آگاہ کرنا ہے۔

فرانسیسی اور انگریزی زبان کے تذکرے پر مجھے ایک بات یاد آئی جو میں بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ مرزا غلام احمد خود انگریزوں کا پروردہ ہے اور یہ بات مرزا غلام احمد نے اپنی تحریروں میں بھی تسلیم کی ہے۔ کیونکہ انگریز چاہتے تھے کہ مرزا غلام احمد کو مسلمانوں کا مرکز عقیدت بنا دیا جائے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کا مرکز عقیدت مدینہ منورہ ہے اسکی طرف سے یہ لوگ ہٹ جائیں اور ہندوستان کی طرف متوجہ ہو جائیں بہر حال کیونکہ یہ انگریز کے پروردہ ہیں اس لئے جہاں جہاں انگریز بستے ہیں دنیا کا کوئی گوشہ ہو وہاں بڑی آسانی سے انگریزوں نے ان کے دفاتر قائم کرائے اور ان کو امداد دی۔ یہ بھی

کوئی پاکستانی ربوہ میں جائیداد خریدنے کا اختیار نہیں رکھتا

جو قابل بات ہے کہ اسی افریقہ کی سرزمین پر فرانسیسی نوآبادیاں تھیں۔ جہاں جہاں فرانسیسی نوآبادیاں تھیں وہاں فرانس نے مرزائیوں کو داخل نہیں ہونے دیا چنانچہ آج بھی وہاں مرزائیوں کا وجود نہیں ہے۔ حالانکہ اب وہ نوآبادیاں آزاد ہو چکی ہیں انگریزوں کی آبادیوں میں ان کے مراکز موجود ہیں اور فرانسیسی سمجھتے ہیں کہ یہ انگریزوں کے جاسوس ہیں اس لئے وہ انہیں کبھی بھی اپنی نوآبادیوں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔

سوال :۔ قیام پاکستان سے لے کر ۱۹۷۲ء کے مالی سال تک بیرونی ممالک کے تبلیغی دوروں پر جو رقم خرچ کی گئی اس میں قادیانیوں کا حصہ تھا یا نہیں؟

جواب :۔ حکومت تبلیغی مقاصد کے لئے جو بھی رقم خرچ کرتی رہی ہے وہ اس سلسلے میں بڑی فراخدلی سے غیر ملکی زرمبادلہ مرزا ایم ایم احمد کی معرفت تقسیم کرائی گئی ہر مرزائی مبلغ براہ راست ایم ایم احمد کی اجازت سے اسٹیٹ بینک پہنچتا تھا۔ اور بڑی آسانی سے غیر ملکی زرمبادلہ حاصل کر لیتا تھا اور اس کے اعداد و شمار اسٹیٹ بینک سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ۱۹۶۳ء سے گزشتہ برس تک میں نے تبلیغی دورے کئے ایک ایک سال باہر رہا لیکن جب بھی اسٹیٹ بینک سے غیر ملکی زرمبادلہ کا مطالبہ کیا تو مجھے انکار کر دیا گیا اور کوئی زرمبادلہ نہیں دیا گیا۔ میرا پاسپورٹ اس چیز کی وضاحت کرتا ہے۔

سوال :۔ ایم ایم احمد کے بارے میں شدید جذبات جو مشرقی پاکستانی رکھتے تھے ان سے آپ نے کبھی حکومت کو آگاہ کیا تھا۔

جواب :۔ ۲۸ فروری کو یحییٰ خاں سے ملاقات میں میں نے کہا تھا کہ یہ آپ کے علم میں ہے کہ مغربی پاکستان کے لوگ ایم ایم احمد کو اچھا نہیں سمجھتے ہیں۔ مشرقی پاکستان میں تو یہ عالم ہے کہ اگر انہیں ایم ایم احمد مل جائے تو اسے جلا کر اس کی خاک بھی خلیج بنگال میں ڈال دیں۔ اس پر یحییٰ خاں نے کہا کہ مشرقی پاکستان کے لوگوں کے جذبات کا مجھے پہلے ہی علم تھا لیکن مغربی پاکستان کے لوگوں کے جذبات مجھے معلوم نہیں تھے۔ میں نے انہیں بتایا کہ مغربی پاکستان کے عوام بھی ان سے سخت نفرت کرتے ہیں۔

سوال :۔ اس کے باوجود بھی اسے چپکا رکھا؟

جواب :۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جتنی بھی حکومتیں برسراقتدار رہیں وہ ہمیشہ امریکہ کے رحم و کرم پر چلتی رہیں اور امریکہ اور یہودیوں کا سب سے بڑا مفاد اس میں ہے کہ ان کا ایجنٹ حکومت میں موجود رہنا چاہیے اسلئے کوئی بھی حکومت اس بات کی جرأت نہ کر سکی کہ وہ ان لوگوں کی نگرانی کر سکے اور ان کا قلع قمع کر سکے۔

سوال :۔ ۱۹۵۳ء میں پاکستان میں جو تحریک

چلی تھی ان دنوں آپ پاکستان میں تھے یا نہیں ؟

جواب :۔ اس زمانے میں میں پاکستان میں تھا اور کراچی میں اس تحریک میں مولانا عبدالحامد بدایونی مرحوم اور دیگر علماء کے ساتھ شریک تھا۔ آرام باغ میں جمعہ کے دن اس مہم کا آغاز کیا گیا اور اس میں پیش پیش تھا رضا کاروں کو گرفتاری کے لئے تیار کیا گیا اور دیگر اہم انتظامات کئے گئے ۔

سوال :۔ آپ کے والد ماجدؒ اس زمانے میں کیا تبلیغی دورے پر تھے ۔

جواب :۔ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں افریقہ کے تبلیغی دورے پر تھے ۔

سوال :۔ کیا آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کی بیخ کنی کے لئے مناظرے کئے اور تحریری طور پر کوئی کام کیا ہے ؟

جواب :۔ میرے والد رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء سے آخر تک افریقہ، ایشیا، سیلون، یورپ اور امریکہ کی سرزمین پر ہمیشہ لوگوں کو اس فتنہ سے آگاہ کیا۔ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی انگریزی زبان میں تصنیف THE MIRROR کے نام سے موجود ہے۔ جو سکی پبلیکیشنز نے شائع کی ہے اور اردو زبان میں ۔ "مرزائی حقیقت کا اظہار" تصنیف موجود ہے۔ عربی زبان میں مصر کی چھپی ہوئی "المرآۃ" ہے۔ انڈونیشی زبان میں بھی "مرزائی حقیقت کا اظہار" کتاب کا ترجمہ ہوا ۔ اور اسکی اشاعت کے بعد ملیشیاء میں بہت زبردست تحریک اٹھی۔ یہاں تک کہ ملیشیاء میں مرزائیوں کا داخلہ تک ممنوع ہو گیا تھا۔

خواجہ بختیار کاکیؒ

گرچہ بصورت آمدی بعد از ہمہ پیغمبراں

اما بمعنی بودہ سرخیل جملہ انبیاء

شبیر احمد مشرقی

مولانا سیّد خلیل احمد قادری البرکاتی سے ایک انٹرویو

مولانا سیّد خلیل احمد صاحب ان علماء اہلسنت میں سے ہیں جنہوں نے تحریک تحفظ ختم نبوت میں بہت سرگرمی سے حصہ لیا اور اسی تحریک کے دوران آپ گرفتار ہوئے اور آپ کو پھانسی کا حکم نامہ ملا تحریک کے بارے میں آپ نے ہمارے سوالات کے جوابات کچھ اس انداز سے عنایت فرمائے ——— (ادارہ)

مرزائیوں کے اخبار الفضل میں ان کے اس وقت کے امیر محمود بشیر نے غیر مرزائیوں کو چیلنج کیا تھا کہ غیر مرزائیوں کو ۱۹۵۲ء گزرنے سے پہلے اتنا مجبور کردیا جائے گا کہ وہ قادیانیت کے قدموں پر آکر گر جائیں۔ اور جو قادیانی نہیں ہیں وہ کیونکہ راہ راست پر نہیں ہیں۔ اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ قادیانیت قبول کرلیں یا اس روئے زمین پر نہ رہیں۔ اس سے ایک ہیجان برپا ہوا اور مختلف جماعتوں نے یہ سوال اٹھایا کہ اگر مرزائیت اسی طرح فروغ پاتی رہی تو یہ سخت نقصان دہ ہوگی اور ملک میں ایک بڑا فتنہ کھڑا کردیگی۔ اسی زمانے میں کچھ اس قسم کی اطلاعات بھی ملیں کہ ربوہ میں فوجی تیاریاں بھی کی جارہی ہیں۔ اور اسلحہ بھی جمع کیا جارہا ہے۔ اس قسم کی خبریں اخبارات میں آئیں اور مطالبات کئے گئے۔ اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے ربوہ میں جاکر حالات کا جائزہ لینے کا مطالبہ کیا گیا۔ چنانچہ اسی زمانے میں برکت علی محمڈن ہال میں ایک کنونشن ہوا جس میں پیر صاحب گولڑہ شریف جو کسی اسٹیج پر نہیں آتے تھے خود اسٹیج پر تشریف لائے اور پورے پنجاب اور سندھ کے قائدین شریک ہوئے اور اسمیں فیصلہ کیا گیا کہ اس فتنہ کا جو ملک و قوم کے لئے مضر ہے ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ اسمیں اس میں ہر جماعت کے دو دو نمائندے

شریک ہوئے پھر یہ مطالبات طے پائے کہ مرزائیوں کو
اقلیت قرار دیا جائے انھیں کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے
وغیرہ۔ یہ مطالبات لے کر یہاں لاہور سے ایک وفد کراچی
گیا اور وہاں خواجہ ناظم الدین صاحب سے ملاقات کی اور
ان سے کہا گیا کہ آپ ان کے مطالبات کو تسلیم کر لیں وہ
کچھ اس قدر مجبور نظر آتے تھے کہ وہ نہ کوئی انکار کرتے تھے
اور نہ ہی اقرار آخر کار ۲۷ فروری کو یہ حضرات ایک ہی
رات میں گرفتار کر لئے گئے مرکزی مجلس عمل میں مولانا مودودیؒ
اور داؤد غزنوی صاحب تھے۔ لوگ ان کے پاس گئے
اور ان کی گرفتاری کے بعد اقدامات کرنے کے لئے کہا تو
انھوں نے ٹال مٹول کرنا شروع کر دی۔ کراچی میں مولانا
احتشام الحق صاحب نے بھی کہا کہ ہم تو اس کے حق میں
نہیں تھے اور ہمارا مقصد یہ نہیں تھا اور ان لوگوں نے
پہلو تہی کی کوشش کی لیکن گرفتاری کی اس اطلاع کے
بعد پنجاب میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا اور مسجد وزیر
خاں میں اس کا مرکز بنا اور پھر ۲۸ فروری سے یہ تحریک
۱۹ مارچ تک چلی۔ اس میں جلسے اور جلوس ہوتے رہے
اور پر امن رہے۔ مختصر یہ کہ پھر تشدد پیدا کیا گیا اور مارشل
لاء لگا دیا گیا ۱ مارچ کو میں نے ایک تقریر میں دولتانہ اور
خواجہ ناظم الدین سے کہا تھا کہ تشدد کے ان اقدامات
کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔ اسی دوران پنجاب کے
اندر ایک ہڑتال ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام کاروباری
مراکز بند ہو گئے اور اس طرف پولیس کا تشدد بڑھ گیا
لوگ شہید ہو رہے تھے لیکن مارشل لاء کے باوجود جلوس
نکلتے رہے کراچی میں پہلے ہی گرفتاریاں ہو چکی تھیں اور ۱۸
مارچ کو مجھے بھی مسجد وزیر خاں سے گرفتار کر لیا گیا نیازی
صاحب، میں اور چند علماء وہاں موجود تھے اکثر علماء
پہلے ہی گرفتار ہو چکے تھے میں اور مولانا عبدالستار نیازی
صاحب مسجد وزیر خاں میں تھے مسجد سے ہمیں قلعے
لے جایا گیا اور وہاں پر ہم پر کافی تشدد کیا گیا انھوں نے
ہم پر جھوٹے الزامات لگائے اور ہماری تقریروں کی بنیاد
پر مجھے عبدالستار نیازی اور مولانا مودودی کو سزائے موت
کا حکم دیا گیا۔ پھر اسے چودہ سال سے بدلا اور پھر یہ مدت
سات سال کر دی گئی اور پھر ڈیڑھ سال بعد مجھے انھوں
نے خود ہی رہا کر دیا۔ قلعہ میں ہمیں رات کو سونے نہیں دیا
جاتا تھا۔ ایک رات صبح سے شام تک کھڑا رکھا۔ اور
انھیں ان کا مطالبہ یہ تھا کہ میں معافی مانگ لوں مگر میں نے
معافی نہ مانگی چونکہ یہ خاص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی عظمت اور حاکمیت کا مسئلہ تھا اس لئے میں نے فیصلہ
کر لیا تھا کہ اگر ہمیں جان بھی دینا پڑے تو گریز نہیں کروں گا
جس دن ہمیں پھانسی کا حکم دیا جانے والا تھا اس دن ہمارے
ساتھیوں میں سے ایک صاحب آئے اور بتایا کہ اس قسم
کا حکم دیا جانے والا ہے۔ میں نے سوچا کہ حبیب پاک
صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی خاطر اگر میری جان جاتی
ہے تو ایک جان کیا ایسی ہزار جانیں قربان۔ یقین جانئے
اس وقت میرے سامنے جنت کا نقشہ آ گیا اور میں سوچتا تھا
کہ یہ دیر بھی کیوں ہو رہی ہے ایک وقت تو وہ تھا کہ فوج
نے مسجد وزیر خاں کو گھیر لیا تھا اور ہماری گرفتاری ہونے
والی تھی تو ہم نے فیصلہ کیا کہ اب زندہ نہیں رہنا اور حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر قربان ہونا ہے۔
چنانچہ میں نے اعلان کیا کہ جن لوگوں کو یہاں رہنا ہے وہ اپنی
موت کا فیصلہ کر لیں اور جو ذرا بھی خوف محسوس کریں
وہ یہاں سے جا سکتے ہیں۔ تقریباً ۴۰۰ ساتھیوں
میں سے صرف ڈیڑھ سو باقی رہ گئے ان میں قطعی کوئی

کمزوری نہیں تھی اس وقت بھی میرے دل میں کوئی خوف نہیں تھا اور دل بالکل مطمئن تھا یہی حال جیل میں موت کا حکم سنکر ہوا۔ نیازی صاحب بھی موت کا حکم سن کر اشعار پڑھتے ہوئے آئے۔ ہماری سزا تین قسطوں میں کم ہوئی۔ آخر میں میری سزا سات سال اور مولانا مودودی اور عبدالستار نیازی صاحب کی سزا چودہ چودہ سال رہی اور حکام نے خواہش ظاہر کی کہ یہ اپیل کریں تو اسے بھی کم کر دیا جائے۔ لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا واقعات تو بہت طویل ہیں لیکن جب وقت لاہور ہائی کورٹ میں یہ کیس چل رہا تھا تو منیر صاحب نے مختلف علماء کے بیانات لئے ان کا مقصد یہ معلوم ہوتا تھا کہ علماء کو ذلیل کیا جائے اور انھیں جاہل ثابت کیا جائے اس مقصد میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے مسلمان کی تعریف پر میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ڈھائی گھنٹہ کا بیان دیا۔ جس پر عطاء اللہ شاہ بخاری وغیرہ بہت متاثر ہوئے اور وہ اس قدر مفصل جواب تھا کہ جسٹس منیر خود کہنے لگا کہ مولانا میں آپ کی بہت قدر کرتا ہوں اور پھر مزید سوالات کرنا شروع کر دیئے اس میں انھوں نے والد صاحب سے ایک سوال کیا کہ مولانا اس اخبار میں یہ لکھا ہے کہ آپ نے ایک تقریر میں کہا کہ اگر مسلمان فوج کو ختم نبوت تحریک کے سلسلے میں مسلمانوں پر گولی چلانا پڑی تو یہ ان کے لئے حرام ہے۔ والد صاحب نے فرمایا کہ یہ پرانی باتیں ہیں اور بہت سی چیزیں قید میں رہنے کی وجہ سے ذہن سے نکل گئی ہیں۔ بہرحال اگر اخبار میں لکھا ہے تو کہا ہوگا۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ میں آپ سے شرعی مسئلہ پوچھتا ہوں کہ ایسے موقع پر کیا فوج کے لئے گولی چلانا جائز ہوگا۔ تو والد صاحب نے کہا کہ یہ حرام ہے۔ تو جسٹس منیر نے کہا کہ مولانا آپ سوچ کر جواب دیجئے یہ ہائی کورٹ ہے یہاں سوچ کر جواب دیں۔ اس وقت والد صاحب نے کہا کہ اگر یہ فوجی عدالت بھی ہوتی تو بھی میرا جواب یہی ہوتا اور میں اپنے موقف سے نہیں ہٹتا۔ اخبارات نے سرخیوں کے ساتھ اس چیز کو شائع کیا۔

سوال:۔ کیا آپ کے والد صاحب مجلس عمل کے رکن تھے۔

جواب:۔ جی ہاں۔ انھیں علماء نے مجلس عمل کا صدر منتخب کیا تھا اور تحریک ختم نبوت میں انھوں نے قیادت بھی کی اور غلام اللہ بھی جب اس سلسلے میں والد صاحب کے پاس آئے تو انھوں نے ان پر پورے اعتماد کا اظہار کیا۔ عطاء اللہ شاہ بخاری نے تو اپنی تقریروں میں بھی انکی اس بہادری اور دلیری کا تذکرہ کیا جسکا مشاہدہ انھوں نے جیل میں کیا وزیر آباد میں ایک جلسے میں عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا تھا کہ ہم تو جیل کے عادی ہی تھے لیکن جب یہ سید زادہ جیل گیا تو ہم نے وہاں اسے صبر اور علم کا پہاڑ پایا۔ یہ ان کے تاثرات تھے والد صاحب کے بارے میں۔ سکھر جیل میں ۱۲۵ ڈگری گرمی تھی ٹین کی چادریں تھیں اور تاریک کمرے تھے۔ کراچی جیل میں والد صاحب کو کبھی میری یاد آتی تو دعا کرتے اور ایک بار تو انھیں اطلاع ملی کہ مجھے گولی مار دی گئی تو وہ جیل میں دعا فرماتے تھے کہ اے اللہ اگر ایسا ہوا ہے تو ناموس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر قربانی دینے والے خلیل کی قربانی قبول فرما۔ اور ایک خلیل نہیں ہزار خلیل ناموس مصطفےٰ پر قربان ہوں اور

اگر وہ زندہ ہے تو اسے اپنی حفاظت میں رکھ۔ ان ہی حالات میں انھوں نے تفسیر الحسنات مرتب فرمائی یہ تفسیر چھ جلدوں میں مرتب ہوئی پہلے دس پارے سکھر جیل میں مرتب کئے۔ اور فرماتے تھے کہ جب مجھے تمھاری یاد آتی تھی تو قرآن شریف کھول لیتا تھا اور تفسیر لکھنا شروع کر دیتا تھا اور اس کے بعد مجھے بہت سکون ملتا تھا تقریباً ایک مہینے ۲۵ دن میں شاہی قلعہ میں رہا۔ چھ مہینے تک ہمیں ایک دوسرے کی بالکل خبر نہ تھی جب میں سنیٹرل جیل میں آیا تو مجھے خط دیا گیا کہ میں والد صاحب کو لکھوں چنانچہ میں نے انھیں لکھا یہ خط شمسی صاحب کو ملا اور اس میں میری سزائے موت کی اطلاع تھی وہ لیکر والد صاحب کے پاس گئے لیکن انھوں نے اس بات کو کچھ دیر چھپانا چاہا والد صاحب تفسیر لکھ رہے تھے انھوں نے خود ہی پوچھا کہ خلیل کی کوئی اطلاع آئی ہے اس پر انھیں خط دکھانا پڑا۔ والد صاحب نے نہایت ہی اطمینان کا اظہار کیا اور کہا اس میں چھپانے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ واقعہ لاہور جیل کا ہے۔ ماسٹر تاج الدین انصاری نے اخبارات میں بھی یہ بیان دیا تھا میں بھی اس دن وہاں موجود تھا۔ ایک روز والد صاحب درخت کے نیچے بیٹھے تفسیر لکھ رہے تھے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین انصاری وغیرہ وہاں بیٹھے تھے تو ماسٹر تاج الدین نے کہا کہ حضرت دعا کیجئے کہ ہم رہا ہو جائیں تو والد صاحب فرمانے لگے کہ یہ تو بہت اچھا ہے کہ سب اکٹھے ہیں اور تفسیر بھی لکھی جا رہی ہے۔ لیکن باہر جا کر تو سب علیحدہ ہو جائیں گے اور معلوم نہیں کہ تفسیر بھی مکمل ہو پائے گی یا نہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ اگر سامنے والی دیوار کے نیچے سے سرنگ بن جائے تو ہم لوگ گھر چلا جایا کریں (یہ بات انھوں نے مزاحیہ انداز میں فرمائی) اس کے بعد فرمایا کہ ہاتھ اٹھاؤ اور دعا مانگیں۔ اس میں انھوں نے فرمایا کہ اے اللہ ہمیں اس چہار دیواری سے باہر نکال اور اپنے نیک مقصد کے لئے آزاد فرما۔

سوال:۔ آپ کے والد محترم کتنے عرصہ جیل میں رہے۔

جواب:۔ تقریباً ایک سال دو ماہ۔

سوال:۔ اس کے بعد کتنے عرصہ حیات رہے۔

جواب:۔ ان کا انتقال ۱۹۶۱ء میں ہوا۔ جیل سے ۱۹۵۵ء میں آئے تھے۔

سوال:۔ والد صاحب کی کوئی یادگار تقریر؟

جواب:۔ میرے پاس اس کا کوئی ریکارڈ نہیں ایک تقریر میں انھوں نے علماء سے فرمایا کہ جس شخصیت کا آپ زندگی بھر کھاتے رہے اس کے نام پر اب قربان ہونے کا وقت آگیا ہے اب گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس قسم کی جوشیلی تقاریر دیگر علماء بھی کرتے۔

سوال:۔ کیا قادیانی تحریک ابتداء ہی سے سیاسی بنیادوں پر چلی تھی۔

جواب:۔ قادیانی تحریک سیاسی نوعیت پر شروع نہیں کی گئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف مذہبی بنیادوں پر شروع کی گئی تھی۔ لیکن بعض لوگوں نے اس سے سیاسی مقاصد حاصل کرنا چاہے اور ان لوگوں میں دولتانہ اور خواجہ ناظم الدین شامل ہیں۔ علماء اہلسنت اس تحریک میں صرف مذہبی طور پر ہی شریک ہوئے اور علماء اہلسنت ہی سب سے زیادہ گرفتار ہوئے۔

مولانا عبدالستار خاں نیازی

سے ایک ملاقات

محمد اقبال اظہری

ناظم انجمن طلباء اسلام صوبہ پنجاب

سوال :۔ کیا آپ تحریک قادیانیت کو ہندو پاکستان میں فکری سازش سمجھتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو کن دلائل کی روشنی میں؟

جواب :۔ در اصل میں ہر انحرافی اور الحادی تحریک کو اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں اور یہ بات تو آپ کو معلوم ہو گی کہ جب یہود و نصاریٰ نے یہ دیکھا کہ اسلام کو فوجی طاقت سے ختم نہیں کیا جا سکتا تو انہوں نے اسلام کو فنا کرنے کے لئے اسلامی نظریات اور عقائد میں شکوک و شبہات پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ مثلاً سب سے پہلی تحریک جو عبداللہ بن سبا یہودی نے شروع کی۔ وہ تاریخ میں پہلا جاسوس تھا اس نے دیکھا کہ مسلمانوں کے اتحاد اور طاقت کو تلوار کے زور سے نہیں ختم کیا جا سکتا تو انہیں آپس میں لڑانے کا فیصلہ کیا۔ سب سے پہلے اس شخص نے اسلام میں فتنہ ڈالا۔ اور آہستہ آہستہ یہ چیز ایک تحریک کی صورت اختیار کر گئی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور اقدس میں یہ فتنہ اتنی ترقی پا گیا کہ ہر جگہ مصر، کوفہ اور بصرہ میں فسادات شروع ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے مستقل طور پر اسلام میں یہ تحریک چلائی کہ خلفاء ثلاثہ غاصب تھے۔ اس طرح انہوں نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا۔ یہی تحریک آج تک تخریبی تحریک کی صورت میں ہمارے ملک میں بھی موجود ہے۔

اس کے بعد ایک دور آیا جس میں رسول کو خدا سے جدا کرنے کی تحریک اٹھائی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک بھی یہودی اور عیسائی کی چلائی ہوئی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاکمیت اور ان کی عزت و وقار کو کم کرنے کے لئے یہ تحریک چلائی گئی۔

پھر ایک اور گروہ اٹھا اور اس کا مقصد قرآن پاک کے تحفظ کی آڑ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نیابت الٰہی کو ختم کرنا تھا اور لوگوں کو براہ راست قرآن میں غور کرنے کی تلقین کی اور سنی کی حیثیت کو تاریخی قرار دیا اور ان کی دینی اور مذہبی حیثیت کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی تحریک ہی تھی

پس منظر میں تحریک قادیانیت انگریزوں کی سازش کا نتیجہ ہے

۱۹۵۸ء میں ایک جلسہ ہوا جس میں ہمارے علماء بھی تھے اور مستشرقین بھی تھے۔ اور عالم اسلام کے علماء بھی۔ اس سے پہلے ۱۹۵۲ء میں ایک یونیورسٹی میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔

اس میں جو قرارداد پاس ہوئی تھی اس سے بھی بہت خطرہ لاحق ہوا کیونکہ اس میں کہا گیا تھا کہ یہ مسلمان بھی عجیب ہیں کہ آج سے چودہ سو سال قبل ایک شخص پیدا ہوا اور وہ ایک ریفارمر تھا۔ اس نے ایک انقلاب پیدا کیا۔ اپنے زمانے میں اس کا قول و فعل قطعی حیثیت رکھتا تھا۔ لیکن یہ مسلمان اب بھی اس کی تعلیمات کو حجت کا درجہ دیتے ہیں۔ اس میں یہ بھی کہا گیا کہ اب وہ ختم کر دیا جائے۔ ہر ایک کو چلنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور اس قسم کی بہت سی باتیں جو اسلام سے بالکل منحرف کرنے والی تھیں کہی گئیں۔ اور اسی کی آڑ میں یہاں پر بھی وہی فتنہ پھیلایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے علماء کو ہمت دی اور اس عاجز دعاگو ساتھی کو بار آور کیا کہ ہم نے اس ناپاک تحریک کا مقابلہ کیا اور مستشرقین کی نہیں چلنے دی۔ آپ اسمتھ (SMITH) کی کتاب دیکھیں "اسلام ان ماڈرن ہسٹری" (ISLAM IN MODREN HISTORY) اس میں آپ دیکھیں گے کہ وہ کہتا ہے کہ مسلمان مشرک ہیں۔ اس کے الفاظ ہیں کہ "وہ خدا کی عبادت نہیں کرتے اور اسلام کی پوجا کرتے ہیں" اس میں بھی ایک بڑا فتنہ موجود ہے۔ جب ہم اسلامک سسٹم کی (ISLAMIC SYSTEM) بات کرتے ہیں تو یہ زندگی کا ایک مکمل لائحہ عمل ہے اور جب خدا کی وحدانیت کا سبق دیا جاتا ہے تو یہ ایک (THEORY) نظریہ ہے خدا کی وحدانیت کو عملی جامہ پہنانے کے لیے رسول آتا ہے۔ ان کی کوشش یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان سے نکال دیا جائے۔ اور قادیانی تحریک بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت اور مقام نبوت کو ختم کرنے کے لیے وجود میں آئی جیسے کہ اس نے خود کہا کہ میں فرنگیوں کا پروردہ ہوں اور میں نے انگریز کی تعریف میں ۵۰ الماریاں لکھی ہیں۔ ہزارہا صفحات بھر دیے ہیں۔ مولانا ظفر علی خان نے فرمایا تھا ؎

قسم ہے قادیاں کے گل رخوں کی گلعذاری کی
غلام احمد کی الماری پٹاری ہے مداری کی

اس نے یہاں تک لکھا ہے کہ مجھے انگریز حکومت میں وہ اطمینان نصیب ہے جو مجھے مکہ اور مدینہ میں بھی میسر نہیں۔ پھر جب جنگ عظیم میں مسلمانوں کو شکست ہوئی تو انہوں نے گھی کے چراغ جلائے۔ علامہ اقبال نے اپنی تحقیق اور مرزا کی تحریروں سے یہ ثابت کیا کہ وہ انگریز کے جاسوس ہیں۔ جیسے ۱۹۵۳ء میں ۱۵۰ صفحے کا بیان انکوائری کمیشن کے سامنے دیا تھا اور ثابت کیا تھا کہ یہ کہتا ہے کہ میں ملکہ وکٹوریہ کے ذریعے پیدا ہوا ہوں۔ اور انگریز کی اطاعت جزو ایمان ہے۔ انگریز کو مسلمانوں کی تحریک جہاد سے بہت خطرہ لاحق تھا اور انہیں معلوم تھا کہ اگر یہ تحریک جاری رہی تو ہم تباہ ہو جائیں گے اس لیے انہوں نے اس تحریک کے خاتمے کے لیے ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہا جو مسلمانوں میں افتراق پیدا کر دے۔ یہ فرض انہوں نے مرزا غلام احمد کو سونپا۔ اور اس کی تحریروں سے یہ چیز عیاں ہے۔ اس طرح انہوں نے مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل کرنے کی کوشش کی۔ اور عجیب و غریب قسم کے عقائد مرزا کے ذریعے پھیلنے شروع ہو گئے۔ اب یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ تحریک یقیناً فرنگیوں کی چلائی ہوئی ہے۔ مرزا جیسا کہ وہ خود کہتا ہے کہ انہی کا پروردہ ہے۔ علامہ اقبال نے

تحریکِ ختمِ نبوت میں مطالبات منظور کرانے کے لئے تحریک چلائی گئی

اپنے ایک خط میں جو انہوں نے ۱۰ جون ۱۹۳۰ء میں جواہر لال نہرو کو لکھا تھا واضح طور پر لکھا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ خط اسلام اور ہندوستان کے بہترین مفاد کے تحت تحریر کر رہا ہوں اور مجھے اس چیز میں کوئی شبہ نہیں کہ احمدی اسلام اور ہندوستان کے باغی ہیں"۔

سوال :۔ ۱۹۵۳ء میں مرزائیت کے خلاف جو تحریک چلی تھی اس کے کیا اسباب تھے؟

جواب :۔ دراصل ۱۹۵۳ء کی تحریک سے پہلے "بی پی سی رپورٹ" آچکی تھی۔ خواجہ ناظم الدین صاحب نے بنیادی اصولوں پر غور و خوض کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کمیٹی میں یہ تو کہا گیا تھا کہ ملک کا سربراہ مسلمان ہوگا لیکن یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ مسلمان کون ہے۔ یہ تحریک اس لئے چلی کہ مسلمان کی تعریف کی جائے اور اسلامی شریعت کے مطابق جو شخص مسلمان نہیں اور اسلام کا دشمن ہے وہ کلیدی اسامیوں پر نہیں رہ سکتا۔ اس دور میں ظفر اللہ وزیر خارجہ تھا اور وزیر خارجہ ہوتے ہوئے وہ عالم اسلام اور پاکستان کے خلاف سازش کر رہا تھا۔ ہر جگہ مرزائیوں کو سفارت خانوں میں رکھ رہا تھا۔ اور اس کا دماغ اس حد تک خراب ہو گیا تھا کہ اس نے قائد اعظم کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی۔ اور جب اس سے پوچھا گیا کہ نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھی تو جواب دیا کہ یہ سمجھ لو کہ ایک مسلمان نے کافر کی نماز جنازہ نہیں پڑھی یا ایک کافر نے مسلمان کی۔ میں نے اپنی ایک تقریر میں جو ۱۰ مارچ ۱۹۵٦ء کو یوم شہداء کے موقع پر کی تھی اس میں اس کی وجوہات لکھی ہیں جو اس کے صفحہ ۹ پر ہیں۔

تحریک کیوں شروع ہوئی :۔

(تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء۔ صفحہ ۹ کا متن)

فروری ۱۹۵۳ء کے آخر میں کراچی اور لاہور سے تحریک تحفظ ختم نبوت نے تین مطالبات کو خواجہ ناظم الدین کی مسلم لیگی وزارت سے منوانے کی خاطر "راست اقدام" کی تحریک کا آغاز کیا تھا تحریک کی ابتدا ایک مجلس عمل نے کی۔ جس نے یہ پہلے سے بتا دیا تھا کہ تحریک کا مقصد تشدد یا قانون شکنی نہیں۔ بلکہ اس وزارت کو استعفیٰ دینے پر مجبور کرنا ہے جو رائے عامہ کے مطالبات کو تسلیم نہیں کرتی نہ خود اپنی جماعت کے فیصلے پر بھی عمل نہیں کرتی اور جس نے سوائے راست اقدام کے اور کوئی راستہ باقی نہیں چھوڑا جس کے ذریعے یہ تین مطالبات منوائے جا سکیں نہ ہی یہ وزارت ملک کا آئین مکمل کرنے پر آمادہ تھی آئین کی عدم تکمیل کی صورت میں عام انتخابات کا بھی امکان نہ تھا جہاں سے عام آئینی طریقے سے اپنے مطالبات پورے کروا سکیں۔ وہ تین مطالبات یہ تھے۔

(۱) سر ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے ہٹا دیا جائے کیونکہ وہ اپنے اس مذہبی عقیدے کا خود اقرار کر چکے ہیں کہ برطانوی حکومت سے وفاداری ان کے دین و ایمان میں داخل ہے اور جو شخص کسی غیر مملکت کی حکومت سے شرعی وفاداری اپنے ایمان میں داخل سمجھتا ہو، وہ پاکستان کی آزاد مملکت میں وزارت خارجہ جیسے اہم عہدے پر متمکن ہونے کا ہرگز اہل نہیں۔

(۲) دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ ہر مسئلہ میں جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ

[illegible]

وسلم کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم نہ کرے اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات یعنے کسی کی تفسیر، تعبیر یا تاویل کا سوال پیدا ہو تو مسلمانوں کی کثرتِ رائے کے فیصلے کی پابندی کو اپنے لیے ضروری نہ سمجھے۔ پاکستان اس لیے حاصل کیا گیا ہے کہ یہاں اسلام کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی خاطر ایک خطہ قائم کیا جائے۔ لہٰذا جو لوگ پاکستان میں رہنا چاہیں لیکن خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو کسی مسئلہ میں آخری حجت تسلیم نہ کریں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی تاویل میں مسلمانوں کی کثرتِ رائے کی پابندی نہ کریں انہیں آئینِ پاکستان کے ماتحت اقلیت قرار دینا چاہیے۔

(۳) تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ پاکستان بن جانے کے بعد یہاں سب سے بڑا مسئلہ حکومت کو اسلامی تعلیمات کے ماتحت لانے کا ہے کہ حکومت صرف وزارت کا نام نہیں بلکہ اس میں سرکاری ملازمین کو بھی بڑا دخل ہے۔ لہٰذا جب تک پاکستان میں سرکاری محکموں کی کلیدی اسامیوں پر صرف ایسے سرکاری ملازمین کو مقرر نہیں کیا جاتا جو ہر مسئلہ میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاویل میں مسلمانوں کی کثرتِ رائے کے فیصلے کی پابندی اپنا ایمانی اور مذہبی فرض سمجھیں تب تک پاکستان کو اسلامی مملکت نہیں بنایا جا سکتا۔

سوال:۔ آپ نے اس تحریک میں بہت سرگرمی سے حصہ لیا تھا کیا آپ اس کی کچھ تفصیل بتائیں گے؟

جواب:۔ اس تحریک میں ہم نے جب حصہ لیا تو برکت علی ہال میں ایک کنونشن ہوا۔ یہ قصہ ۱۹۵۱ء کا ہے۔ اس میں ہم سب لوگ شریک ہوئے۔ وہاں یہ طے پایا تھا کہ کراچی میں ایک آل پاکستان کنونشن ہو۔ اس کے لیے تیرہ آدمیوں کو منتخب کیا گیا تھا۔ میں بھی ان میں پنجاب کی طرف سے بطور نمائندہ منتخب ہوا تھا۔ احرار کے ساتھ ہم نے ایک مجلس تحفظ ختمِ نبوت بنائی تھی اور اس میں علماء اہلسنت کو بھی شامل کیا گیا۔ مولانا ابوالحسنات صاحب کو مجلسِ عمل کا قائد بنایا گیا۔ علماء اہلسنت نے بہت سرگرمی سے کام کیا۔ لیکن میں نے اس مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے تمام ضوابط کے تحت کام نہیں کیا۔ کیونکہ انہوں نے مجھے اس میں شامل نہیں کیا تھا۔ بہرحال میں نے اپنی بساط کے مطابق ملک بھر کا دورہ کیا اور یہ تین مطالبات کہ مسلمان کی تعریف کی جائے، یہ طے کیا جائے کہ قادیانی مسلمان نہیں؟ ظفر اللہ کو ہٹایا جائے اور کلیدی اسامیوں پر غیر مسلموں کا تقرر نہ کیا جائے۔ یہ مطالبات تفصیل سے پیش کیے گئے ہیں۔ مجھے ایک خصوصیت یہ حاصل تھی کہ میں اسمبلی کا ممبر تھا۔ اور ممبرانِ اسمبلی سے میرا تعلق رہتا تھا۔ علاوہ ازیں میں نے تحریکِ پاکستان میں جو کام کیا تھا اس کی وجہ سے مسلم لیگ کے کارکنان وغیرہ سے میرے تعلقات تھے اور کالجوں وغیرہ میں بھی طلباء سے تعلقات تھے۔ مجلس تحفظ ختمِ نبوت نے کراچی میں کنونشن کیا۔ اس کے تیرہ نمائندوں میں میرا بھی نام تھا۔ لیکن مجھے اس میں شامل نہیں کیا گیا۔ ان کا یہ خیال تھا کہ یہ گرم اور تیز آدمی ہے اور اس کی وجہ سے وقت سے پہلے تصادم نہ ہو جائے۔ بالآخر دولتانہ نے ایک چال چلی اس کا مقصد یہ تھا کہ بجائے اس کے کہ میں نشانہ بنوں، نشانہ مرکز کو بننا چاہیے۔ ابتدا میں دولتانہ نے تحریک کی مخالفت کی لیکن جب تحریک نے زور پکڑا تو اس نے یہ چال چلی کہ اپنے صوبہ میں مخالفت نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور کہا کہ آپ کا مطالبہ آئینی ہے اور آپ کو مرکز سے رجوع کرنا چاہیے

دولتانہ صاحب کی تحریک میں شامل کی جائے

احراری حضرات چاہتے تھے کہ دولتانہ ناراض نہ ہوں اور انہیں معلوم تھا کہ میں حزب اختلاف میں ہوں اور میری شمولیت سے دولتانہ اس تحریک میں رکاوٹ ڈال سکتے ہیں۔ ان کی اس مصلحت کو میں برا نہیں سمجھتا۔ کیوں کہ یہی موقع انہیں کام کرنے کے لئے بہت مناسب تھا۔ جب یہ تحریک تیز ہو گئی اور کراچی میں ملاقات کے لئے یہ حضرات گئے تو پتہ چلا کہ یہ گرفتار ہو گئے ہیں یہ ۲۵ فروری ۱۹۵۳ء کی بات ہے میرا ان سے یہ اختلاف تھا کہ لاہور سے آپ کے قافلے کراچی بھیجیں۔ وہ وہاں جا کر اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کریں یہ کوئی پراثر چیز نہیں ہوگی دولتانہ فقط اتنا کہہ دیں کہ میں تمہاری تحریک سے متفق ہوں۔ اگر تحریک سے متفق ہے تو صوبائی اسمبلی میں جا کر قرارداد پاس کرے۔ دوسری بات یہ کہ دولتانہ بھی خواجہ ناظم الدین ہی کا بنایا ہوا ہے۔ میری رائے یہ تھی کہ کراچی والے کراچی میں، پنجاب والے پنجاب میں اور سرحد والے سرحد میں کام کریں اور یہ تحریک ملک گیر صورت اختیار کرے اور صوبے مجبور ہو کر مرکز پر دباؤ ڈالیں اور ہمارے مطالبات مرکز تسلیم کرے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ کراچی جانے سے مجھے اختلاف ہے۔ علماء کی گرفتاری کی اطلاع مجھے جمعہ کے دن داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تقریر کے دوران ملی تھی۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ قافلہ جانے والا ہے۔ تو میں نے کہا کہ اس کی بجائے پنجاب اسمبلی کا گھیراؤ کیا جائے اور انہیں مجبور کر دیا جائے کہ وہ مرکز سے ہمارا مطالبہ تسلیم کرائیں۔ تحریک چلتی رہی یہاں تک کہ سب قائدین گرفتار ہو گئے۔ ان کی گرفتاری کے بعد تحریک ختم ہونے لگی۔ لیکن میں نے کہا کہ یہ تحریک ختم نہیں ہونا چاہئے چنانچہ ۲۷ اور ۲۸ مارچ کو میں نے علماء سے ملاقات کی مولانا غلام غوث صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اور پھر ہم لوگ مل کر مولانا مودودی کے پاس گئے اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا اور بتایا کہ یہ تحریک آگے بڑھانی ہے۔ مولانا نے کہا کہ آپ کچھ دیر بعد آئیں تاکہ کچھ اور لوگ آ جائیں اور پھر فیصلہ کیا جائے۔ وہاں مولانا مودودی نے کہا کہ میں ابھی تحریک میں شامل نہیں ہوتا۔ جب تحریک فیل ہونے لگے گی تو میں اس کو سنبھال لوں گا۔ میں نے کہا مولانا آپ اس کو نہیں سنبھال سکتے۔ میں نے علماء اور کارکنان کو جمع کیا اور ایک پرامن جلوس کا پروگرام بنایا۔ اس وقت بعض لوگ ایسے بھی تھے جن کا رابطہ جیل میں مجلس عمل کے حضرات سے تھا۔ ان کی معرفت ہم نے ان کی رائے معلوم کی۔ انہوں نے کہا کہ اب کراچی میں گروپ بھیجنے کی بجائے لاہور میں ہی کام کیا جائے کیوں کہ لاہور اور پنجاب سے جو گروپ بھیجے جاتے تھے انہیں اسٹیشن ہی میں اتار لیا جاتا تھا۔ غرضیکہ میں نے تحریک کو از سر نو منظم کرنے کا فیصلہ کیا اور ۲۰ فروری کو اعلان کیا کہ آج تک یہ مذہبی تحریک تھی اب یہ سیاسی تحریک بھی ہے چنانچہ میں نے اس تقریر میں صفحہ ۲۸ اور ۲۹ پر لکھا ہے۔

تحریک صرف مذہبی نہیں تھی:-

یہ ایک مشہور مسئلہ ہے کہ مسلمان کا دین اس کی دنیا سے جدا نہیں۔ مسلمان کی سیاست اس کی عبادت سے منقطع نہیں بارہا اس لئے تحریک تحفظ ختم نبوت کے متعلق یہ ایک افسوسناک بات ہے کہ اس تحریک کو ان معنوں میں بار بار مذہبی تحریک کہا گیا ہے گویا یہ ایک سیاسی، اقتصادی اور عالمگیر تحریک نہ تھی جب "مذہبی" کا لفظ ان معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے تو اس کی

پیغام

مولانا جمیل احمد نعیمی

پاکستان کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا المیہ ہے کہ جس ملک میں ۱۹۵۲ء کے اواخر اور ۱۹۵۳ء کے اوائل میں توحید کے متوالے اور شمع رسالت کے پروانوں نے تحفظ ناموس رسالت کے لئے بے شمار قربانیاں دیں ۔ آج اسی ملک میں منکرین ختم نبوت مرزائی پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر کامیاب ہوکر قومی اور صوبائی اسمبلی میں پہنچ جاتے ہیں جن کی تعداد ۱۴ تا ۱۷ ، ہوتی ہے ۔ اس سے بڑا اور کیا المیہ ہوگا کہ آج تک تو مرزا غلام احمد کی امت صرف مذہبی حد تک اپنی چیرہ دستیاں جاری رکھے ہوئے تھی اور اب قومی و صوبائی اسمبلی کے ذریعہ سیاسی اثر و نفوذ بھی حاصل کرنے کی مرزائی امت کوشش کر رہی ہے اور کئی اہم عہدوں پر قادیانی قبضہ جما چکے ہیں ۔ مثلاً فضائیہ اور بحریہ پر اور اب بریہ پر بھی قبضہ جمانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ ایسی صورت میں پاکستان کا مستقبل انتہائی مخدوش نظر آتا ہے مرزائی تحریک اور فری میسن تحریک میں ایک حد تک یگانگت اور مشابہت بھی نظر آتی ہے ۔ وہ اس صورت سے کہ جس طرح فری میسن والے اپنی تحریک کو پوشیدہ رکھتے ہیں اسی طرح مرزائی بھی اپنی تحریک کو مخفی رکھتے ہیں اور اپنا مرزائی ہونا کسی پر ظاہر نہیں کرتے اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ الیکشن میں اور الیکشن کے بعد ہر پارٹی نے اپنے ممبران کی فہرست شائع کیں لیکن اگر نہیں شائع کیں تو قادیانی جماعت نے اپنے ممبران کی فہرست شائع نہیں کی کیونکہ اسی طرح مرزائی ممبران تمام ممبران قومی اسمبلی کی نظر میں آجاتے ہیں اور اب جو گمنام رہ کر مرزائی امت اسمبلی میں تخریبی کاروائیاں کر سکتی ہے وہ ظاہر ہونے کے بعد نہیں کر سکتی تھی ۔

لہٰذا میں تمام مسلمانوں سے خدا و رسول کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہر جگہ مرزا غلام احمد قادیانی کی امت سے ہوشیار رہیں اور ان کی ایمان سوز تخریبی کارروائیوں سے بچتے رہیں ۔ آخر میں میں ادارہ ترجمان اہلسنت کے احباب کو بھی تہہ دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے ختم نبوت نمبر شائع کرکے وقت کے اہم تقاضہ کو پورا کیا ۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ ادارے کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور اس میں لکھنے والوں پڑھنے والوں اور اس میں ہر ممکن تعاون کرنے والوں کو دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے ۔ آمین !

دھونگ بن جاتی ہے جس طرح " مذہبی شعور " کی ترکیب لفظی میں مذہب کا اسلامی مفہوم مسخ ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ تحریک تحفظ ختم نبوت ان معنوں میں ایک مذہبی تحریک تھی۔ جن معنوں میں " تحریک قیام پاکستان " ایک مذہبی تحریک تھی جن معنوں میں " تحریک حصول کشمیر " ایک مذہبی تحریک ہے۔ اور جن معنوں میں سود کی مخالفت سے پاکستان کی اقتصادیات کو مغربی بینکاری کے انسانیت کش اثرات سے نجات دلانے کی تحریک ایک مذہبی تحریک ہو گی"۔ اس غلط فہمی اور غلط بیانی کی ابتدا اس ماحول میں ہوئی جبکہ " راست اقدام " کو بغاوت کے مترادف قرار دینے کی ناجائز کوشش جاری تھی۔

تحریک کا مقصد سیاسی بھی تھا:۔

"جس شخص نے تحریک تحفظ ختم نبوت کی ابتداء اور ارتقاء کے مراحل کا مطالعہ کیا ہے اور اس وقت کی نقاریر اور جلسوں کی کارروائی اور کارکنوں کی جدوجہد اور تنظیم کی سرگرمیوں پر اس کی نگاہ ہے وہ بخوبی جانتا ہے کہ اس تحریک کے چلانے والوں کو صرف یہ خیال دامن گیر تھا کہ وہ الٰہیات، فقہ یا علم عقائد کا کوئی اصولی مسئلہ بجائے مدرسہ میں طے کرنے کے مسند حکومت پر سلجھانے کے خواہشمند تھے۔ بات یہ تھی کہ الٰہیات فقہ اور علم عقائد کے ایک مسلمہ مسئلہ کو بعض سیاسی، اقتصادی اور عملی سازشوں کی مصلحت نے یوں الجھا دیا تھا کہ بغیر اس مسئلہ کو مسند حکومت پر جچے تلے طے کئے نہ ان سیاسی غداروں کا علاج کیا جا سکتا تھا جو نبوت کا لبادہ اوڑھ کر ملک و قوم کے اندر سے اخذ کرنا چاہتے تھے نہ ان اقتصادی رخنہ اندازوں کا قلع قمع ہو سکتا تھا جو امریکہ میں پیدا ہونے والے فرغلے کی منڈی پاکستان میں مہیا کرنے کی خاطر ایک طرف پاکستان کے دریاؤں کا رخ بدلے جانے پر کسی عملی مداخلت کی بجائے یو این او میں ساڑھے بارہ گھنٹے تقریر کرنا کافی سمجھتے تھے اور دوسری طرف حکی غلے کو بھارت میں سمگل ہونے کا موقع دیکر یہاں مصنوعی قلت اور قحط کی صورت پیدا کر رہے تھے نہ ہی ان عالمگیر سازشوں کا مقابلہ کیا جا سکتا تھا جو روس اور امریکہ کی لڑائی میں اسلام کے نام پر پاکستانی سپاہیوں سے وہی کام لینا چاہتے تھے جو پہلی اور دوسری عالمگیر جنگوں کے دوران راولپنڈی اور جہلم کے رنگروٹوں نے بغداد اور مصر میں حکومت انگلینڈ کی ذریت خدمات بجا لا کر انجام دیا تھا۔

تحفظ ختم نبوت کے مسئلہ کے دینی پہلو کو یکسر علیحدہ رکھتے ہوئے تین سراسر دنیاوی مسائل ایسے تھے جو پاکستان کو درپیش تھے اور درپیش ہیں۔ اور جن کا حل سوائے ختم نبوت کے اصول کو پاکستان کی سیاست، پاکستان کی اقتصادیات اور پاکستان کی خارجہ پالیسی کا محور اور مرکز بنائے بغیر ممکن نہ تھا"۔

پھر یہ بحث دو نہر خاں میں چلا گیا اور وہاں سے تحریک کو آگے بڑھایا۔ اور تحریک پر امن چلتی رہی۔ جن نے لوگوں کو ہدایت کی کہ مثبت نعرے لگائیں اور تصادم سے بچیں جبکہ حکومت یہ چاہتی تھی کہ تصادم ہو اور ہم نے تصادم کے سب راستے بند کر دیئے۔ حکومت نے بہت کوشش کی کہ گڑبڑ پیدا کی جائے لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔ اس تحریک میں جو آدمی بھی شریک ہوتا اس نے دیکھا

کر کے آئے تھے کہ ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جان دے گا
ہم نے طے کیا کہ اگر لاٹھی چارج ہوا تو لاٹھیاں کھاتے رہیں گے
چنانچہ یہی ہوا لیکن مولانا خلیل صاحب نے مشورہ دیا کہ ایسے
موقع پر سب زمین پر لیٹ جائیں۔ پولیس نے لوگوں کو اٹھانا
چاہا لیکن وہ نہ اٹھے۔ ایک ڈی ایس پی تھا ایک نوجوان کو ٹھوکر
لگائی۔ اس کی بغل میں حمائل تھی اور وہ دور جا پڑی اور پھٹ
گئی۔ کچھ نوجوان اس ڈی ایس پی کو دیکھ رہے تھے۔ اس دن
تین جلوس روانہ کئے گئے تھے گورنمنٹ ہاؤس، سول سیکرٹریٹ
اور ڈسٹرکٹ کورٹ کی طرف۔ یہ لوگ پرامن طور پر واپس آگئے
کچھ گرفتاریاں بھی ہوئیں۔ ڈی ایس پی کے ٹھوکر لگانے پر
لوگ بپھر گئے۔ وہاں ایک آدمی تھا جس کا نام میں لینا نہیں
چاہتا۔ اس نے دہلی دروازے کے باہر تقریر میں اس واقعہ
پر لوگوں کو بھڑکا دیا۔ میرا ہیڈ کوارٹر مسجد وزیر خان تھا۔ ان کی
اسکیم یہ تھی کہ اس شخص کو پکڑ کر لے جانے سے تحریک ختم ہو جائے
گی۔ چنانچہ انہوں نے مجھے دیکھا کہ کس وقت میں اکیلا ہوتا ہوں
عصر کی نماز میں عام طور پر میں کام کی زیادتی کی وجہ سے آخری
صف میں کھڑا ہوتا تھا۔ انہوں نے اسکیم بنائی کہ آدمی بھیجا جائے
اٹھوا لیا جائے۔ میں مسجد کے حجرے میں بیٹھا نوجوانوں کو ہدایات
دے رہا تھا۔ ایک شخص آیا اور دیکھ کر واپس چلا گیا۔ میں نے
نوجوانوں کو بتایا کہ یہ آدمی مشکوک نظر آتا ہے اس کا تعاقب کرو
نوجوان اس کے پیچھے گئے لیکن اسے پکڑ نہ سکے۔ اس کے کچھ
دیر بعد ڈی ایس پی پولیس کا ایک جتھا لیکر وہاں آیا اور مسجد میں
داخل ہونا چاہا۔ ہم نے مسجد کے باہر باقاعدہ پہرہ لگایا ہوا تھا

اور کوڈ ورڈز سے اطلاعات دیتے تھے۔ رضاکاروں نے
دروازے پر انہیں روک لیا۔ اور ڈی ایس پی کو موقع پر ہی
لڑکوں نے قتل کر دیا۔ کچھ پولیس والے بھی زخمی ہو گئے۔ وہ چاہتے
تھے کہ کل پھر تشدد کیا جائے اور میں سمجھ گیا تھا کہ حکومت اپنی
چال میں کامیاب ہو گئی ہے۔ ہمارا طریقہ یہ تھا کہ دن بھر تقریریں
ہوتی تھیں اور رات کو بھی تقاریر کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ رات
رات کو ایک ڈیڑھ بجے ہم لوگ مسجد سے ایک اور پوشیدہ محفوظ
مقام پر منتقل ہو جاتے تھے۔ میں چوکنا ہو گیا تھا۔ میں نے [illegible]
کو جلسے میں ایک قرارداد پاس کرائی کہ جن لوگوں نے ڈی ایس پی کو
قتل کیا ہے انہوں نے برا کیا ہے اور وہ ہمارے آدمی نہیں۔ وہ
حکومت کے آدمی ہیں اور اس طرح تحریک کو تباہ کرنا چاہتے
ہیں اور ہماری پرامن تحریک کو متشدد رنگ نہ دینا چاہتے ہیں
اس لیے نوجوان پرامن رہیں۔ میں نے اس تحریک کے دوران ڈیوٹی پر
جو مسلمان ہلاک ہوں گے وہ شہید ہوں گے اور یہ قرارداد پاس
ہو گئی۔ صبح کو ہم نے پروگرام شروع کیا لیکن صبح تشدد کیا گیا اور
بے تحاشہ فائرنگ کی گئی۔ قادیانی بھی فوج اور پولیس کی وردیاں
پہن کر آ گئے تھے تو شدید فائرنگ کرنے لگے۔ ہمارے نوجوان علم
تھامے موقع پر جو قربانیاں دیں۔ تصور کر کے آپ دنگ رہ
جائیں گے۔ جب مسجد وزیر خان سے سات دستے نکلے تھے تو
دہلی دروازے پر چار نوجوانوں کی ڈیوٹی تھی انہوں نے
ایک ایک کر کے چاروں کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔ ہمارا ایک جلوس
مال روڈ سے آرہا تھا۔ اور اس کے نعرے صرف لا الہ الا اللہ نعرہ
تکبیر اور نعرۂ رسالت تھے۔ وہاں پر زبردست فائرنگ ہوئی اور ۲۴

[illegible]

نوجوان سینہ کھول کھول کر سامنے آ گئے اور بعد میں ہمارا نوٹس لیتے
رہتے۔ یہ پانچ تاریخ کا واقعہ ہے ۶ تاریخ کو جمعہ تھا انہوں نے
یہ شرارت کی کہ ایک پوسٹر لگا جس میں اعلان کیا گیا کہ آج
نمازِ جمعہ شاہی مسجد میں پڑھائیں گے۔ تاکہ ہماری قوت بٹ
جائے۔ میں نے ایک جیپ کے ذریعے اعلان کیا اور اس پوسٹر
کی تردید کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۶ تاریخ کو شاہی مسجد میں ہمارا کوئی آدمی
نہیں گیا۔ اسی دن مارشل لاء لگا دیا گیا۔ ہماری تحریک کامیاب
ہو چکی تھی۔ صوبائی حکومت نے میرے پاس اسمبلی کے اسپیکر کو
بھیجا اور کہلوایا کہ پنجاب کی حکومت آپ کے مطالبات حکومت
کو پہنچائے گی اور آپ سے بات چیت کرے گی۔ اس سے پہلے
گورنر نے ان معاملات کو روکنے کے لئے بہت کوششیں کیں ہم
نے ان سے وعدہ کیا کہ تحریک پرامن رہے گی اگر آپ کو ہماری
تحریک کو ختم کرنے کی کوشش ختم کرنا ہوں گی۔ ۶ تاریخ کی رات
کو ہمارے آدمی خوف وہراس کی وجہ سے اور بجلی کے نظام کے
ختم ہو جانے کی وجہ سے نہیں آئے۔ میں نے حاضرین کو بتایا
کہ آپ کی تحریک کا محافظ اللہ ہے اور مردانہ وار بڑھتے رہو۔
چنانچہ ۷ تاریخ کو پورے اہتمام سے پروگرام جاری رکھے گئے
اور بڑا زبردست اجتماع ہوا۔ مسجد وزیر خان کو میں نے ایک قلعہ
قرار دیا جسے کوئی فتح نہیں کر سکتا۔ مارشل لاء کے باوجود ۷ اور
۸ کو جلسے ہوتے رہے ان حالات میں ہم نے کسی اور جگہ مرکز
بنانے کے متعلق سوچا۔ ۹ تاریخ سے اسمبلی کا سیشن شروع ہوا
تھا۔ اس لئے میں اس پوشیدہ جگہ سے منتقل ہو گیا۔ ۹ تاریخ
کو ہمارے دیگر ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ میرے خلاف ایک
مقدمۂ قتل درج کر لیا گیا۔ میرا پروگرام یہ تھا کہ میں سیدھا اسمبلی
میں داخل ہو جاؤں۔ میں نے سوچا کہ لاہور سے باہر چلا جاؤں
اور کوئی روپ دھار کر گاڑی میں آؤں اور سیدھا اسمبلی ہال میں
داخل ہو جاؤں۔ میں نے ۱۹ تاریخ کو اسمبلی میں شریک ہونے
کا پروگرام بنایا۔ بہرحال اسمبلی سیشن ۲۲ تاریخ تک کے لئے
ملتوی ہو گیا۔ میں برقعہ میں بیٹھ کر مسلح نوجوانوں کی حفاظت
میں لاہور سے نکل گیا۔ بے شمار ناکے لگنے کے بعد اوکاڑہ
پہنچے۔ ۲۰ کو وہاں سے پاک پتن شریف گئے۔ ملٹری مجھے تلاش
کرنے میں پوری طرح مصروف تھی۔ پاک پتن سے میں قصور گیا
"قصور میں جن لوگوں کے ہاں میں رہا انہوں نے غداری کی اور
ملٹری کو اطلاع کر دی۔ اگر مجھے آدھ گھنٹہ اور مل جاتا تو میں
اسمبلی گیٹ کے پاس پہنچنے میں کامیاب ہو جاتا۔ میرا پروگرام
یہ تھا کہ فوج کے قبضے میں جانے سے پہلے اسمبلی میں تقریر کروں
اور اپنی تحریک کے بارے میں پوری تفصیلات بتا دوں وہاں
سے روانگی سے پہلے وہ آ گئے اور مجھے گرفتار کر کے قصور اسٹیشن
لے گئے۔ میرے ساتھ بشیر مجاہد بھی تھا اسے بھی گرفتار کر لیا
ہمیں قلعہ میں لایا گیا ۲۳ مارچ سے ۹ اپریل تک ہم قلعہ میں
رہے۔ مجھے ۱۰ نمبر کوٹھری میں بند کر دیا گیا اور سب کچھ معلومات
وصول کیں۔ میرے بیان کے بعد ایس پی نے کہا کہ آپ کا مقصد
تو ٹھیک تھا۔ وہاں سے مجھے جیل منتقل کیا گیا اور مجھے چارج
شیٹ دی گئی۔ ملٹری کورٹ میں کیس چلا۔ جو ۱۱ اپریل کو شروع
ہوا اور مئی تک چلتا رہا۔ مودودی صاحب کا کیس میرے بعد چلا
۷ مئی کو ۹ بجے مجھے بلایا گیا اور اسپیشل ملٹری کورٹ کا ایک
آفیسر اور ایک کیپٹن میرے پاس آئے۔ مجھے ایک کمرے میں
لے گئے جہاں قتل کے کیس کے اور ملزم بھی تھے۔ قتل کا کیس
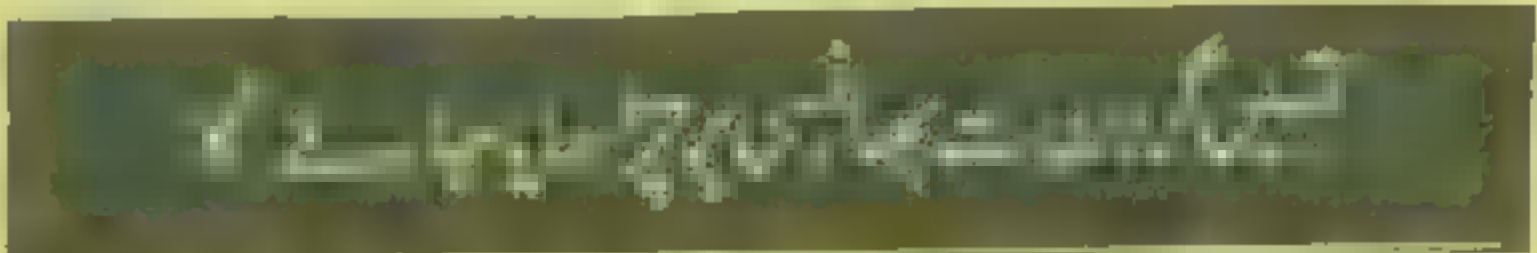
ثابت نہ ہو سکا۔ دوسرا کیس بغاوت کا تھا۔ اس میں ثبوت کے لئے میری دو تقریریں تھیں۔ لیکن ان میں بغاوت کا کوئی جواز نہیں تھا۔ کیس ختم ہو گیا اور مجھے قتل کے کیس سے بری کر دیا گیا اور دوسرے کیس کے متعلق انہوں نے مجھے ایک آرڈر پڑھ کر سنایا "تمہیں گردن سے پھانسی پر چڑھایا جائے گا یہاں تک کہ تم مر جاؤ۔" انہوں نے یہ آرڈر دے دیا۔ اور اس افسر نے مجھ سے کہا کہ اس پر دستخط کرو۔ میں نے کہا جب میں رسی کو چھوؤں گا تو اس پر دستخط کروں گا۔ اس نے کہا تمہیں اس پر ابھی دستخط کرنا ہوں گے۔ میں نے کہا کہ میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں جس وقت پھانسی پر پہنچوں گا تو اس پر دستخط کروں گا۔ میں جیل میں ہوں، میں آپ کے پنجوں میں ہوں مجھے لے جاؤ اور پھانسی دے دو اور میں دستخط کر دوں گا۔ انہوں نے پھر کہا کہ دستخط کرو۔ لیکن میں نے انکار کر دیا۔ اس پر وہ بولا کہ افسر ہم سے پوچھیں گے کہ تم نے نوٹس دیا یا نہیں میں نے کہا بہت تعجب ہے کہ میں جیل میں ہوں اور آپ میرے دستخط مانگ رہے ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ اگر آپ کو اپنے افسران ہی کا خوف ہے تو میں آپ کی خاطر اس پر دستخط کئے دیتا ہوں میں نے بڑے اطمینان سے دستخط کئے اور تاریخ ڈال کر انہیں دے دیا۔ اور میں نے کہا کہ یہ تو کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے میں تو اس سے بھی زیادہ کے لئے تیار تھا۔ انہوں نے میری ہمت کے بارے میں پوچھا۔ تو میں نے کہا کہ تم میری (MORAL) ہمت کے بارے میں پوچھتے ہو وہ تو آسمانوں سے بھی بلند ہے اور تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے ہو

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

وہ چلے گئے اور میں کمرے میں تنہا رہ گیا۔ اب میں آپ کو دل کی بات بتاتا ہوں کہ جب میں نے موت کا یہ پیغام سنا تو میری کیا حالت تھی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور مجھے قرآن شریف کی یہ آیت یاد آ گئی۔ سورہ ملک

خلق الموت والحیات لیبلوکم ایکم احسن عملاً

اور میں نے اس آیت سے یہ تاثر لیا کہ موت و حیات کا خالق تو اللہ تعالیٰ ہے اور یہ لوگ میری زندگی کا سلسلہ منقطع نہیں کر سکتے۔ اور اگر اس مقصد کے لئے جان جائے تو اس سے بڑی زندگی کیا ہو سکتی ہے۔ بہرحال ان کے جانے کے بعد مجھ پر پھر خوف کا حملہ ہوا لیکن فوراً یہ شعر میری زبان پر آ گیا

ع کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ۔ ہر لحظہ ۔ از غیب جانِ دیگر است

اس کے بعد جب میں باہر آیا تو جیل والوں نے یہ خیال کیا کہ نیازی کو بھی انہوں نے بری کر دیا ہوگا۔ مجھ سے سپرنٹنڈنٹ نے کہا نیازی صاحب مبارک ہو۔ بری ہو گئے۔ میں نے کہا اس سے بھی آگے نکل گیا ہوں۔ اس نے کہا کیا مطلب۔ میں نے کہا کہ اب ان شاء اللہ حضورؐ کے غلاموں اور عاشقوں کی فہرست کے کسی کونے میں میرا نام بھی درج ہوگا۔ پھر بھی وہ نہ سمجھا۔ میں نے کہا میں کامیاب ہو گیا۔ پھر مجھے ایک الگ کمرے میں بھیجا گیا اور مجھے کپڑے اتار کر پھانسی کا لباس پہننے کا حکم دیا گیا۔ مجھے ایک کرتا پاجامہ تولیہ اور چادر وغیرہ دیا گیا۔ اور جیل کا لباس پہنا دیا گیا۔ میری سزائے موت کی خبر آگ کی طرح پھیل گئی اور جیل کے قیدی تک مجھے دیکھ کر رونے لگے۔ مجھے پھانسی کی کوٹھڑی میں لے جایا گیا۔ میں نے

لوگوں کو اطمینان دلایا اور کہا کہ کتنے عاشقانِ رسولؐ جامِ شہادت نوش کر رہے ہیں، اگر میں ایک نیک مقصد کے لئے جان دیدوں گا تو میری بہت خوش قسمتی ہوگی۔ ۱۲ تاریخ کی شام کو مغرب کے بعد میں وظیفہ پڑھ رہا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو ایام میں نے جیل کی اس کوٹھڑی میں گزارے ان دنوں میری صحت اتنی اچھی ہو گئی کہ لوگ حیرت کرتے تھے۔ ایک آدمی کو میرے سامنے لایا گیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ ایک اور مولوی کو سزائے موت ہوئی ہے اور اسے لایا گیا ہے میں نے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ اسے مودودی کہتے ہیں۔ وہ پانی مانگ رہا ہے۔ میں نے شربت بنا کر بھیجا۔ پھر روزانہ پچھلے پہر جب بارکیں تبدیل ہوتیں تو مجھے ایک دن مودودی صاحب سے ملنے کا موقع مل گیا ۱۲ تاریخ کو ان کے صاحبزادے ملنے گئے اور وہ مجھ سے بھی ملے۔ میں نے انہیں تسلی دی اور کہا کہ بیٹا یہ تمہارے باپ کو پھانسی نہیں دے سکتے۔ ہم لوگ سنٹرل جیل میں تھے۔ ایک دن ملٹری آفیسر بھاگتا ہوا آیا اور مبارکباد دی کہ تمہاری پھانسی کا حکم ۱۴ سال کی سزائے قید میں تبدیل ہو گیا۔ مودودی صاحب نے مجھے مبارکباد دی لیکن میں نے کہا آپ یقین رکھیں آپ کے لئے بھی آرڈر آجائے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ شام کو ان کے لئے بھی آرڈر آگیا۔ مولانا خلیل صاحب کو بھی ۷ سال کی سزا ہوئی ہے اور دیگر لوگ تھے ہم پانچ آدمی تھے۔ ہمیں اے کلاس دی گئی۔ اس سال ہم نے عید جیل میں کی۔ قیدیوں نے جیل میں مجھے عید کا خطبہ دینے پر مجبور کیا۔ عید سے پہلے مودودی صاحب کو ملتان منتقل کر دیا گیا۔ اس دوران کچھ لوگ معافیاں

مانگ کر جانے لگے لیکن میں نے معافی مانگنے سے قطعی انکار کر دیا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۵۳ء کو مجھے گرفتار کیا گیا اور ۲۹ اپریل ۱۹۵۵ء کو ضمانت پر رہا ہوئے۔ یہ ہو گئے دو سال ایک ماہ اور چھ دن۔

اس وقت سارا ملک تحریک کی اہمیت سے آگاہ نہیں تھا۔ اب تحریک کی اہمیت بڑھ رہی ہے۔ اب قادیانیوں نے یہودیوں کے ساتھ مل کر پاکستان کی تباہی کا پروگرام بنایا ہے اور حکومت کو آلۂ کار بنایا ہے اب ہوتا یہ ہے کہ الیکشن ہوں یا حکومت کے جلسے ہوں، وہ حکومت کی طرف کی توجہ چاہتے ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہے کہ یہاں پر سیکولر نظام ہو۔ اگر یہاں اسلامی نظام حکومت آجاتا ہے تو انہیں اپنی موت نظر آتی ہے۔ اس لئے ان کی کوشش یہ ہے کہ یہاں اسلامی ریاست قائم نہ ہو اور پھر چونکہ یہ لوگ مختلف شعبوں میں حاوی ہو گئے ہیں اس لئے ان کا فتنہ بڑھ رہا ہے اور لوگ اس سے بخوبی واقف ہو رہے ہیں یہ بالکل سیدھی بات ہے کہ اگر ملک بچ سکتا ہے تو نظریۂ پاکستان سے اور نظریۂ پاکستان کی حفاظت ایک جملے میں ادا کی جا سکتی ہے اور وہ ہے کہ تحفظ عقیدۂ ختم نبوت۔ اس لئے اب جو تحریک چلے گی تو وہ علمی، تحقیقی تحریک ہوگی۔ اس لئے میں پر امید ہوں کہ اب تحریک ایسی ہوگی جو پرامن طور پر مجبور کر دے گی کہ حکومت کتاب و سنت پر عمل پیرا ہو اور کتاب و سنت کے الفاظ کا پاکستان کے آئین میں ہونا تحفظ ختم نبوت کے لئے بنیاد ہے

منکرین ختم نبوت کے فروغ سے پاکستان کے استحکام اور سالمیت پر کیا اثر پڑا ہے ؟

از :- ظہیر الحسن رحمانی ۔ ناظم نشر و اشاعت حلقہ رحمانی ۔ کراچی

حضرت محبوب رحمانی شاہ محمد فاروقی صاحب رحمانی قادری ، چشتی ، صابری نظامی دامت برکاتہ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ۔

" یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ پاکستان کا بنیادی نظریہ یعنی اساس ملت پاکستان اسلام ہے ۔ وہ اسلام جو اس ملک کے عوام کی غالب اکثریت کا یعنی شرعی اصطلاح میں سوادِ اعظم کا مذہب ہے جو وحدتِ الوہیت و رسالت اور وحدتِ قانون اسلام پر مبنی ہے ۔ یعنی ایک خدا ، ایک رسول اور ایک کتاب یعنی قرآن مجید ۔ حضور اکرم نور مجسم سید المرسلین ہیں ۔ رحمت للعالمین ہیں ۔ محبوب رب العالمین ہیں ، رسول العالمین ہیں ، شفیع المذنبین ہیں اور بیشمار مراتب عالیہ صفاتِ کمالیہ کے علاوہ خاتم النبیین ہیں ۔ جو شخص یا فرقہ تاجدار مدینہ سرور عالم کے کسی مرتبہ اور صفات کا منکر ہے وہ توہین رسالت کا مرتکب زندیق ہے ۔

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

بد مذہب ہے ۔ بد عقیدہ ہے ۔ منافق ہے ۔ کیونکہ ایمان تو محبت رسول اللہ کا نام ہے اور محبت میں عاشق اپنے محبوب کے ہر عیب کو بھی کمال کا درجہ دیتا ہے اور جو محبوبؐ بے عیب ہی تخلیق کیا گیا ہو جو اس میں عیب نکالے وہ سراپا معیوب و مقہور ہے

حضرت حسان بن ثابت کا مشہور شعر ہے ؎

خُلِقۡتَ مُبَرَّأً مِّنۡ کُلِّ عَیۡبٍ
کَاَنَّکَ قَدۡ خُلِقۡتَ کَمَا تَشَآءُ

اے اللہ کے حبیب آپکو تمام عیب سے منزہ پیدا کیا گیا بلکہ آپ کو آپکے حسب منشاء حسن کمال پر تخلیق کیا گیا ۔ سبحان اللہ !

حضور اکرم کے خصائص کبریٰ میں سے درجۂ خاتم النبیین ہے ، اور اسی پر تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے اور اتفاق بھی

ہے سوائے قادیانیوں کے جنکو دور انگلشیہ میں ہندوستان
کی انگریزی حکومت نے مسلمانوں میں افتراق کا بیج بونے
اور جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے پروان چڑھایا۔ کیونکہ عالم
کفر اور خصوصاً سلطنت برطانیہ کو سب سے بڑا خطرہ
اتحاد عالم اسلامی جسکو وہ پان اسلامزم کا خطرہ کہتا
تھا، اور اس کے جذبۂ جہاد سے تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی
نے درِ ثمین میں جہاد کو حرام قرار دیا ہے ؎

اے دوستو جہاد کا اب چھوڑ دو خیال
دیں کے لئے حرام جدال و قتال ہے

الغرض منکرین ختم نبوت جب اسلام ہی کے
وفادار نہیں تو پاکستان کے وفادار کیونکر ہو سکتے ہیں
نہ معلوم کن وجوہات کی بنا پر عام جمہوری اصول سے
ہٹ کر اس فرقہ کو جو انتہائی قلیل ہے اور اسلام کے بنیادی
نظریہ رسالت و ختم نبوت کا منکر ہے اور غیر مسلم
بیرونی طاقتوں کا زبردست ایجنٹ ہے مرکزی حکومت
پاکستان کے سول اور فوجی محکموں میں کلیدی آسامیوں
پر متعین کیا گیا ہے۔ چنانچہ فضائیہ کا بڑا کمانڈار اور
بحریہ کا اعلیٰ کمانڈار دونوں قادیانی ہیں اور بری فوج
میں بھی کم از کم تین بڑے بڑے کمانڈر قادیانی ہیں اور
یہ لوگ اپنے ماتحتوں کے عقائد خراب کرنے میں
پورے انہماک سے کام کر رہے ہیں۔ خطرہ صاف
ظاہر ہے کہ ہمارے فوجی اور قومی راز انکے ہاتھوں
میں محفوظ نہیں رہ سکتے اور امداد خداوندی جو صحیح
عقیدے اور اعمال صالحہ کے ساتھ مشروط ہے ہم
اس سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ لہٰذا وقت کا اہم
تقاضہ یہ ہے کہ مرکزی حکومت کے محکموں کی ان غلط
عناصر سے مکمل تطہیر فوری ہونی چاہیئے تاکہ پاکستان
کی سالمیت برقرار رہے۔ دراصل لادینی عناصر اور
قادیانیوں کا گٹھ جوڑ پاکستان کو بہت مہنگا پڑا اسی
سے المیہ مشرقی پاکستان وقوع پذیر ہوا اور اس سے
مغربی پاکستان خلفشار اور انتشار کا شکار ہے۔ اللہ
کریم اپنے رحم و کرم سے صدقہ رحمت للعالمین و
خاتم النبیین پاکستان کی حفاظت فرمائے اور پاکستان
کے حکمرانوں کو عقل سلیم اور مذہب اسلام کی صحیح
خدمت کی توفیق بخشے۔

بقیہ

انٹرویو

مولانا حامد علی خان صاحب

نبوت پیدا ہو سکتے ہیں اور دین کے خلاف نت نئے فتنے
سر اٹھا سکتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ذات اقدس
حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مرکزیت ختم ہو
جائے گی۔ کفر و بے دینی عام ہو جائے گی اور آپ کا آئین
اس کو روک نہیں سکے گا۔

سوال ۱۔ آپ کی جماعت کے پارلیمانی لیڈر مولانا شاہ احمد
نورانی ایم، این اے نے گذشتہ دنوں ایک اخبار کی
انٹرویو میں فرمایا کہ "ملک کی تقسیم میں قادیانیوں
کا بہت بڑا حصہ ہے" آپ اس سے متفق ہیں؟

جواب۔ ہمارے پارلیمانی لیڈر نے اس بارے میں جو فرمایا
ہے وہ بالکل صحیح اور حق ہے۔ سقوط مشرقی پاکستان
میں قادیانیوں کا بہت بڑا حصہ ہے حقائق و شواہد
سے اسکی تائید ہو گئی ہے۔ اس سلسلے میں میں پہلے
سوال کے جواب میں تفصیلاً عرض کر چکا ہوں۔

جمعیت علمائے پاکستان ملتان ڈویژن کے صدر

حضرت مولانا حامد علی خاں سے ایک ملاقات

انٹرویو

حافظ محمد فاروق خاں سعیدی ۔ سیکریٹری اطلاعات جمعیۃ علماء پاکستان ضلع ملتان

سوال:۔ قادیانی تحریک کو آپ سیاسی تحریک سمجھتے ہیں یا مذہبی ۔ اگر سیاسی ہے تو اس کے عزائم کیا ہیں ؟

جواب:۔ قادیانی تحریک ـــــــ ایک سیاسی تحریک ہے اس کو مذہبی کہنا خود لفظ مذہب کی توہین ہے ۔ مذہب کی غایت اللہ کی رضا اور اس کا قرب ـــــــ ہے ۔ جبکہ قادیانیت کی بنیاد اس کے یوم آغاز سے ہی دنیا طلبی، مفاد پرستی اور بیرا پھیری پر رکھی گئی ہے ۔ مسلمانوں کی جمعیت کو پارہ پارہ کرنا، اسلامی اقدار اور مسلمات کا قلع قمع کرنا اس کا مقصد اصلی تھا تاکہ برصغیر میں انگریزوں کے اقتدار کو دوام و استمرار بخشا جائے ان کی حاشیہ بردار کاسہ لیسی کر کے انکی خوشنودی حاصل کی جائے اور ملکی سیاست پر تسلط جمایا جائے ۔ اور پھر اسلام اور مسلمانوں سے اس غداری کے صلے میں بڑے بڑے مناصب اور عہدے حاصل کئے جائیں ۔ قادیانی تحریک کا سوانگ انگریزوں کے اشارہ پر رچایا گیا ۔ اور قادیانیت انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے ۔ ابھی تک یہ لوگ انھیں خطوط پر کام کر رہے ہیں پاکستان میں انکے عزائم کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں ۔ انکی تعداد اقل قلیل ہے لیکن یہ لوگ اس کے باوجود پاکستان کی سیاست پر پوری طرح چھائے ہوئے ہیں اور ملک کی قسمت کے مالک بنے ہوئے ہیں مغربی پاکستان کی اکثریتی پارٹی مکمل طور پر قادیانیوں کے زیر اثر ہے اور ان کے اشاروں پر کام کر رہی ہے حکومت

میں اور فوج کی کلیدی اسامیوں پر قادیانی مسلط ہیں۔ گویا یہ پاکستان کی کشتی کے رہنما ہیں اور وہ جب چاہیں اس کشتی کو ڈبو سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حالیہ جنگ میں سقوط مشرقی پاکستان اور پاکستان کی بہادر اور جانباز افواج کی ذلت و رسوائی کا سب سے بڑا سبب یہی قادیانی ہیں۔ یہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور ان کے عزائم یہ ہیں کہ مسلمانوں کو قادیانیت میں ضم کر کے انھیں مرتد بنایا جائے۔ ورنہ خدا نخواستہ انھیں صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیا جائے یہ پاکستان کے ہرگز ہرگز وفادار نہیں ہیں اور انکی تمام تر ہمدردیاں بھارت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ان کا قبلہ و کعبہ قادیان ہے جو بھارت میں ہے۔ انھیں پاکستان میں آئین اسلامی کے نفاذ میں اپنی موت نظر آ رہی ہے۔ کہ یہاں اسلامی آئین میں انھیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے گا۔ اور ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا۔ اور وہی حقوق دیئے جائیں گے جن کا اسلام دوسری غیر مسلم اقلیتوں کے بارے میں حکم دیتا ہے۔

مرزا غلام احمد کے قادیانی کے بیٹوں اور مرزائیوں کے موجودہ آقا کے نامدار مرزا ناصر الدین کے باپ مرزا بشیر الدین محمود کی قبر پر یہ وصیت کندہ ہے کہ "جب بھی انھیں موقع ملے اس میت کو قادیان (ہندوستان) میں لے جا کر دفن کیا جائے"۔ ایسے میں ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ ان کے عزائم و مقاصد کیا ہیں؟

سوال:۔ ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کے سلسلے میں جو تحریک چلی تھی۔ کیا آپ نے اس میں نمایاں حصہ لیا تھا؟

جواب:۔ ۱۹۵۳ء میں پاکستان میں ختم نبوت کی جو ملک گیر تحریک چلی تھی، میں پاکستان میں موجود نہ ہونے کے سبب اس میں حصہ نہ لے سکا۔ میں نے ۱۹۵۹ء میں ہندوستان سے ترک وطن کر کے پاکستان کی شہریت اختیار کی تھی۔ اس لئے اس تحریک میں شرکت کی سعادت سے محروم رہا۔

سوال:۔ آپ کی جماعت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کرنے پر بہت زور دے رہی ہے اسکی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کرنا ازحد ضروری ہے۔ اس کے بغیر آئین بے جان رہے گا مسلم اور غیر مسلم میں مابہ الامتیاز تو ہونا ہی چاہیئے۔ جب مسلمان کی واضح تعریف نہیں ہوگی تو کسی غیر مسلم کو ملتِ اسلامیہ سے خارج کیسے سمجھا جائے گا۔ قادیانی بڑے زور و شور سے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور اپنے سوا سب مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ قادیانی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور امت مسلمہ کا بنیادی متفقہ عقیدہ ہے کہ ختم نبوت کا انکار کفر ہے۔ اس لئے یہ لازم اور ضروری ہے کہ مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کی جائے۔ میری جماعت کا موقف بالکل برحق ہے آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کئے بغیر مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز نہیں ہو سکے گا۔ مفاسد کا انسداد ناممکن ہو جائے گا۔ کفر کی آمیزش سے اسلام کو محفوظ نہیں رکھا جا سکے گا اور ہر غیر مسلم کو اپنے کافرانہ نظریات اسلام کے نام سے پھیلانے کا موقع ملتا رہے گا آج ہم ایک جھوٹے نبی کی امت کو رو رہے ہیں کل ایسے مدعی

باقی صفحہ ۹۲ پر

محمد رحمت اللہ سہروردی سکھر

میاں جمیل احمد شرقپوری

سوال:- مرزائیت کے خلاف ۱۹۵۳ء میں جو تحریک چلی تھی اس میں آپ نے حصہ لیا تھا؟

جواب:- جی ہاں کیوں نہیں۔ یہ تو ہر مسلمان کا فرض تھا۔

سوال:- آپ نے اس تحریک میں کس حیثیت سے حصہ لیا تھا؟

جواب:- تقریر وغیرہ تو میں اس زمانے میں نہیں کیا کرتا تھا۔ کیونکہ وہ طالب علمی کا زمانہ تھا۔

سوال:- اس وقت عام مسلمانوں کی کیا کیفیت تھی۔

جواب:- ہم میں سے ہر ایک شہید ہونے کے لئے تیار تھا اور ہمارے حوصلے بہت بلند تھے۔

سوال:- عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ قادیانی بھی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہیں۔ اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب:- یہ تاثر تو دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر جھنگ کے علاقے میں لوگ مرزا کو پیر تصور کرتے ہیں۔ لیکن صرف جاہل اور سادہ لوح۔ اسی طرح پنجاب کے دیگر گاؤں انکی تحریک کی زد میں ہیں۔

سوال:- یہ تحریک جس کا مرکز لاہور تھا اس کے بڑے قائد کون تھے؟

جواب:- بڑے قائدین میں مولانا ابوالحسنات مرحوم تھے جو کراچی میں گرفتار ہو گئے تھے۔ اور لاہور میں مولانا عبدالستار نیازی، مولانا غلام محمد ترنم مرحوم اور مولانا خلیل قادری وغیرہ بھی ان میں آجاتے ہیں۔ دوسرے مسلک کے لوگوں نے بھی قیادت سنیوں کے سپرد کرنے پر اتفاق کیا۔ اہل تشیع حضرات نے بھی اس وقت ساتھ دیا تھا اور یہ تمام حضرات مولانا ابوالحسنات قادری مرحوم کی اقتداء میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس دور میں ہر مسلک کے لوگ بالکل متحد تھے اور صرف ایک مقصد کے حصول کے لئے کام کر رہے تھے۔

سوال:- قادیانی افسران کیا ملازمتوں میں قادیانیوں کو ترجیح دیتے ہیں؟

جواب:- ربوہ سے ایک سرکلر جاری ہوا تھا جس میں ہر افسر کو بتا دیا جاتا ہے کہ جس جگہ آپ جا رہے ہیں، وہاں ہمارے اتنے آدمی موجود ہیں اور تمہیں ان کے لئے سب کچھ کرنا ہے۔ اس طرح یہ بہت منظم طریقے سے حکومت کے کلیدی عہدوں پر قبضہ کرتے ہیں یہاں تک کہ فوج میں بھی ان کا عمل دخل شروع ہو گیا ہے انھوں نے اپنی حکومت کے قیام میں آسانی پیدا کرنے کے لئے ہی مشرقی

پاکستان کی علیحدگی کے لئے کام کیا۔ ربوہ میں پہلے
ہی انہوں نے اپنی اسٹیٹ قائم کی ہوئی ہے
اور وہاں پاکستانی پولیس کا داخلہ تقریباً ناممکن ہی
نہیں ہے۔

دراصل تحریک ختم نبوت کو تشدد کا رنگ
دینے میں مرزائیوں کا مقصد یہ تھا کہ ناظم الدین
کی حکومت کو فیل کر دیا جائے اور خود یہ مرکز میں
آجائیں۔

سوال:۔ مولانا مودودی نے اس سلسلے میں کیا کردار ادا کیا۔

جواب:۔ بعد میں انہوں نے بھی حصہ لیا تھا اور وہ بھی
مولانا عبدالستار نیازی وغیرہ کی طرح سزائے
موت کے قیدیوں میں تھے۔

بقیہ

انٹرویو

محمد حنیف صاحب

کے ذمہ دار بھی قادیانی ہیں

سوال:۔ قادیانی تحریک کو ختم کرنے کے لئے آپ رہنمایان
قوم سے کیا توقع رکھتے ہیں۔

● ۔ رہنمایان قوم اگر نظریہ پاکستان کے حق میں مخلص
ہیں تو مجھے ان سے توقع ہے کہ وہ اپنے معمولی قسم کے
اختلافات بھلادیں گے اور کرسیوں کی خاطر لڑنے کی
بجائے قادیانیوں کے خلاف منظم تحریک چلائیں گے تاکہ
اسلام کو برسراقتدار لایا جاسکے۔ اگر انہوں نے
اس وقت اپنی ذمہ داریوں کو محسوس نہ کیا تو دنیا و
آخرت میں ان کا حشر برا ہوگا۔

میں علمائے کرام اور مشائخ عظام سے بھی دست
بستہ عرض کروں گا کہ یہ وقت صرف خانقاہوں اور
مدرسوں میں بیٹھنے کا نہیں ہے۔ بلکہ ضرورت اس امر
کی ہے کہ میدان میں آکر عوام کو قادیانیت کے زہر
سے بچایا جائے۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ علمائے کرام
و مشائخ عظام اپنے معمولی قسم کے اختلافات د
کر گلی کوچوں میں قادیانیت کے خلاف تحریک چلا کر
نیابت رسول کا حق ادا کریں گے۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

● اگر علمائے کرام و مشائخ عظام متحد نہ ہوئے اور
محض اپنی ذاتی انا کی خاطر ناموس رسالت کو قربان
کر دیا تو عام مسلمانوں کے گمراہ ہونے کی ذمہ داری ان پر
عائد ہوگی۔

(احمد عبدالشکور (ناظم انجمن طلباء اسلام پاکستان کراچی)

محمد حنیف طیب

سابق صدر ۔ انجمن طلباء اسلام (پاکستان)

قادیانی تحریک کے بارے میں آپکے تاثرات کیا ہیں؟

کچھ عرصہ ہوا مجھے اس تحریک کے متعلق کچھ سرسری سی معلومات حاصل ہوئیں۔ ابتدائی طور پر میں یہ سمجھتا رہا کہ یہ بھی مسلمانوں کا کوئی فرقہ ہے جس نے عقیدہ ختم نبوت سے انکار کر کے اپنے آپ کو سواد اعظم سے الگ کر لیا ہے بالکل اسی طرح جس طرح کہ دیگر فرقے نئی نئی ایجاد کر کے اپنے آپ کو سواد اعظم سے الگ کر بیٹھے ہیں لیکن بعد میں علماء کرام نے بتایا اور وقت نے اس کا ثبوت دیا کہ قادیانیت باقاعدہ ایک الگ مذہب ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ جس کا مقصد ہی مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر انکی قوت کو ختم کرنا ہے اس سرسری کی معلومات کے علاوہ مجھے کچھ اور معلوم نہ ہو سکا اس لئے کہ تعلیم و تعلم کے جتنے دنیوی مراکز تھے ان سے ہمیں اسلام یا اس کے دشمنوں کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہونے کی بجائے مغربیت اور لا دینیت کی حسین تاریخ پڑھنے کو ملی۔ نظام تعلیم جب اسلام کی خوبیاں بیان کرنے سے گریز کرتا ہو تو یہ کب ممکن ہے کہ وہ ہمیں اسلام کے خلاف فتنوں سے آگاہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک عام مسلمان اس گھناؤنی تحریک کے بارے کچھ نہیں جانتا حالانکہ اسوقت یہ تحریک ملک کے سارے اعصابی نظام پر چھائی ہوئی ہے۔ میں مولانا شاہ احمد نورانی کا شکر گذار ہوں کہ انھوں مجھے اس فتنے کا پس منظر سمجھایا اور اس کے ناپاک عزائم سے آشکار کیا بس اسی دن سے ہمانے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ اس تحریک کو کچلنے کے سلسلے میں مقدور بھر جد و جہد کرتا رہوں گا۔ انجمن طلباء اسلام کا ایک ایک کارکن مرزائیت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔

سوال :- آپ کے خیال میں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا ذمہ دار کون ہے۔

ہمانے اپنی زندگی کا کچھ حصہ مشرقی پاکستان کی سرسبز وادیوں میں گذارا ہے اور اس کے کئی علاقوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے لیکن کہیں قادیانیوں کا سراغ نہیں مل سکا۔ چونکہ مشرقی پاکستانی مسلمانوں کے آگے قادیانیوں کی دال نہ گل سکی اس لئے وہ اس کو الگ کرنے پہ تلے ہوئے تھے۔ انھوں نے مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے مسلمانوں میں نفرت کی دیوار کھڑی کی۔ دونوں صوبوں کے درمیان اقتصادی ناہمواری

باقی صفحہ ۹۹ پر

صوفی ایاز خان صاحب نیازی

دینِ فطرت۔ اسلام میں عقیدہ ختمِ نبوت مرکزی عقیدہ اور اسلام کی روح ہے۔ اگر کسی مسلمان کے اس عقیدہ میں ذرہ برابر تزلزل یا تردد واقع ہو جائے تو وہ اپنے آپ کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھے۔

تاریخِ اسلام کے اوراق اس پر شاہد ہیں کہ جب کبھی کسی مسلمان فرمانروا کے عہدِ حکومت میں کسی مخبوط الحواس فاتر العقل قسم کے افراد منصبِ رسالت و نبوت کے دعویدار ہوئے تو الیسوں کو تا زیست پاگل خانے میں بند کر دیا جاتا تھا۔

اور اگر مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی قسم کے بدعقیدہ عیار و مکار آدمیوں نے مذہبی لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ و مرتد کرنے کے لئے نبوت کا دعویٰ کیا تو اسے وقت کی مسلمان حکومت نے سر قلم کر کے خس کم جہاں پاک کیا۔ کیونکہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ لیکن متحدہ ہندوستان میں انگریزی حکومت کی شہ وایما پر مرزا غلام احمد قادیانی نے برٹش گورنمنٹ کی ایک سازش کو پروان چڑھانے کے لئے خانہ ساز نبوۃ کا دعویٰ کر کے مسلمانانِ ہندوستان کی غیرت اسلامی کو للکارا۔

قادیانی سازش کی بنیاد اور عزائم کا پس منظر عجیب حیرت انگیز اور عبرت آموز ہے — جب ۱۷۹۹ء میں ہندوستانی مسلمانوں کا آخری مایۂ ناز مجاہد سپاہی حضرت ٹیپو سلطان انگریز کے ہاتھوں جامِ شہادت پی چکا تھا تو اس وقت انگریزوں کے حق میں سیاسی مطلع صاف ہو گیا اور علماء و صلحاء اور روساء شرفاء کو چن چن کر پھانسیوں پر چڑھایا اس قسم کے لرزہ خیز مظالم برسوں مسلمانوں پر ڈھائے جاتے رہے جس کے ردِ عمل میں ہندوستان میں جنگ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی مسلمان اور انگریز کے درمیان اسلام اور کفر کی آخری جنگ تھی جو لڑی گئی جس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور

مسلمانوں کے دل شکست کے صدمہ سے دونیم ہو گئے۔ زخم خوردہ شیر کی طرح موقع محل کی تاک میں دبے کر موقع ہاتھ آئے اور اپنی شکست کا بدلہ چکائے۔ لیکن انگریز کی عیارانہ اور شاطرانہ پالیسی نے دوبارہ ایسا موقع نہ دیا اور اپنے قدم مضبوط کرنے کی غرض سے ملک میں متعدد سازشوں اور تحریکوں کا آغاز کیا منجملہ ان دیگر قسم کی تحریکوں اور سازشوں کے مسلمانوں کے خلاف دینی اور مذہبی محاذ پر قادیانی سازش کی بنیاد ڈال کر اسے اپنے زیر سایہ کامل پروان چڑھایا۔

۱۸۶۹ء میں جب برطانوی حکومت نے ہندوستان میں فاتح حیثیت سے اپنے قدم مضبوط جمالئے تو انگریزوں نے ایک کمیشن لندن سے ہندوستان بھیجا تاکہ وہ انگریزوں کے متعلق مسلمان کا مزاج معلوم کرے اور آئندہ کے لئے مسلمانوں کو رام کرنے کی تجاویز مرتب کرے اس کمیشن نے ایک سال کا عرصہ ہندوستان میں رہ کر حالات معلوم کئے اور اپنی رپورٹ پیش کی۔

۱۸۷۰ء میں وائٹ ہاؤس لندن میں کانفرنس منعقد ہوئی جس میں کمیشن مذکور کے نمائندگان کے علاوہ ہندوستان میں متعین مشنری کے پادری بھی دعوت خاص پر شریک ہوئے جن میں دونوں نے علیحدہ علیحدہ رپورٹ پیش کی جو کہ " دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا " کے نام سے شائع کی گئی۔

رپورٹ سربراہ کمیشن سر ولیم ہنٹر۔

" مسلمانوں کا مذہبا عقیدہ یہ ہے کہ وہ کسی غیر ملکی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے اور ان کے لئے غیر ملکی حکومت کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے۔ جہاد کے اس تصور میں مسلمانوں کے لئے ایک جوش اور ولولہ ہے۔ اور وہ جہاد کے لئے ہر وقت ہر لمحہ تیار ہیں۔ انکی یہ کیفیت کسی وقت بھی انھیں حکومت کے خلاف ابھار سکتی ہے "

رپورٹ پادری صاحبان

" یہاں کے باشندوں کی ایک بہت بڑی اکثریت پیری مریدی کے رجحانات کی حامل ہے۔ اگر اس وقت ہم کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں جو ظلی نبوت کا دعویٰ کرنے کو تیار ہو جائے تو اس کے حلقہ نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہو جائیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں سے اس قسم کے دعوے کے لئے کسی کو تیار کرنا ہی بنیادی کام ہے۔ یہ مشکل حل ہو جائے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھایا جا سکتا ہے ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں۔ وہ مرحلہ اور تھا اور اس وقت فوجی نقطۂ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی۔ لیکن اب جبکہ ہم برصغیر کے چپہ چپہ پر حکمران ہیں اور ہر طرف امن و امان بحال ہو چکا ہے تو ان حالات میں

ہمیں کسی ایسے منصوبے پر عمل کرنا چاہیئے جو یہاں
کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث
ہو۔"

(اقتباس از مطبوعہ رپورٹ کانفرنس وائٹ
ہال لندن منعقدہ ۱۸۶۹ء - دی ارائیول آف
برٹش ایمپائر ان انڈیا")

رپورٹ کے سیاق و سباق کے پس منظر میں انگریزی
سازش کے اغراض و مقاصد واضح طور پر سامنے آجاتے
ہیں۔ سر ولیم ہنٹر کے سربراہی کمیشن نے اس وقت کے
ہندوستانی مسلمانوں کے لئے اسلامی عقیدہ میں
پختگی جذبۂ جہاد سے سرشاری اور غیر ملکی اقتدار کے
زیر سایہ رہنے میں یقین نہ رکھنے کے جذبات کی نشاندہی
کی ہے۔

چونکہ انگریز ۱۸۵۷ء اور اس سے برسوں پہلے
ٹیپو سلطان اور دیگر مجاہدین اسلام کے جذبۂ جہاد اور
ایثار و قربانی کے جوہر سے چوٹ کھا چکا تھا بایں وجہ
انگریز کو مسلمان کے جذبۂ جہاد و لولۂ آزادی کے جوش میں
اپنے خلاف کسی وقت ابھرنے کا دھڑکا لاحق رہتا تھا
اس صورت حال میں انگریز مسلمان کے جذبۂ جہاد کو ختم
کرنے اور مسلمانوں میں باہم انتشار و افتراق پیدا کرنے
کے وسائل کو دن رات بروئے کار لانا اپنے نظام استحکام
کے لئے ضروری سمجھتا تھا۔ اس کام کی سرانجام دہی کے
لئے پادری صاحبان کی رپورٹ میں درج ذیل خطوط
تجویز ہوئے۔ کسی غدار اسلام کی تلاش جس سے
ظلی نبوت کا دعویٰ کرایا جائے اور اپنی حکومت کے
زیر سایہ پروان چڑھایا جائے۔ رپورٹ کے اس
تجزیہ کے بعد کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی

کہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی تھا جس نے مرتد ہو کر محبوب
رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ایمانی کو توڑ کر
انگریز سے پیمان وفاداری جوڑا۔

"بریں علم و ایماں بباید گریست"

یقین جانیں کہ ۱۸۶۹ء کی لندن کانفرنس کا انعقاد
ایک رسمی کارروائی تھی۔ حالانکہ اس سے پیشتر حکومت
برطانیہ ہندوستان میں ایک پشتینی خوشامدی حکومت
پرست خانوادے کی تلاش میں کامیاب ہو چکی تھی یہ خاندان
شروع سے حکومت برطانیہ کے کاسہ لیس اور وفاداری
کا دم بھرنے والے لوگوں میں سے صف اول کا خاندان تھا
جس کی تصدیق و توثیق کے لئے مرزا جی کا اپنا بیان کافی ہے۔
وہ اپنے خاندان اور حکومت برطانیہ کے دیرینہ
تعلقات کے ثبوت میں لکھتے ہیں۔

"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ
کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضےٰ گورنمنٹ
کی نظر میں وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری
میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ
رئیسانِ پنجاب میں ہے۔ اور ۱۸۵۷ء میں انھوں نے اپنی
طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کی مدد کی تھی یعنی پچاس
سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت
سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی
وجہ سے جو چٹھیات خوشنودیٔ حکام ان کو ملی تھیں مجھے
افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں۔ مگر تین
چٹھیاں جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ
میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے دادا صاحب کی وفات
کے بعد میرا بڑا بھائی غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف
رہا۔ اور جب تموں کے گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی

کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔"

(حوالہ اشتہار واجب الاظہار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء - ص۳ تا ص۵ ملحق بکتاب البریہ)

حالات مرزا

بروایت مرزا غلام احمد قادیانی خود ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء قصبہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں پیدا ہوئے اور مئی ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے۔ تعلیم گھر پر ہوئی صرف، نحو، منطق، حکمت کی کتابیں پڑھیں۔ طب کی کتابیں اپنے والد کے ہاں پڑھیں بعد ازیں والد کی منشاء پر اپنی زمینداری کی نگہداشت اور عدالتی کاروائیوں میں مصروف رہے۔"

(حوالہ کتاب البریہ ص۱۵۱)

اسی دوران دادا کی مرضی پر سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پندرہ روپے ماہوار پر ملازمت کر لی تھی جو ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء عرصہ چار سال گورنمنٹ برطانیہ کی نوکری میں رہے۔ دوران ملازمت مختار کاری کا امتحان دیا۔ لیکن ناکامیابی ہوئی۔ عرصہ ملازمت میں ایک دو کتابیں انگریزی کی بھی پڑھ لیں۔"

(حوالہ سیرت المہدی ص۱۵۵)

۱۸۶۸ء میں ملازمت سے استعفاء دے کر قادیان آگئے علاوہ دیگر مصروفیات کے آپ کا اکثر وقت قرآن شریف کے تدبر تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا۔" (حوالہ حاشیہ کتاب البریہ ص۱۵۵)

ان دنوں مرزا جی کی ذاتی شہرت اور مالی حیثیت کا معیار عبرت انگیز اور قابل رحم تھا لکھتے ہیں -

"مجھے صرف اپنے دستر خوان اور روٹی کی فکر تھی۔"

(نزول المسیح طبع اول ص۱۱۸)

اس قصبہ قادیان کے تمام لوگ اور دوسرے ہزارہا لوگ جانتے ہیں کہ اس زمانے میں در حقیقت میں اس مردہ کی طرح تھا جو قبر میں صدہا سال سے مدفون ہو اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ قبر کس کی ہے -

(حوالہ تتمہ حقیقۃ الوحی ص۲۸)

میں ایک دائم المرض آدمی ہوں بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے۔

(حوالہ ضمیمہ اربعین نمبر ۳، ۴ صفحہ ۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزائے قادیانی کی پہلی زندگی کے موازنہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی ماہوار اوقات ملازمت پندرہ روپے رہی ہو۔ روٹی کے مسئلہ میں پریشانی کا شکار ہو۔ اپنے آپ کو صدہا سال کا مدفون گمنام مردہ سمجھتا ہو اور اپنے دائم المرض ہونے کا واویلا کرتا ہو۔ اس شخص کو جب انگریز سرکار لپنے سازش کے کھونٹے پر باندھ کر اپنے غلیظ راتب سے خوب موٹا تازہ کرتی ہے تو وہ انگریز سرکار کے حق میں ایسی مداحی کرتا ہے کہ حکومت انگلشیہ پر رحمت خداوندی کا گمان ہونے لگتا ہے۔

دوسری جانب حق وفاداری ادا کرتے ہوئے مسلمانوں کے دینی و مذہبی محاذ پر کفریات مغلظات کی وہ زبانی کلامی یلغار کرتا ہے کہ جس سے شیطان بھی دنگ رہ جاتا ہے جہاں گورنمنٹ برطانیہ نے اپنی تیار کردہ سازش کو پروان چڑھانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی سے اس کے تحفظ و مراعاتی وعدوں کا ایفا کیا -

"کیا مجال کہ دوران تبلیغ مرزا کو کہیں کسی قسم

کی رکاوٹ یا نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے۔"

میرزائے قادیانی نے بھی سرکار انگلشیہ سے طے کردہ شرائط کو بکمال نبھایا۔ اگر ایک جانب عوام میں سرکار دولت مند کے گن گا کر وفاداری کے گن گا کر وفاداری کا وعظ کرتا رہا تو دوسری جانب مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد کے اثرات کو مٹانے کے لئے ہمہ تن مصروف کار رہا۔ ایسے ہی جب اپنے متعلق مامور من اللہ، نبی، رسول اور خدا ہونے کے باطل دعوے کر رہا تھا وہاں پیغمبران گرامی کی معصوم ذات سے لے کر صحابہ عظام، مجدد، قطب، غوث، ولی یا اپنے وقت کا کوئی شریف ذمہ دار مسلمان اس کی مغلظات دشنام طرازی بہتان تراشی طعنہ زنی سے بچ نہیں سکا یہ ساری جنگ برٹش حکومت کے سایہ چترشاہی میں پناہ لے کر لڑی گئی۔

سازش کے ثبوت میں نمونہ مشتے از خروارے کم از کم حوالہ جات ذیل میں پیش خدمت ہیں۔

۱۔ ۱۸۵۷ء کے انقلاب (یا غدر دہلی) کے متعلق کہتے ہیں: "ان لوگوں (مسلمانوں) نے چوروں اور قزاقوں کی طرح اپنی محسنہ گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کر دیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔"

(حوالہ حاشیہ ازالہ اوہام ص۷۴۳)

۲۔ سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام خدا، رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔ جب ہم ایسے بادشاہ کی صدق دل سے اطاعت کرتے ہیں تو گویا اس وقت عبادت کر رہے ہیں۔

(حوالہ شہادت القرآن گورنمنٹ کی توجہ کیلئے ص۲۰۰)

۳۔ گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔

(حوالہ شہادت القرآن گورنمنٹ کی توجہ کے لئے ص۱۲)

۴۔ ہم پر اور ہماری ذریت پر فرض ہو گیا ہے کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔

(حوالہ ازالہ طبع دوم حاشیہ ص۵۹)

۵۔ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔

(حوالہ تریاق القلوب ص۲۸)

۶۔ میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں۔

(حوالہ ضرورت الامام ص۲۳)

۷۔ تحفہ قیصریہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی ممنون نہیں کیا گیا لہٰذا اس حسن ظن نے جو میں حضور سے رکھتا ہوں دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ اس تحفہ حقیر کی طرف جناب ممدوحہ کی توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔

(حوالہ ستارہ قیصریہ ص۲)

۸۔ غرض یہ ایک ایسی جماعت جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ ہے صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار اس خود کاشتہ پودہ کی نہایت احترام اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ کرے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو خاص عنایت کی نظر سے دیکھیں۔

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص۱۰)

۹۔ میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔

(حوالہ تریاق القلوب ص۱۵)

۱۰۔ میں نے سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں۔ اور اطاعت گورنمنٹ، ہمدردی بندگان خدا کی جو ہمیشہ میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اسکی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔

(حوالہ کتاب البریہ ص۹ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مسئلہ جہاد اور مرزا جی

۱۔ گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے برکت کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے باران رحمت بنا کر بھیجا ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔

(حوالہ شہادت القرآن ضمیمہ ص۱۱-۱۲)

۲۔ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح و مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔

(حوالہ مرزا جی کی عرضی بخدمت گورنر پنجاب ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء)

۳:۔ میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابیں تمام ممالک عرب مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دی ہیں۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور جہاد کے جوش دینے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔ (حوالہ تریاق القلوب ص۲۷-۲۸)

۴:۔ دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیر دوں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کو دور کر دوں۔

(حوالہ مرزا جی کی درخواست بخدمت گورنر پنجاب ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء)

۵۔ میں ایک حکم لے کر آپ کے پاس آیا ہوں یہ کہ تلوار سے جہاد کا خاتمہ ہے۔

(اقتباس از فیصلہ جناب محمد اکبر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی ۳ جون ۱۹۵۵ء)

۶۔ اب جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر
کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خداوند تعالےٰ اور اس کے
رسول کا نافرمان ہے۔
(اقتباس فیصلہ جناب محمد اکبر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج
راولپنڈی ۳ جون ۱۹۵۵ء)

۷۔ اسلام میں جو جہاد کا مسئلہ ہے میری نگاہ میں اس سے
بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا اور کوئی مسئلہ نہیں۔
(حوالہ منیر رپورٹ ص ۲۰۵)

۸۔ اس زمانے میں جہاد کرنا یعنی اسلام پھیلانے کے لئے
لڑنا بالکل حرام ہے۔
(حوالہ تازیانہ عبرت)

۹۔ ان لوگوں (مسلمانوں) نے چوروں قزاقوں اور حرامیوں
کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اور اس
کا نام جہاد رکھا۔ (حاشیہ ازالہ اوہام ص ۷۲۴)

۱۰۔ مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف
کر دیا گیا۔ (حوالہ اربعین نمبر ۴ حاشیہ ص ۱۵)

کفریات

مرزا جی نے مندرجہ ذیل گمراہ کن عقائد کی بنا پر انتشار
و افتراق کی فضا پیدا کی۔ لعنت اللہ علی الکاذبین!

۱۔ سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں ایک رسول بھیجا۔
(حوالہ دافع البلا ص ۱۱ تازیانہ عبرت ص ۳۰)

۲۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام
نبی رکھا ہے۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸ تازیانہ عبرت)

۳۔ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا قرآن پر۔
(حوالہ اربعین ص ۴ ص ۱۹)

۴۔ جو مجھے نہیں مانتا وہ کافر اور مردود ہے اور اس کے
اعمال نامقبول دنیا میں معذب اور آخرت میں ملعون
ہوگا۔ (حقیقت الوحی ص ۱۶۳ دافع البلا ص ۱۱)

۵۔ خدا نے مجھ سے بیعت کی۔
(دافع البلا ص ۹)

۶۔ میں مرزا غلام احمد مسیح موعود اور امام الزمان اور
مجدد وقت اور ظلی طور پر رسول اور نبی اللہ ہوں
اور مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے۔
(تازیانہ عبرت بدستخط مرزا خود بعدالت)

۷۔ خدا کی وحی آنحضرت صلعم کے ساتھ منقطع نہیں
ہوئی۔ (دستخط مرزا غلام احمد بعدالت)

۸۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ
سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا
میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں
نہ کہ رحمانی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب
جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔
(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۳)

۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار معجزات
ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۴۶)

۱۰۔ میرے معجزات کی تعداد دس لاکھ ہے۔
(براہین احمدیہ ص ۵۶ مصنفہ مرزا غلام احمد)

۱۱۔ اور خدا تعالےٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے
کہ میں اس کی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے
ہیں کہ وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی
ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن پھر بھی جو
لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔
(حوالہ چشمہ معرفت ص ۳۱۷ مصنفہ مرزا غلام احمد)

۱۲:۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔

(حقیقت الوحی ص۲۱۱)

۱۳:۔ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توراۃ انجیل اور قرآن پر۔ (اربعین نمبر۴ ص۲۵)

۱۴:۔ اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا

(حقیقت الوحی ص۳۹۱)

۱۵:۔ جو شخص تیری (مرزا) پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی تبلیغ رسالت جلد نمبر ۹ ص۲۷)

فضیلت انبیائے کرام و صحابۂ عظام

۱:۔ مجھ کو وہ چیز دی گئی کہ دنیا آخرت میں کسی ایک شخص کو نہیں دی گئی۔

(استفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی ص۳۸)

۲:۔ میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا وہ تو بعض انبیائے کرام سے بہتر ہے۔ (معیار اخیار اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نمبر ۹ ص۳۰۔)

۳:۔ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اور ایک نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اول ص۱۳۱)

۴:۔ اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی (نجات دہندہ) ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا) ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔ (قادیانی مذہب کا محاسبہ)

کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

(در ثمین ص۲۳۵ مرزا غلام احمد قادیانی)

القصہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حکومت برطانیہ سے سازشی ناطہ جوڑ کر عقائد اسلام تعلیمات اسلام کے خلاف جس دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا اور فرنگی حکومت کی بقا و استحکام کے لئے مسلمانوں میں عقائد کے عنوان پر انتشار پیدا کر کے فرنگی حکومت کی محکومی اور غلامانہ زندگی کو نعمت اور برکت ثابت کرنے کی تلقین کی اس پوشیدہ پس منظر کو علامہ اقبالؒ نے درج ذیل اشعار میں بیان فرمایا۔

شیخ او مرد فرنگی را مرید
گرچہ گوید از مقام بایزید

گفت دیں را رونق از محکومی است
زندگانی از خودی محرومی است

دولت اغیار را رحمت شمرد
رقص ہا گرد کلیسا کرد و مرد
(علامہ اقبالؒ)

مولانا مفتی سید مسعود علی قادری

ختم نبوت پر علمائے اہلسنت کی چند تصانیف

علمائے اہلسنت نے ہر دور میں اسلام کے خلاف سر اٹھانے والے فتنوں کی سرکوبی کی ہے۔ فتنہ قادیانیت کا منہ توڑ جواب دینے والوں میں علماء ومشائخ اہلسنت کا کام بہت نمایاں رہا ہے۔ اعلیحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان اور پیر مہر علی صاحب گولڑوی نے فتنۂ قادیانیت کا ناطقہ بند کر دیا تھا۔ ذیل میں ہم چند تصنیفات کا جو اس موضوع پر ہیں تعارف پیش کرتے ہیں۔

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

یہ وہ کتاب ہے جس کا نام سنکر قادیانیوں کے پیروں تلے کی زمین نکل جاتی ہے۔ میرے سامنے اس کتاب کا ساتواں ایڈیشن ہے۔ اسمیں ۹۴۴ صفحات ہیں۔ اسکی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے اپنی طرف سے عام طور پر سرخیاں ہی لگائی ہیں باقی مرزائیوں کی کتابوں کے حوالے بلا تبصرہ ہیں۔ اگرچہ اس کتاب میں نبوت ختم نبوت، قادیانیوں کے اعتراضات کے جوابات نہیں ہیں، مگر خود قادیانیوں کی ہی کتب سے انکی تردید بڑے جامع انداز میں کی گئی ہے۔ اس کے مصنف پروفیسر محمد الیاس برنی — سابق صدر معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن ہیں۔

تمہید اول میں کہتے ہیں

الله جل شانہ کا فضل وکرم ہے کہ اس پرآشوب زمانے میں حیدرآباد، فرخندہ بنیاد حب نبی اور عظمت رسول کا مسکن بنا ہوا ہے اور کیوں نہ ہو کہ جو یہاں امیر المومنین ہے وہ سب سے بڑھ کر فدائے سید المرسلین ہے۔ . . . چنانچہ ماہ ربیع الاول شریف میں

سلہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ، مطبوعہ شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور از پروفیسر محمد الیاس برنی - سن طباعت ندارد، ص ۳۰، ۴۸، ۵۰

جس اہتمام و احترام سے میلاد مبارک کے شاندار جلسے حیدرآباد میں منعقد ہوئے اور ہوتے ہیں ہندوستان میں انکی نظیر کم تر مل سکتی ہے۔ آگے چل کر مصنف لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے لکھنے کی تحریک ایک جلسہ میلاد ہی سے ہوئی۔ پھر بریلی صاحب نے علماء اہلسنت کی چند کتب کے نام اسی سلسلہ میں ذکر فرمائے وہ یہ ہیں۔

۱۔ ختم نبوت :۔ از سید ابوالحسنات مولوی شجاع الدین علی صاحب صوفی قادری۔

۲۔ قادیانی جماعت کے شائع کردہ ٹریکٹ کا مدلل جواب ۔ از قاری محمد تاج الدین صاحب قادری۔

۳۔ مہابیت الرشید للغوی المرمین ۔ از سید محمد حبیب اللہ صاحب قادری۔

۴۔ تکذیب مرزا بزبان مرزا صاحب از سید محمد ولی اللہ صاحب قادری۔

۵۔ ایک نور درباره ختم نبوت ۔ از مولوی سید درویش محی الدین صاحب قادری۔

۶۔ جماعت احمدیہ کا صریح مغالطہ از سید محمد مولوی القادری۔

۷۔ قادیانی جماعت کی دعوت قادیانیت پر ہمارے استفسارات ۔ از قاری محمد تاج الدین صاحب قادری۔

۸۔ مرزائیوں کے عقائد ۔ باجازت حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب صدیقی القادری۔

الصارم الربانی علی اسراف القادیانی

یہ کتاب صاحبزادہ اعلیٰ حضرت، حضرت حجۃ الاسلام مولانا الشاہ حامد رضا خانصاحب کی عظیم الشان تصنیف ہے ۱۳۱۵ھ میں بریلی سے شائع ہوئی اس کے صفحات ۵۶ ہیں۔

السیوف الکلامیہ

حضرت علامہ مفتی عبدالحفیظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جو چھوٹے مناظرانہ طور پر لکھی گئی ہے مگر اب کمیاب ہے۔ علامہ نے کتاب کے آخر میں تحریر فرمایا ہے کہ دوسرا حصہ دعوائے طبیعت میں، تیسرا حصہ دعوائے مجددیت میں چوتھا حصہ دعوائے مہدویت میں۔ چھٹا دعوائے نبوت میں ہوگا۔ انتظار کریں، مگر افسوس کہ باقی حصص منظر عام پر نہ آسکے۔

مقیاس النبوہ

یہ کتاب مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان تصنیف ہے۔ یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد کا نام یہ ہے مقیاس النبوۃ فی حقیقۃ من ادعی غیر الابوۃ۔ صفحات ۴۲۴ دوسری جلد کا نام "مقیاس النبوۃ فی ثبوت انقطاع النبوۃ" صفحات ۲۸۰ تیسری جلد کا نام یہ ہے "مقیاس النبوۃ فی ردّ مدار النبوۃ" صفحات ۷۵۲۔ یہ کتاب دارالمقیاس اچھرہ لاہور سے طبع ہوئی ہے، کل کتاب کے صفحات ۱۴۵۷ ہوئے اس موضوع پر اتنی مفصل کتاب میری نظر سے نہیں گزری ہے۔

پوری کتاب کی کتابت و طباعت معقول ہے۔ میرے خیال میں جسکے پاس یہ کتاب ہوا سے پھر قادیانیت کے خلاف کسی دوسری کتاب کے خریدنے کی زحمت گوارا نہ کرنا پڑے گی۔ مولانا مرحوم نے اہلسنت کی طرف سے ایک عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے۔

قادیانیوں سے مناظرے کے لئے بھی یہ کتاب کافی ووافی ہے۔

ختم نبوت

یہ مختصر مگر مدلل اور ٹھوس کتاب حضرت علامہ مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی اور ان کے صاحبزادے علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلوی دامت برکاتہم العالیہ کی تحقیقات کا ماحصل ہے اس کے صفحات ۲۰ ہیں

السّوء والعقاب علی المسیح الکذاب

امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو باطل فرقوں کی تردید میں منفرد مقام رکھتے ہیں نے قادیانیت کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکا، آپکی یہ کتاب مرزا کی رد میں لاجواب ہے۔

جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ

اس بے نظیر کتاب میں امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت کے ثبوت میں ۲۵ مرفوع احادیث پیش کی ہیں باقی ادلہ انکے علاوہ ہیں، کتاب کے صفحات (۳۹) ہیں۔ مگر دلائل کا انبار ہے، بعد کی کتب در حقیقت اسی سے مقتبس ہیں۔ یہ کتاب اہل علم کے لئے اضافہ معلومات کا موجب ہے، افادیت کے پیش نظر کتاب سے اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ ولید سا کن مشہد کہ اپنے کو سید کہوا تا ہے اپنا عقیدہ بایں طور رکھتا ہے کہ حضرت علی وفاطمہ وحسنین رضی اللہ عنہم کو انبیاء ورسول کہنا ثابت ہے۔

جواب:- جواب کی عبارت میں یہ بنیادی چیز ہے جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا اور اللہ سبحانہ کو احد صمد لاشریک لہ جاننا فرض ہے اسیطرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا انکے زمانے میں خواہ انکے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقینًا قطعًا محال وباطل جاننا فرض اجل و جزء ایقان ہے، ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر نہ منکر بلکہ شک کرنے والا نہ شاک بلکہ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعًا اجماعًا کافر ملعون مخلد فی النیران ہے نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر جو اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر بین کفر جلی الکفران ہے۔

”مرزائی حقیقت کا اظہار“

یہ کتاب مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ کی ہے، اس کا ترجمہ عربی میں ”مراۃ“ کے نام سے ہوا ہے اور انگریزی میں ” MIRROR “ کے نام سے ہوا ہے۔

”سیف چشتیائی“

یہ کتاب رئیس العارفین خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب کی مشہور تصنیف ہے، میرے سامنے اس کا جو تھا ایڈیشن ہے جو ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا تھا۔ کتاب ۲۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب ختم نبوت اور

نزولِ مسیح سے متعلق اچھوتی اور عالمانہ کتاب ہے
درحقیقت اس کتاب نے مرزائیت کے ایوانوں میں
زلزلے پیدا کر دیئے ہیں -

شمس الہدایہ

یہ کتاب حیاتِ مسیح پر پیر مہر علی شاہ صاحب کی
محققانہ تصنیف ہے -

"راست بیانی بر شکست قادیانی"

مرزا غلام قادیانی اور پیر مہر علی صاحب کے
مابین ختمِ نبوت کی بعض بحثوں پر مشتمل ہے اور آستانہ
عالیہ گولڑہ شریف سے دستیاب ہے -

جہاد اور مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا صاحب رقم طراز ہیں :

یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے
مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق
مقامات میں پھیلا ہوا ہے - یہی وہ فرقہ ہے جو دن
رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں
سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھا دے، چنانچہ اب
تک ساٹھ کے قریب اب تک میں نے ایسی کتابیں عربی،
فارسی اور انگریزی میں تالیف کر کے شائع کی ہیں جن کا
مقصد یہی ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں
سے محو ہو جائیں - یہ خرابی اکثر نادان مولویوں نے ڈال
رکھی ہے -

(قادیانی رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت
۱۹۰۲ء جلد ۱)

علامہ اقبال مرحوم نے مرزا صاحب کی خوب
خبر لی ہے - وہ کہتے ہیں -

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
پھر آپ کہتے ہیں کہ شیخ حق کے لئے تلوار اٹھانے کو منع
کرتا ہے جب کہ باطل پرستوں کا یہ عالم ہے کہ -
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر

ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا[ف] نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگزر!

ظاہر ہے کہ مرزا صاحب اہلِ یورپ کو تلوار نیام
میں کرنے کی نصیحت کیوں کر سکتے تھے، ان کا مقصد تو یہ تھا
کہ مسلمان کی تلوار چھین کر انگریز کے حوالے کر دی جائے
تاکہ مسلمان کو آسانی سے ذبح کیا جا سکے -

[ف] اس سے مراد مرزا صاحب ہیں، یہ لقب اسلئے
دیا گیا ہے کہ مرزا صاحب بقول خود انگریزوں کا
خود کاشتہ "پودا" تھے -

---

* قناعت بدن کو تازگی بخشتی ہے اور حسد بدن کو
گلا دیتا ہے -
* کلام کی کثرت میں کچھ نہ کچھ گناہ مزید ہوتا ہے مگر جو
شخص اپنے لبوں کو روکے رکھتا ہے بڑا دانا ہوتا ہے

میرے پڑوسی پہلوان زادہ خان دل بہار خان بہت دراز، بلند آواز، ہوشیار نگری تم ہاتو کھینچی، شم ڈرگ روڈی بہت مزیدار بات چیت کے مالک ہیں۔ ہیں آدمی بجائے خود اک محشر خیال ہیں، یہ الگ بات ہے کہ جب وہ وزیر تھے انہیں بھول کر بھی محشر کا خیال نہیں آیا، الیکشن کے زمانے میں وہ "وعدہ فردا" تخلص کرتے تھے، وزارت کے دوران کبھی ایکٹ جوالیس، کبھی کرفیو، کبھی بندوق کے عنوان سے نظم و نثر میں بیان دیا کرتے تھے۔ وزارت کے بعد انہوں نے ایک مطلع کہا، ابھی تک غزل نہیں ہوئی۔

ہاں! بات یہاں تک چل پڑی تھی کہ آج کل وہ میرے پڑوسی ہیں اور بہت مزیدار بات چیت کے مالک ہیں۔ کل شام مجھ سے کہنے لگے "اماں یار! ایک گورنری کی جگہ خالی ہوتی ہے بہت سے درخواست گذار پر تول رہے ہیں صدر صاحب کے یہاں سفارشوں کا بازار گرم ہے کیوں نہ میں اس تین ٹانگ والی کرسی کے لئے کوشش کروں؟"

میں نے کہا "خیال نیک ہے۔ ہمت مرداں مدد خدا"

"آئندہ منگل کو ایک پریس کانفرنس کر رہا ہوں مگر ابھی تک اس کا موضوع طے نہیں ہوا ہے۔ تم کچھ مشورہ دو۔"

"میرا دماغ ان دنوں مصروف ہے وہ ترجمان والے ایک ختم نبوت نکال رہے ہیں جس کے لئے مجھے بھی ایک مضمون لکھنا ہے۔"

"ہا ہا۔ بھئی خوب یاد آیا۔ جب میں وزیر تھا تو

خوش تحریر اور خوش تقریر مانا جاتا تھا۔ ریڈیو پر ہر ہفتہ میری، میرے بیٹے کی اور میری انگلینڈ ریٹرنڈ سالی کی تقریر ہوا کرتی تھی۔ اخبارات ہم لوگوں کے بیانات سے بھرے ہوتے تھے۔ ہم سب کی طرف سے ساری تقریریں اور بیانات میرا پرائیویٹ سکریٹری لکھتا تھا۔ البتہ اخبارات ریڈیو۔ ٹی وی پر بھیجے جانے سے پہلے میرے پولیٹکل سکریٹری کی منظوری ضروری تھی۔ ایک مرتبہ . . . . "

میں نے بات کاٹ کر کہا: "یار! تم اپنی پرانی کہانی رہنے دو۔ میں ذرا مضمون مرتب کر لوں۔ پھر اطمینان سے "جب میں وزیر تھا" کے عنوان سے تمہاری دو تین کہانیاں سن لوں گا۔"

دل بہار خان ذرا تیز ہو گئے: "بھائی میں تمہارے ہی مطلب کی بات کہہ رہا ہوں۔ ایسا ہوا کہ ایک مرتبہ مجھے بھی ایک ختم نبوت کانفرنس میں بولنا پڑا۔ میرے پرائیویٹ سکریٹری نے ایک زوردار تقریر لکھ رکھی تھی۔ افسوس کہ میری ساری تقریریں کابینہ کی فائلوں میں رہ گئیں۔ لیکن ایک یادو پوائنٹ ابھی تک مجھے یاد ہیں۔"

"خوب خوب۔ ذرا سناؤ۔"

"جیسا کہ مجھے یاد آتا ہے" دل بہار خان نے دماغ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ پہلا نکتہ اس تقریر میں یہ تھا کہ نبی کا نام ہمیشہ ایک لفظی ہوتا ہے۔ کبھی دو لفظی نہیں ہوتا اور سہ لفظی تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر کوئی سہ لفظی نام والا نبوت کا دعویٰ کرے تو غلط ہے۔"

"یہ تو بہت دور کی کوڑی ہے۔ میں نے نہیں سوچا تھا اب دوسرا نکتہ کیا ہے۔" میں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

"اور دوسرا نکتہ جو میرے پرائیویٹ سکریٹری نے لکھا وہ یہ تھا کہ نبی کا نام کبھی فارسی زبان میں نہیں ہو سکتا۔ اور وہ بھی کسی مضاف و مضاف الیہ کا مضاف بن کر۔ نبی کا نام ہمیشہ عربی یا سریانی یا عبرانی ہی ہوگا۔"

"یار اس پرائیویٹ سکریٹری نے بڑا ریسرچ کیا ہے کیا تم نے اسے خطاب یا تمغہ وغیرہ نہیں دلوایا؟"

پہلوان زادہ دل بہار خان ہنسنے لگے۔ میں نے اسے بہت کہا کہ اپنے نام کے آگے شریف زادہ کا لقب لگاؤ جیسا کہ میں نے خان زادہ کا لقب لگایا ہے۔"

میں نے کہا: "شریف یا پہلوان کافی ہے زادہ کی ضرورت کیا ہے۔"

فرمانے لگے: "تم کیا جانو؟ پیر کہلانے کے لئے باطن کی ضرورت نہ بھی ہو تو ظاہر کی ضرورت بہرحال ہے لیکن پیرزادہ کہلانے کے لئے نہ باطن کی ضرورت ہوتی ہے نہ ظاہر کی ہر کوئی داڑھی رکھے بغیر بھی پیرزادہ بن سکتا ہے۔ بلکہ موجودہ کابینہ کا رکن بھی ہو سکتا ہے وزارہ کا لقب نسلاً بعد نسلاً بھی چل سکتا ہے۔ اسی لئے آجکل پیرزادہ۔ پاشا۔ ہزارہ، یا خان زادہ ہونا فیشن ہو گیا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ آئندہ چند برسوں میں، وزیر زادہ، کمشنر زادہ، گورنر زادہ، ایس پی زادہ اور صدر زادہ وغیرہ کے القابات رائج ہو جائیں جب میں وزیر منتری تھا . . . . "

میں نے پھر بات کاٹی۔ کیونکہ پہلوان زادہ صاحب کے بہک جانے کا خطرہ تھا۔ "ہاں یار۔ میرے سابق وزیر تمہاری اس ختم نبوت والی تقریر میں تیسرا نکتہ کیا تھا۔"

"تیسرا نکتہ . . . . تیسرا نکتہ۔ ہاں خوب یاد آیا لکھا تھا جس طرح آم بغیر موسم پیدا نہیں ہوتا اسی طرح نبی بھی بغیر موسم پیدا نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص موسم گذرنے کے بعد ایک یا دو نہیں بلکہ مکمل تیرہ سو سال کے بعد نبوت کا دعویٰ

کرے تو جھوٹا ہے۔"

"اور چوتھا نکتہ۔"

ہاں ذرا سوچنے دو۔ خدا رکھے میرے پرائیویٹ سکریٹری نے لکھا تھا کہ جس طرح پٹ سن بنگال میں ہوتا ہے اور زعفران صرف کشمیر میں، اسی طرح نبی صرف ایک خاص خطہ میں ہوتا ہے، پنجاب میں نہیں ہو سکتا۔ اگر پنجاب میں پیدا ہوگی ہے تو پھر نقلی دمصنوعی اور خود ساختہ ہے۔"

میں نے کہا: "اے سابق وزیر روشن ضمیر! اس پرائیویٹ سکریٹری کے تم پر بڑے بڑے احسانات ہیں، کیا تم نے اسے کوئی فیکٹری الاٹ نہیں کرادی یا کوئی امپورٹ لائسنس نہ دلوایا۔ یا کوئی ادبی انعام کا مستحق اسے نہ ٹھہرایا۔ یا پریس ٹرسٹ کے کسی اخبار کا ایڈیٹر یا رپورٹر نہ بنوایا۔ اگر وہ میرا پرائیویٹ سکریٹری ہوتا تو میں آج اس کا پرائیویٹ سکریٹری بن جاتا۔ خواہ تنخواہ کے بغیر۔ تم نے اس کے لئے کیا کیا؟"

خان دل بہار خان نے بتایا "میں نے اسے بہت کہا کہ اب زمانہ خان بہادر اور خان صاحب جیسے برطانوی خطابات کا گذر چکا ہے۔ اب تم اپنے نام کے آگے ایک خان رکھ لو اور نام کے بعد پھر ایک خان۔ اسے ڈبل (خان) کہتے ہیں۔ میں نے خود اپنی مثال پیش کی۔ مگر وہ نہ مانا۔ پھر میں نے اسے سمجھایا کہ محنت کے بغیر کس طرح ہر انسان وزیر محنت بن سکتا ہے۔ اس کے لئے بھی مڈل پاس کرنا ضروری نہیں۔ ہاں وزیر محنت بن جانے کے بعد اس عہدہ کو برقرار رکھنے کے لئے کافی محنت چاہیئے... جی حضوری اور خوشامد کے میدان میں۔"

"اچھا خیر اب یہ بتاؤ کہ پانچواں نکتہ کیا ہے۔"

جب میں وزیر تھا... بھائی معاف کرنا۔ ہاں وہ پانچواں نکتہ یہ ہے کہ نبی اپنے نام کے آگے یا پیچھے کوئی اس قسم کا لفظ نہیں رکھتا مثلاً سید، شیخ، خان، پٹھان، میر، میرزادہ، مرزا۔ اگر کوئی نبی ان الفاظ کو استعمال کرتا ہے تو وہ نبی نہیں کاذب ہے۔"

ریسرچ کا کمال ہے، تم نے اسے اعزازی بی اے نہ سہی اعزازی پی ایچ ڈی ہی دلوائی؟"

مگر خان دل بہار خان کسی اور خیال میں گم تھے۔"

ہاں جیسا کہ میرے پرائیوٹ سکریٹری نے لکھا ہے، جب میں وزیر تھا ایک چھٹا نکتہ بھی ہے۔

"میں نہیں جانتا تھا کہ تمہارا حافظہ اتنا مضبوط ہے۔ ذرا جلدی سناؤ۔ وہ چھٹا نکتہ کیا ہے۔"

"چھٹا نکتہ یہ ہے جیسا کہ سورۂ ابراہیم میں مذکور ہے کہ ہر نبی کو وحی اس کی مادری زبان میں دی جاتی تھی اگر کوئی نبی پنجابی ہے اور وہ غیر پنجابی زبانوں میں بھی وحی پیش کرنے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ سچا نہیں ہو سکتا۔"

"زندہ باد! اے سابق وزیر کے سابق سکریٹری" میں نے فلک شگاف نعرہ لگایا۔ عقل کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ تمہارا پرائیوٹ سکریٹری رہتا کہاں ہے؟ میں آج ہی اس سے ملوں گا۔"

پہلوان زادہ خان دل بہار خان نے حسرت سے کہا: "اس کا پتہ میری فائل میں لکھا تھا جب میں وزیر تھا۔"

"اسے ڈھونڈ نکالو۔ تم ضرور گورنر ہو جاؤ گے اب میں اپنا مضمون مکمل کرنے جا رہا ہوں۔"

خدا حافظ

بقیہ: ختم نبوت

"جب ابراہیم ابن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
وصال ہوا تو حضور نے انکی نماز جنازہ پڑھائی
اور فرمایا کہ ان کی دودھ پلانے والی جنت میں
ہے اور اگر وہ زندہ رہتے تو نبی صدیق ہوتے"
ابن ماجہ صفحہ ۱۰۸

اس حدیث سے مرزائی اجرائے نبوت پر استدلال کرتے ہیں لیکن یہ استدلال باطل محض ہے اس لئے کہ اس حدیث میں یہ نہیں کہ انکا زندہ رہنا ممکن اور متصور تھا۔ بلکہ ان کا زندہ رہنا محال تھا۔ اور ان کا زندہ رہنا اسلئے محال تھا کہ اگر وہ زندہ رہتے تو کذب باری لازم آتا اور خدا تعالیٰ کا جھوٹا ہونا محال بالذات ہے اور ایک محال کسی دوسرے محال کو مستلزم ہو سکتا ہے۔ جیسے۔ لو کان زید حمارا کان ناهقا۔ اگر زید گدھا ہوتا تو ہینگنے والا ہوتا۔ زید کا گدھا ہونا محال ہے، لہٰذا اس کا ہینگنے والا ہونا محال ہے اسی طرح قرآن مجید میں فرمایا گیا
"لو کان للرحمن ولد فانا اول العابدین"
"اگر خدا کا بیٹا ہوتا تو میں اس کا پوجنے والا ہوتا"

اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹا ہونا محال لہٰذا اسکی عبادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کریں یہ بھی ناممکن ہے اسی لئے دوسری حدیث میں اس بات کو بالکل واضح کر دیا گیا ہے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں۔

"لو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ
علیہ وسلم نبی عاش ابنہ ولکن
لا نبی بعدہ"

اگر اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا ہوتا کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو آپ کے بیٹے
زندہ رہتے لیکن آپکے بعد کوئی نیا نبی نہیں"

بخاری شریف صفحہ ۹۱۴ ج ۲، ابن ماجہ صفحہ ۱۰۸۔

اب آپ ان دونوں حدیثوں کو ملا لیں تو پتہ چلے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی آ ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ ہی نہیں فرمایا اور جب یہ فیصلہ ہو چکا تو اب کسی نئے نبی کے آنے کا تصور محال ہے یہ عقیدہ ختم نبوت اور انقطاع وحی ایسا ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر و صحابہ اور تابعین کسی نے بھی اس معاملہ میں قطعی فیصلہ کیا بلکہ حضرت صدیق اکبر نے ان کذابین سے جنگ کی اور اسلام کا نقطۂ نظر واضح فرمایا۔ حضرت ام ایمن نے ابوبکر و عمر کے سامنے جب یہ بیان کیا کہ۔

"ان الوحی قد انقطع من السماء"
مسلم صفحہ ۲۹۱، ج دوم
"وحی آسمان سے آنی منقطع ہو چکی"

تو دونوں حضرات نے اسکی تصدیق کی اور اگر یہ فرمایا خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"ان الوحی قد انقطع"
"اب وحی منقطع ہو گئی"

تفسیر طبری میں ہے۔

ولکنہ رسول اللہ وخاتم النبیین الذی
ختم النبوۃ فطبع علیہا فلا تفتح لاحد
بعدہ الی قیام الساعۃ"

لیکن آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین
ہیں آپ نے نبوت ختم کر کے اس پر مہر لگا دی
لہٰذا آپ کے بعد قیامت تک کسی کے لئے
نبوت کھولی نہیں جائے گی۔

طبری صفحہ ۱۱ ج ۲۲۔

ختم رسالت

سکندر لکھنوی

ظہور ہوگا جب ہنگامہ قیامت کا
تو ہوگا سہرا محمد کے سر شفاعت کا

انھیں کے قلب پہ نازل ہوا قرآنِ مبیں
ہوا انھیں پہ مکمل یہ دینِ فطرت کا

وہ ہوں گے مسندِ محمود پر سرِ محشر
ظہور ہوگا وہیں انکی شان و شوکت کا

ہوئی ہے ختم نبوت حبیبِ خالق پر
چلے گا کام ولایت سے اب رسالت کا

وہی ہیں افضل و اشرف وہی ہیں ختمِ رسل
شرف انھیں کو ملا منصبِ امامت کا

کیا ہے خاتمِ پیغمبراں انھیں رب نے
انھیں پہ ختم ہوا سلسلہ رسالت کا

ہر اک کمال ہوا ختم ذاتِ والا پر
رسول بن کے بڑھایا شرف رسالت کا

وہ شخص کاذب و مرتد ہے ازروئے قرآں
اب انکے بعد جو دعویٰ کرے نبوّت کا

قلیل وقت میں لاکھوں خدا پرست کیئے
معجزہ ہی تو ہے آپ کی ہدایت کا

کریں گے آج سکندر جو اتباعِ نبی
صلہ ملے گا انھیں حشر میں اطاعت کا

پیغام

مولانا جمیل احمد نعیمی

پاکستان کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا المیہ ہے کہ جس ملک میں ۱۹۵۲ء کے اواخر اور ۱۹۵۳ء کے اوائل میں توحید کے متوالے اور شمع رسالت کے پروانوں نے تحفظ ناموس رسالت کے لئے بے شمار قربانیاں دیں۔ آج اسی ملک میں منکرین ختم نبوت مرزائی پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر کامیاب ہو کر قومی اور صوبائی اسمبلی میں پہنچ جاتے ہیں جن کی تعداد (۱۴-تا-۱۷) ہوتی ہے۔ اس سے بڑا اور کیا المیہ ہوگا کہ آج تک تو مرزا غلام احمد کی امت صرف مذہبی حد تک اپنی چیرہ دستیاں جاری رکھے ہوئے تھی اور اب قومی و صوبائی اسمبلی کے ذریعہ سیاسی اثر و نفوذ بھی حاصل کرنے کی مرزائی امت کوشش کر رہی ہے اور کئی اہم عہدوں پر قادیانی قبضہ جما چکے ہیں۔ مثلاً فضائیہ اور بحریہ پر اور اب بریہ پر بھی قبضہ جمانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں پاکستان کا مستقبل انتہائی مخدوش نظر آتا ہے مرزائی تحریک اور فری میسن تحریک میں ایک حد تک یگانگت اور شباہت بھی نظر آتی ہے۔ وہ اس صورت سے کہ جس طرح فری میسن والے اپنی تحریک کو پوشیدہ رکھتے ہیں اسی طرح مرزائی بھی اپنی تحریک کو مخفی رکھتے ہیں اور اپنا مرزائی ہونا کسی پر ظاہر نہیں کرتے اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ الیکشن میں اور الیکشن کے بعد ہر پارٹی نے اپنے ممبران کی فہرست شائع کیں لیکن اگر نہیں شائع کیں تو قادیانی جماعت نے اپنے ممبران کی فہرست شائع نہیں کی کیونکہ اسی طرح مرزائی ممبران تمام ممبرانِ قومی اسمبلی کی نظر میں آجاتے ہیں اور اب جو گم نام رہ کر مرزائی امت اسمبلی میں تخریبی کاروائیاں کر سکتی ہے وہ ظاہر ہونے کے بعد نہیں کر سکتی تھی۔

لہٰذا میں تمام مسلمانوں سے خدا و رسول کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہر جگہ مرزا غلام احمد قادیانی کی امت سے ہوشیار رہیں اور انکی ایمان سوز تخریبی کارروائیوں سے بچتے رہیں۔ آخر میں میں ادارہ ترجمان اہلسنت کے احباب کو بھی تہہ دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے ختم نبوت نمبر شائع کر کے وقت کے اہم تقاضہ کو پورا کیا۔ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ ادارے کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور اس میں لکھنے والوں پڑھنے والوں اور اس میں ہر ممکن تعاون کرنے والوں کو دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

حضرات مکرم!

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے۔ مرکزی جماعت اہلسنت (پاکستان) ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ جو تحریر و تقریر کے ذریعے تبلیغ دین اور دیگر متعدد مذہبی، سماجی اور عوامی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اب تک خدا کے فضل و کرم سے ہزاروں کی تعداد میں مختلف عنوانات پر کتب، تبلیغی کتابچے اور پمفلٹ جماعت اہلسنت کے زیر اہتمام شائع کئے جا چکے ہیں۔ جماعت کے زیر اہتمام اکثر تبلیغی اجتماعات منعقد کئے جاتے ہیں تاکہ عوام کو دینی معلومات سے بہرہ ور کیا جا سکے۔

کراچی کے متعدد مقامات پر جماعت ہی کے زیر اہتمام کئی مدارس تعلیم القرآن قائم ہیں جن میں سیکڑوں طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ ان مدارس میں مقامی طلباء کو بلا فیس دینی تعلیم دی جاتی ہے۔

آپ کا محبوب ماہنامہ "ترجمان اہلسنت" بھی جماعت ہی کے زیر اہتمام شائع ہو رہا ہے۔

اس کے علاوہ دوسرے کئی اہم دینی و سماجی منصوبے جماعت کے زیر غور ہیں لیکن مالی وسائل کا فقدان ان مقاصد کی تکمیل میں حائل ہے۔

لہٰذا میں تمام اہل ثروت اور مخیر مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ آگے بڑھ کے "تعاونوا علی البر" کے جذبے کے تحت جماعت اہلسنت کو فطرہ، زکواۃ، صدقات اور مالی عطیات مرحمت فرما کر دین اور خدمت خلق کے کاموں میں عملی حصہ لیں۔

مولانا جمیل احمد نعیمی

ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہلسنت (پاکستان)

رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ :-

مرکزی جماعت اہلسنت ۲۷ محمدی مینشن مارسٹن روڈ کراچی۔ فون :- ۷۲۷۲۲

تنظیم فدایانِ ختم نبوت

ملک میں لادینیت، ارتداد، بالخصوص قادیانیت کی دن بدن بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیوں اور فتنہ سامانیوں کے سد باب اور استیصال کے لئے چند ماہ پیشتر چند غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سر جوڑ کر بیٹھے اور منظم طور پر کام کرنے کے لئے "تنظیم فدایانِ ختم نبوت" کا قیام عمل میں آیا۔

اس تنظیم کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان سے جملہ فتنہ ہائے ارتداد، بالخصوص فتنۂ قادیانیت کا خاتمہ کیا جائے۔ اور مسلمانوں کے تمام بنیادی عقاید خاص طور پر عقیدۂ ختم نبوت کو ملک کے مستقل آئین میں قانونی تحفظ فراہم کیا جائے اور عینہ طور پر ملک کی انتظامی اور سیاسی مشینری پر قادیانیوں کا جو خطرناک حد تک تسلط ہو چکا ہے اور اس میں بدستور اضافہ ہو رہا ہے اس سے قوم کو نجات دلانے کے لئے بھرپور جد و جہد کی جائے اور قوم کو ان دشمنانِ دین و ملت کے مکروہ عزائم سے باخبر رکھنے کے لئے تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لایا جائے۔ تنظیم کا مرکزی دفتر۔ ہارون بلڈنگ۔ الطاف حسین روڈ نیو چالی کراچی میں قائم کیا جا چکا ہے۔ امید ہے تمام مسلمان اس تنظیم کے مقاصد کی تکمیل میں بھرپور تعاون کریں گے۔

ترجمان اہلسنت کا ختم نبوت نمبر بھی ادارہ ترجمان نے اس تنظیم کے بھرپور تعاون سے ہی پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ یہ اس تحریک کا قدم اولین ہے۔ انشاء اللہ یہ تنظیم اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے انتہائی عزم و استقلال کے ساتھ اپنی منزل کی جانب گامزن رہے گی۔

رابطہ کے لئے فون نمبر ۲۳۵۵۱۱

قادیان سے ربوہ تک "مجاہد ختم نبوت صوفی محمد ایاز خاں نیازی کے مضمون" لندن سے قادیان تک کی دوسری قسط چونکا دینے والے حقائق پر مشتمل آئندہ شمارہ میں ملاحظہ کیجئے۔!

رجسٹرڈ ایس نمبر 2855 ترجمانِ اہلسنت کراچی ختم نبوت نمبر ۱۹۷۲ء

مدارج النبوۃ اردو

حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی
کی
رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل و فضائل
حیاتِ طیبہ پر جامع و مانع کتاب ہے

جلد اوّل

اس میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیات سابق و آخر اور فضل الکائنات کو دلائلِ عقلی و الہامی اور اثباتِ فکری اور روحانی سے ثابت کیا گیا ہے۔ اس جلد میں ان امور پر بھی بحث کی گئی ہے جو شرفِ حسب و نسب، شرفِ نبوت و رسالت، شرفِ ابوت، شرفِ عصمت اور شرفِ معجزات سے متعلق ہیں اور کمال قوت سے کہ ان خصائص اور فضائل کو قرآن پاک کی آیات سے ثابت کیا گیا ہے۔ اندازِ تحریر اور طریقہ استدلال اتنا پیارا اور دلنشیں ہے کہ بات دل و دماغ میں آپ چلی جاتی ہے اور بہت سے ایسے شکوک و شبہات جو مادیت اور الحاد کے پیدا کردہ ہیں خود بخود زائل ہو جاتے ہیں اور دل و دماغ دولتِ ایمانی سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔۔۔ خوشنما کتابت ـــــ آفسٹ کی دیدہ زیب طباعت مضبوط پلاسٹک کا خوبصورت کور۔ سائز [illegible] ـــ آٹھ سو سے زائد صفحات ـــ قیمت ـ چوبیس روپے

جلد دوم

اس جلد میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ اور متعلقات حیاتِ مبارکہ کو پیش کیا گیا ہے۔ طلوعِ آفتابِ رسالت، اہالیانِ مکہ کے شدائد، رسولِ اکرم کی استقامت، ہجرت، غزوات، سرایے، دربارِ نبوی کے فیصلے، اصحاب سے آپ کا برتاؤ، غیروں سے حسنِ سلوک، ازواجِ مطہرات کے حالات، اولادوں کا ذکر، یہاں تک کہ جس کو رسولِ مقبول سے ذرا سی بھی کسی قسم کی نسبت تھی اس تک کے حالات ایسے دلکش اور پیارے انداز میں تحریر کئے ہیں کہ جنھیں پڑھ کر حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو علم کا بحرِ ذخار تسلیم کرنا پڑتا ہے جو کچھ لکھا ہے عشقِ رسول میں ڈوب کر لکھا ہے اور جو بھی انھیں پڑھے گا ان ہی کیفیات کو اپنے دل میں محسوس کرے گا یہ بات بھی پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ اردو میں اس کے مکمل ترجمے اور اشاعت کا فخر صرف مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ہی کو حاصل ہے۔ اس کا ترجمہ مفتی غلام معین الدین مراد آبادی نے کیا ہے۔ جس کیلئے وہ ہم سب کے شکریے اور تحسین کے مستحق ہیں ـــ خوشنما کتابت ـــ آفسٹ کی دیدہ زیب طباعت ـــ مضبوط پلاسٹک کا خوبصورت کور سائز [illegible] ـــ ایک ہزار سے زائد صفحات ـــ قیمت [illegible] روپے

مدینہ پبلشنگ کمپنی

ختم نبوت نمبر اگست ستمبر 1972

بندر روڈ، کراچی

بشکریہ جناب خلیل احمد رانا صاحب۔ پیشکش محمد احمد ترازی

مطبوعہ: مشہور آفسٹ لیتھو پریس کراچی